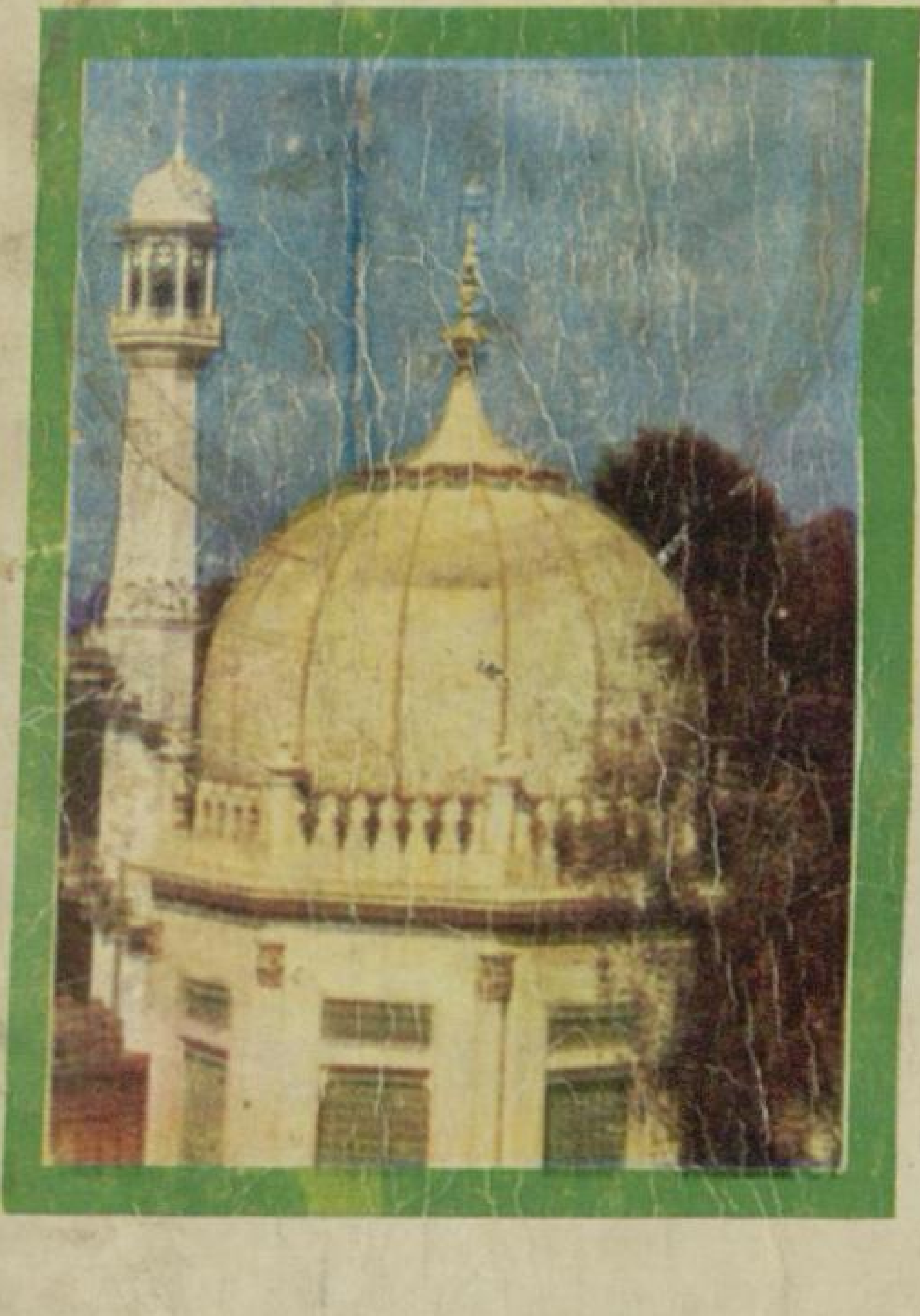
مرغوب العاشقین





مرتبہ:- ڈاکٹر سید مرغوب محسن گیلانی

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

(ترجمہ)

کون ہے جو عاشق ہُوا اور یار نے اُس کے حال
پر نظر نہ کی ہو۔ ارے صاحب درد ہی نہیں ہے
ورنہ طبیب موجود ہے۔

مرغوب العاشقین

تذکرہ

مشائخ سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ

مرتبہ

ڈاکٹر سیّد مرغوب محسن گیلانی

بی ایس سی (ایگری) پنجاب

ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ایس (کراچی)

نائب ماہر امراضِ نباتیات

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ۔ فیصل آباد۔ پاکستان

بار اوّل ——— سنہ ۱۴۰۰ھ

تعداد ——— ایک ہزار

کتابت ——— حاجی محمد صدیق فیصل آباد

طباعت ——— پاکستان آرٹ پریس فیصل آباد

ضخامت ——— ۲۴۰ صفحات

طابع ——— میاں سعید الرحمٰن

ناشر ——— ڈاکٹر سیّد مرغوب محسن گیلانی

ہدیہ کتاب ——— مجلد -/۴۰ غیر مجلد -/۳۵
ہدیہ کتاب دربار عالیہ کی تعمیر و توسیع پر خرچ کیا جاتا ہے

یکے از مطبوعات

دربار عالیہ میانی شریف۔ ضلع فیصل آباد
پاکستان

مندرجات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸	حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	۷۲
۱۹	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	۷۶
۲۰	حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	۸۲
۲۱	حضرت عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ	۸۴
۲۲	حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ	۸۵
۲۳	حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ	۸۶
۲۴	حضرت ابوسعید المبارک مخزمی رحمۃ اللہ علیہ	۸۷
۲۵	حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ	۸۹
۲۶	حضرت عبدالوہاب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۱
۲۷	حضرت صفی الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۳
۲۸	حضرت سید احمد گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۴
۲۹	حضرت محی الدین مسعود گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۵
۳۰	حضرت ضیاء الدین علی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۶
۳۱	حضرت میر میراں گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۷
۳۲	حضرت محمد شمس الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۸
۳۳	حضرت محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۹
۳۴	حضرت شاہ مبارک حقانی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۱
۳۵	حضرت شاہ معروف خوشابی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۲
۳۶	حضرت شاہ سلیمان نوری رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۳
۳۷	حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۸	حضرت پیر محمد سچیار رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۰
۳۹	حضرت بخت جمال رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۴
۴۰	حضرت بابا ماہی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۶
۴۱	حضرت حفیظ علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۷
۴۲	حضرت امیر علی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۹
۴۳	حضرت غلام مرتضیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۰
۴۴	حضرت بابا علی اکبر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۶
۴۵	حضرت غلام مصطفیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۷
۴۶	حضرت محمد غنی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳۹
۴۷	حضرت باباجی محمد علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۰
۴۸	حضرت مجمع البحرین فتح محمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۲
۴۹	فقر نامہ	۱۹۹
۵۰	کتابیات	۲۳۹

مِلنے کا پتہ

(۱) گیلانی واچ کمپنی ـــــ کچہری بازار۔ فیصل آباد

(۲) گیلانی فوٹو سٹوڈیو ـــــ گلی وکیلاں۔ کچہری بازار۔ فیصل آباد

(۳) مکتبۂ دانش ـــــ امین پور بازار۔ فیصل آباد

(۴) کاشانۂ سلیمانی ـــــ جامعہ چشتیہ۔ سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد

(۵) تونسہ کتاب گھر ـــــ تونسہ شریف۔ ضلع ڈیرہ غازی خاں

(۶) ۲۱۶۔ خیمۂ سادات ـــــ گیلانی سٹریٹ۔ ایوب کالونی۔ جھنگ روڈ۔ فیصل آباد

انتساب!

میں ناچیز اپنی اِس کتاب کو اپنے ہادی و مخدوم

قبلہ و کعبہ، مُرشدِ کامل، غریب پرور، مجمع البحرین

اعلیٰ حضرت سیدنا

پیر فتح محمدؐ شاہ گیلانی

قادری نوشاہی چشتی نظامی سلیمانی حیدری رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہِ اقدس میں بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں،

جن کی ذاتِ گرامی کی وجہ سے اس حقیر کو ہدایت نصیب

ہوئی اور اس کتاب کو مرتّب کرنے کی سعادت ملی۔

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

سگِ دربارِ عالیہ

سیّد مرغوب محسن گیلانی

عفا اللہ عنہٗ

شجرہ شریف قادریہ نوشاہیہ

شَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

یا الٰہی لُطف فرما مصطفٰیؐ کے واسطے — مُشکلیں آسان ہوں مُشکل کُشاؓ کے واسطے
حسن بصریؓ و حبیبؓ عجمیؓ و حضرت شاہ داؤدؓ — خواجۂ معروف کرخیؓ باصفا کے واسطے
شہ سری سقطیؓ جنیدؓ و شیخ شبلیؓ بو الفضلؓ — بُو الفرحؓ اور بُو الحسنؓ بحرِ سخا کے واسطے
چشمۂ رُشد و ہدایت خواجہ حضرت بُو سعیدؓ — غوثِ اعظمؓ پیرِ پیراں رہنما کے واسطے
سیّدِ عبد الوہابؓ و سیّد صوفیؓ با کمال — عارفِ حق سیّد احمدؓ پیشوا کے واسطے
سیّدِ مسعود حلبیؓ اور سیّد شاہ علیؓ — حضرتِ شاہ میرؓ قبلہ بے ریا کے واسطے
شاہ شمس الدینؓ اور سیّد محمد غوث شاہؓ — شاہ مُبارکؓ حضرتِ معروف شاہ کے واسطے
شاہ سلیمان نوریؓ و حاجی نوشہ گنج بخشؓ — حضرتِ سچیارؓ شاہِ اتقیا کے واسطے
سیّدی بختِ جمالؓ و پیر ماہی شاہؓ ولی — شاہ حفیظؓ اور شاہ امیرؓ مقتدا کے واسطے
قطبِ عالم قبلۂ دیں شاہ غلام مرتضٰیؓ — سیّدِ فتح محمدؓ پُر ضیا کے واسطے
فیض ہو اس سلسلے کے سب بزرگوں کا نصیب — سیّدِ مرغوب محسن باصفا کے واسطے

سب مریدوں کی تمنّا ہے بدرگاہِ خدا
معرفت حاصل ہو اہلِ سلسلہ کے واسطے

شجرہ شریف قادریہ نوشاہیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اَمَّا بَعۡدُ

۱۔ الٰہی بحرمت و عزت حضور سید الکونین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ)

۲۔ الٰہی بحرمت و عزت حضرت امیر المومنین امام المسلمین باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نجف اشرف ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ)

۳۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
(بصرہ شریف مقام زبیر ۴ محرم الحرام ۱۱۱ھ)

۴۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ
(بغداد شریف ۳ ربیع الثانی ۱۵۶ھ)

۵۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
(بغداد شریف ۲۸ ربیع الثانی ۱۶۵ھ)

۶۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت شاہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
(بغداد شریف ۲ محرم الحرام بروز جمعۃ المبارک ۲۰۰ھ)

۷۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
(بغداد شریف ۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ)

۸۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت شاہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(بغداد شریف ۲۷ رجب بروز جمعہ ۲۹۷ھ)

۹- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

(بغداد شریف ۲۸- ذی الحج ۳۳۴ھ)

۱۰- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

(بغداد شریف ۹ جمادی الثانی بروز جمعۃ المبارک ۴۲۵ھ)

۱۱- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

(طرطوس مقدس ۳- شعبان ۴۴۷ھ)

۱۲- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

(بغداد شریف یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ)

۱۳- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت ابوسعید المبارک مخرمی رحمۃ اللہ علیہ

(بغداد شریف ۔ ۷ محرم الحرام ۵۱۳ھ)

۱۴- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ غوث اعظم پیرانِ پیر دستگیر سید الاولیاء
حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(بغداد شریف ۱۱- ربیع الثانی ۵۶۱ھ)

۱۵- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سیدنا عبدالوہاب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(بغداد شریف ۔ ۲۵- شوال ۵۹۳ھ)

۱۶- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سیدنا صفی الدین ابونصر عبدالسلام
گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (بغداد شریف ۳- رجب ۶۱۱ھ)

۱۷- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سیدنا ابوالمسعود سید احمد گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ (بغداد شریف ۶۳۰ھ)

۱۸- الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سیدنا ابوالبرکات محی الدین مسعود گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ (حلب اقدس ۶۶۰ھ)

۱۹۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ سیدنا ابوالحسن ضیاء الدین علی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (حلب اقدس ۷۱۵ھ)

۲۰۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سیدنا ابوعبداللہ شاہ میر میراں گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (حلب اقدس ۷۶۶ھ)

۲۱۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سیدنا محمد شمس الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (حلب اقدس ۸۳۴ھ)

۲۲۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سیدنا محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (اُچ شریف پاکستان ۷۔ رجب ۹۲۲ھ)

۲۳۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سیدنا میراں شاہ مبارک حقانی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (اُچ شریف۔ پاکستان ۹۵۶ھ)

۲۴۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت مجمع البحرین شاہ معروف رحمۃ اللہ علیہ (خوشاب شریف پاکستان۔ ۱۰ محرم الحرام ۹۸۷ھ)

۲۵۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری رحمۃ اللہ علیہ (پرانا بھلوال شریف پاکستان۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۰۱۲ھ!

۲۶۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (رنمل شریف ضلع گجرات پاکستان۔ ۸ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ)

۲۷۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت پیر محمد سچیار رحمۃ اللہ علیہ (نوشہرہ میانہ شریف۔ گجرات۔ پاکستان ۱۱۲۰ھ)

۲۸۔ الٰہی بحرمت و عزت شیخ المشائخ حضرت بجنت جمال رحمۃ اللہ علیہ (جھنگی شریف گورداسپور (بھارت)

۲۹- الٰہی بحرمت و عزّت شیخ المشائخ حضرت بابا ماہی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
(جھنگی شریف ہوشیار پور بھارت)

۳۰- الٰہی بحرمت و عزّت شیخ المشائخ حضرت سیّدنا حفیظ علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(میانی شریف ۔ ہوشیار پور (بھارت)

۳۱- الٰہی بحرمت و عزّت شیخ المشائخ حضرت سیّدنا امیر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
(میانی شریف ۔ ہوشیار پور (بھارت) سنہ ۱۳۱۰ھ)

۳۲- الٰہی بحرمت و عزّت شیخ المشائخ امام العارفین مطلوب الطالبین حضرت سیّدنا غلام مرتضیٰ علی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
(میانی شریف ۔ ہوشیار پور (بھارت) سنہ ۱۳۳۶ھ)

۳۳- الٰہی بحرمت و عزّت شیخ المشائخ اعلیٰحضرت مجمع البحرین قبلۂ عالم سیّدنا فتح محمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
(میانی شریف ۷۴ ۲ ر ب تحصیل و ضلع فیصل آباد ۔ پاکستان
۲۱- رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۲ھ)

۳۴- گدائے عالم سیّد مرغوب محسن شاہ گیلانی عفی عنہ،
(۱) میانی شریف ۷۴ ۲ ر ب فیصل آباد ۔ پاکستان
(۲) ۲۱۶ ۔ خیمۂ سادات ۔ ایوب کالونی ۔ جھنگ روڈ ۔ فیصل آباد ۔

شجرہ شریف

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ حیدریہ مہریہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

۱- الٰہی بحرمت سید المرسلین محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم

مدینہ منورہ - ۱۲- ربیع الاول سنہ ۱۱ھ

۸ رجون ۶۳۲ء

۲- الٰہی بحرمت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ'

نجف اشرف (عراق) ۲۱- رمضان المبارک ۴۰ھ

فروری سنہ ۶۶۱ء

۳ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

بصرہ (عراق) ۵- رجب سنہ ۱۱۱ھ

۹- اپریل ۷۲۹ء

۴- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ

بصرہ (عراق) ۲۷- صفر ۱۷۷ھ

۱۳- جون ۷۹۳ء

۵- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

(مکہ معظمہ سعودی عرب- ۳- ربیع الاول ۱۸۷ھ

یکم مارچ ۸۰۳ء

۶- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادہم البلخی رحمۃ اللہ علیہ

شام - ۲۸ جمادی الاول ۲۶۲ھ

۲۸ فروری ۸۷۶ء

۷- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ

بصرہ. عراق - ۱۴ شوال ۲۷۶ھ

۹- فروری ۸۹۰ء

۸- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ

بصرہ (عراق) ۷ شوال ۲۸۷ھ

۵- اکتوبر ۹۰۰ء

۹- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

بغداد شریف (عراق) ۱۴ محرم ۲۹۸ھ

۲۲ ستمبر ۹۱۰ء

۱۰- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ سرسلسلہ چشتیاں ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ -

عکہ - (فلسطین) ۱۴ ربیع الآخر ۳۲۹ھ

۱۶ جنوری ۹۴۱ء

۱۱ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو احمد ابن فرسنافۃ الچشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشت (افغانستان) یکم جمادی الآخر ۳۵۵ھ

۲۵- مئی ۹۶۶ء

۱۲ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو محمد ابن ابی احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشت (افغانستان) ۴- ربیع الآخر ۴۱۱ھ

۲۸- جون ۱۰۲۰ء

۱۳۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ
چشت (افغانستان) ۳۔ رجب ۴۵۹ھ
۲۰۔ مئی ۱۰۶۷ء

۱۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
چشت (افغانستان) یکم رجب ۵۲۷ھ
۸ مئی ۱۱۳۳ء

۱۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ
زندنہ (روس) ۱۰ رجب ۶۱۲ھ
۴ نومبر ۱۲۱۵ء

۱۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
مکہ معظمہ (سعودی عرب) ۵ شوال ۶۱۷ھ
۳۔ دسمبر ۱۲۲۰ء

۱۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی
اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
اجمیر شریف (بھارت) ۶ رجب ۶۳۲ھ
۲۷ مارچ ۱۲۳۵ء

۱۸۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ
۲۷ نومبر ۱۲۳۵ء)

۱۹۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر اجودھنی
رحمۃ اللہ علیہ۔ پاکپتن شریف (پاکستان) ۵ محرم ۶۶۴ھ
۱۷ اکتوبر ۱۲۶۵ء

۲۰ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۱۷۔ ربیع الآخر ۷۲۵ھ
۳۔ اپریل ۱۳۲۵ء

۲۱۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۱۸۔ رمضان المبارک ۷۵۷ھ
۱۴۔ ستمبر ۱۳۵۶ء

۲۲۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ کمال الدّین علامہ رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۲۷ ذی قعدہ ۷۵۶ھ
۳ر دسمبر ۱۳۵۵ء

۲۳۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ سراج الدّین رحمۃ اللہ علیہ
پٹن (بھارت) ۲۱ رجمادی الاول ۸۱۷ھ
۸۔ اگست ۱۴۱۴ء

۲۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ علم الدّین رحمۃ اللہ علیہ
پٹن (بھارت) ۲۶۔ صفر ۸۲۹ھ
۷ جنوری ۱۴۲۶ء

۲۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمود راجن رحمۃ اللہ علیہ
پٹن (بھارت) ۲۲۔ صفر ۹۰۰ھ
۲۲ ر نومبر ۱۴۹۴ء

۲۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ جمال الدّین جُمّن رحمۃ اللہ علیہ
احمد آباد۔ (بھارت) ۲۰ ذی الحجہ ۹۴۰ھ
۲۔ جولائی ۱۵۳۴ء

۲۷-الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ
احمد آباد (بھارت) ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۹۸۲ھ
۱۱- مارچ سنہ ۱۵۷۵ء

۲۸-الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ
احمد آباد (بھارت) ۲۹ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۴۰ھ
۲۶ اکتوبر سنہ ۱۶۳۰ء

۲۹-الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ ابو یوسف محمد یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ
مدینہ منورہ (سعودی عرب) ۲۸ صفر سنہ ۱۱۰۱ھ
یکم دسمبر سنہ ۱۶۸۹ء

۳۰-الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۲۴ ربیع الاوّل سنہ ۱۱۴۲ھ
۶- اکتوبر سنہ ۱۷۲۹ء

۳۱-الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدّین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
اورنگ آباد (بھارت) ۱۲ ذی قعدہ سنہ ۱۱۴۲ھ
۱۸- مئی سنہ ۱۷۳۰ء

۳۲-الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ مولانا فخر الدین محب النبی رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۲۷ جمادی الآخر سنہ ۱۱۹۹ھ
۷- مئی سنہ ۱۷۸۴ء

۳۳-الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ
چشتیاں۔ پاکستان۔ ۳ ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۵ھ
۳- اگست سنہ ۱۷۹۱ء

۳۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
تونسہ شریف (پاکستان) ۷۔ صفر ۱۲۶۷ھ
۶۔ دسمبر ۱۸۵۱ء

۳۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
سیال شریف (پاکستان) ۲۴ صفر ۱۳۰۰ھ
جنوری ۱۸۸۳ء

۳۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت
خواجہ سید غلام حیدر شاہ بخاری
جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ
جلال پور شریف۔ ضلع جہلم پاکستان
۶۔ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ
۱۹۰۸ء

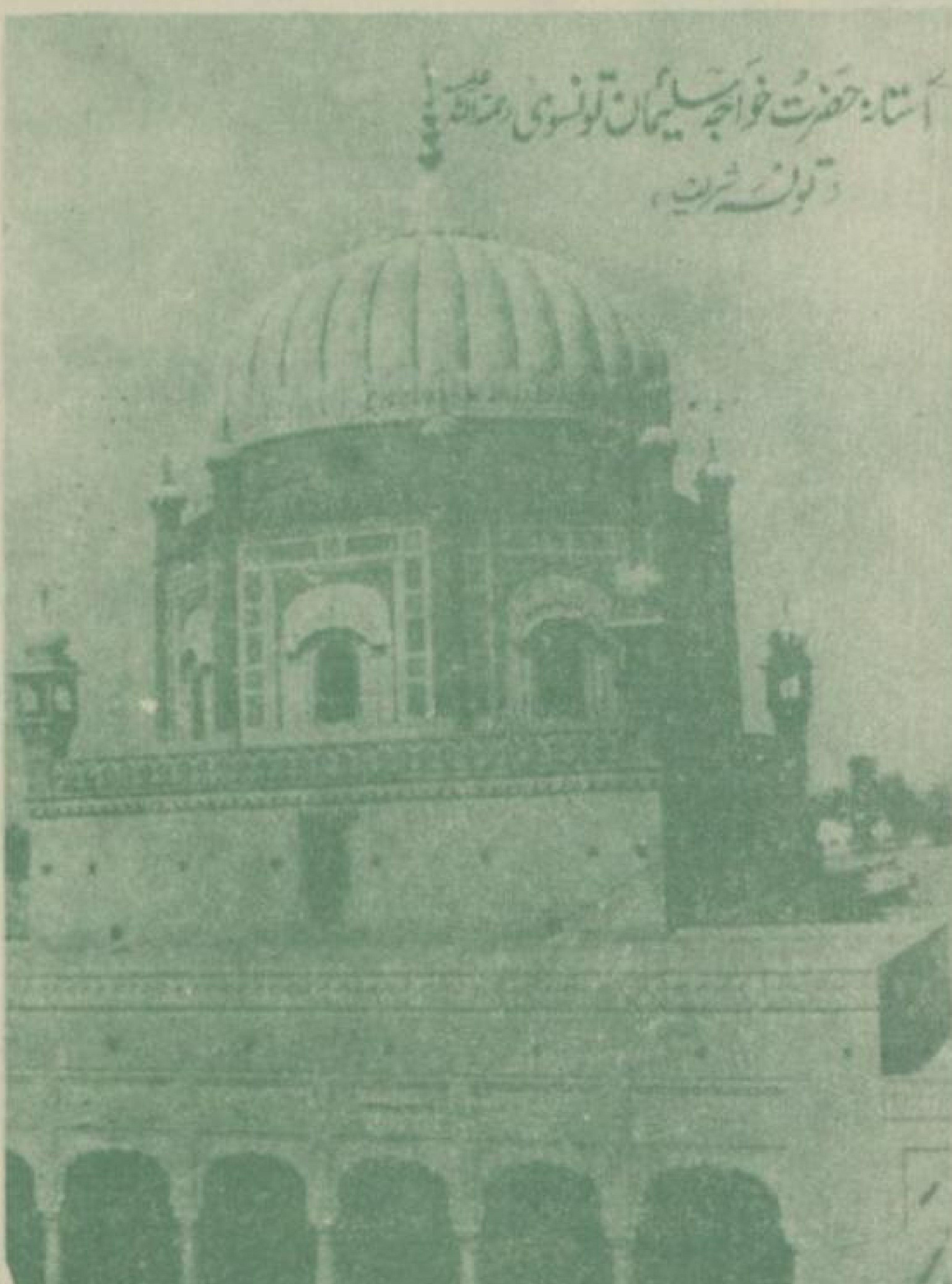
۳۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت
خواجہ پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
گولڑہ شریف۔ پاکستان
۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ
۱۱ مئی ۱۹۳۷ء

۳۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ مجمع البحرین
حضرت خواجہ سید نافتح محمد شاہ
گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
میانی شریف۔ فیصل آباد پاکستان
۲۱۔ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ
۳۰۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء

۳۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت
خواجہ ڈاکٹر فضل الٰہی عاکف
دامت فیوضہم
فیصل آباد۔ پاکستان

۳۸۔ گدائے عالم۔ سید مرغوب محسن گیلانی عفی عنہ
میانی شریف۔ ۲۴۷ ر ب۔ فیصل آباد۔ پاکستان

مزارِ مُبارک



حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
تونسہ شریف - پاکستان

شجرہ شریف

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۔ الٰہی بحرمت سیّد المرسلین سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم
مدینہ منورہ (سعودی عرب) ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ
۸ جون ۶۳۲ء

۲۔ الٰہی بحرمت امیر المومنین امام المتقین سیّدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
نجف اشرف (عراق) ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ
فروری ۶۶۱ء

۳۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
بصرہ (عراق) ۵ محرم ۱۱۱ھ
۹۔ اپریل ۷۲۹ء

۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ
بصرہ (عراق) ۲۷۔ صفر ۱۷۷ھ
۱۳۔ جون ۷۹۳ء

۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ
مکہ معظمہ (سعودی عرب) ۳ ربیع الاوّل ۱۸۷ھ
یکم مارچ ۸۰۳ء

۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ
شام ۔ ۲۸۔ جمادی الاول ۲۶۲ھ
۲۸۔ فروری ۸۷۶ء

۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ سدید الدین حُذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ
بصرہ (عراق) ۱۴۔ شوال ۲۷۶ھ
۹۔ فروری ۸۹۰ء

۸۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ
بصرہ (عراق) ۷۔ شوال ۲۸۷ھ
۵۔ اکتوبر ۹۰۰ء

۹۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ کریم الدین ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ
بغداد (عراق) ۱۴۔ محرم ۲۹۸ھ
۲۲ ستمبر ۹۱۰ء

۱۰۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ سرِ سلسلہ چشتیاں حضرت خواجہ شرف الدین ابواسحاق
شامی رحمۃ اللہ علیہ عکہ (فلسطین) ۱۴ ربیع الآخر ۳۲۹ھ
۱۶۔ جنوری ۹۴۱ء

۱۱۔ بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ
چشت (افغانستان) یکم جمادی آخر ۳۵۵ھ
۲۵۔ مئی ۹۶۶ء

۱۲۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابو محمد بن احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
چشت (افغانستان) ۴۔ ربیع الآخر ۴۱۱ھ
۲۸۔ جون ۱۰۲۰ء

۱۳۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ ناصرالدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ
چشت (افغانستان) ۳۔رجب ۴۵۹ھ
۲۰۔مئی ۱۰۶۷ء

۱۴۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
چشت (افغانستان) یکم رجب ۵۲۷ھ
۸ رمئی ۱۱۳۳ء

۱۵۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ
زندنہ (روس) ۱۰۔رجب ۶۱۲ھ
۴۔نومبر ۱۲۱۵ء

۱۶۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہرونی (ہارونی) رحمۃ اللہ علیہ
مکہ معظمہ (سعودی عرب) ۵ شوال ۶۱۷ھ
۳۔دسمبر ۱۲۲۰ء

۱۷۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز حضرت
خواجہ معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
اجمیر شریف (بھارت) ۶ رجب ۶۳۲ھ
۲۷ مارچ ۱۲۳۵ء

۱۸۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ
۲۷ نومبر ۱۲۳۵ء

۱۹۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ فریدالدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
پاکپتن (پاکستان) ۵۔محرم ۶۶۴ھ
۱۷۔اکتوبر ۱۲۶۵ء

۲۰۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

دہلی (بھارت) ۱۷ربیع الآخر ۷۲۵ھ

۳۔ اپریل ۱۳۲۵ء

۲۱۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

دہلی (بھارت) ۱۸۔ رمضان المبارک ۷۵۷ھ

۱۴۔ ستمبر ۱۳۵۶ء

۲۲۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

دہلی (بھارت) ۲۷ر ذی قعدہ ۷۵۶ھ

۳ر دسمبر ۱۳۵۵ء

۲۳۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

پٹن (بھارت) ۲۱ر جمادی الاول ۸۱۷ھ

۸ر اگست ۱۴۱۴ء

۲۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ علم الدین رحمۃ اللہ علیہ

پٹن (بھارت) ۲۶ر صفر ۸۲۹ھ

۷ر جنوری ۱۴۲۶ء

۲۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمود راجن رحمۃ اللہ علیہ

پٹن (بھارت) ۲۲ر صفر ۹۰۰ھ

۲۲ر نومبر ۱۴۱۴ء

۲۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ جمال الدین جمّن رحمۃ اللہ علیہ

احمد آباد (بھارت) ۲۰ ذی الحجہ ۹۴۰ھ

۲۔ جولائی ۱۵۳۴ء

۲۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ
احمد آباد (بھارت) ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۹۸۲ھ
۱۱ مارچ سنہ ۱۵۷۵ء

۲۸۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ
احمد آباد (بھارت) ۲۹ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۴۰ھ
۲۶ اکتوبر سنہ ۱۶۳۰ء

۲۹۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محی الدین ابو یوسف محمد یحییٰ مدنی
رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ (سعودی عرب)
۲۸ صفر سنہ ۱۱۰۱ھ یکم دسمبر سنہ ۱۶۸۹ء

۳۰۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۲۴۔ ربیع الاوّل سنہ ۱۱۴۲ھ
۶۔ اکتوبر سنہ ۱۷۲۹ء

۳۱۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ مولانا نظام الدّین اورنگ آبادی
رحمۃ اللہ علیہ اورنگ آباد (بھارت)
۱۲ ذی قعدہ سنہ ۱۱۴۲ھ ۱۸ مئی سنہ ۱۷۳۰ء

۳۲۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ مولانا فخر الدّین محب النبی رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۲۷۔ جمادی الآخر سنہ ۱۱۹۹ھ
۷۔ مئی سنہ ۱۷۸۴ء

۳۳۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ
چشتیاں (پاکستان) ۳۔ ذی الحجہ سنہ ۱۲۰۵ھ
۳۔ اگست سنہ ۱۷۹۱ء

۳۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
تونسہ شریف (پاکستان) ۷؍صفر ۱۲۶۷ھ
۶؍دسمبر ۱۸۵۱ء

۳۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
تونسہ شریف (پاکستان) ۲۹ جمادی الاولیٰ
۱۳۱۹ھ = ۱۳ستمبر ۱۹۰۱ء

۳۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
تونسہ شریف (پاکستان) ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ
۱۰؍فروری ۱۹۰۶ء

۳۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
تونسہ شریف (پاکستان) ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ
۳۰۔ اپریل ۱۹۳۲ء

۳۸۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
تونسہ شریف۔ پاکستان
۱۳۔ شوال ۱۳۷۹ھ = ۱۱۔ اپریل ۱۹۶۰ء

۳۹۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
تونسہ شریف (پاکستان)
۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ = ۴؍مئی ۱۹۷۹ء

۴۰۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ افتخار احمد چشتی دامت برکاتہٗ
فیصل آباد (پاکستان)

۴۱۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ سیّدنا تصدّق حسین شاہ گیلانی
دامت فیوضہم
میانی شریف ۲۴۷ ر ب فیصل آباد (پاکستان)

۴۲۔ گدائے عالم سیّد مرغوب محسن گیلانی عفی عنہ،
(i) میانی شریف ۲۴۷۔ ر ب۔ فیصل آباد
(ii) ۲۱۶ خیمہ سادات ایّوب کالونی
جھنگ روڈ۔ فیصل آباد

شجرہ شریف
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

۱۔ الٰہی بحرمت سیّد المرسلین سرکار دو عالم حضرت محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ منورہ۔ ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ
۸ جون سنہ ۶۳۲ء

۲۔ الٰہی بحرمت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مدینہ منوّرہ۔ ۲۲۔ جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ
۲۳۔ اگست سنہ ۶۳۴ء

۳۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سلمان پاک۔ عراق ۱۰۔ رجب سنہ ۳۳ھ
(نزد مدائن) فروری سنہ ۶۵۴ء

۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت قاسم ابن محمد ابن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مدینہ منوّرہ ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۷ھ
(جنت البقیع) ۷ اکتوبر سنہ ۷۲۵ء

۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مدینہ منوّرہ ۱۵ رجب سنہ ۱۴۸ھ
جنت البقیع ۶ ستمبر سنہ ۷۶۵ء

۶- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
بسطام (ایران) ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ
۲۶ مئی ۸۷۵ء

۷- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
خرقان (ایران) ۱۰ محرم ۴۲۵ھ
۴ دسمبر ۱۰۳۳ء

۸- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت بوعلی فارمیدی رحمۃ اللہ علیہ
طُوس (ایران) ۴- ربیع الاوّل ۴۷۷ھ
۱۱- جولائی ۱۰۸۴ء

۹- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت ابویعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
مرو (رُوس) ۲۷- رجب ۵۳۵ھ
۸ مارچ ۱۱۴۱ء

۱۰- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت عبدالخالق غجدُوانی رحمۃ اللہ علیہ
غجدوان (رُوس) ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ
۱۷- اگست ۱۱۷۹ء

۱۱- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت مولانا عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
ریوگر (روس) یکم شوال ۶۱۶ھ
۱۰ دسمبر ۱۲۱۹ء

۱۲- الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
وابکینی (روس) ۱۷- ربیع الاول ۷۱۵ھ
۲۱- جون ۱۳۱۵ء

۱۳۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
خیوہ (روس) ۱۸۔ ذیقعدہ ۷۲۱ھ
۹ دسمبر ۱۳۲۱ء

۱۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت مولانا بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
سماس (روس) ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ
۲۔ جولائی ۱۳۵۴ء

۱۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
سوخار (روس) ۸ جمادی الاوّل ۷۷۲ھ
۲۸۔ نومبر ۱۳۷۰ء

۱۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
قصرِ عارفاں (روس) ۳۔ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ
یکم مارچ ۱۳۸۹ء

۱۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
نوچغانیاں (روس) ۲۰۔ رجب ۸۰۲ھ
۱۷۔ مارچ ۱۴۰۰ء

۱۸۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ
ہلفتو (روس) ۸ صفر ۸۵۱ھ
۲۲۔ اپریل ۱۴۴۷ء

۱۹۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
سمرقند (روس) ۲۹۔ ربیع الاوّل ۸۹۵ھ
۲۲۔ فروری ۱۴۹۰ء

۲۰۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ
وخش (روس) یکم ربیع الاوّل ۹۳۶ھ
۳ نومبر ۱۵۲۹ء

۲۱۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ
اسفرار (روس) ۱۹۔محرم الحرام ۹۷۰ھ
۱۸۔ستمبر ۱۵۶۲ء

۲۲۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ
امکنگ (روس) ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ
۲۷۔فروری ۱۶۰۰ء

۲۳۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۲۵۔جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ
۲۰ نومبر ۱۶۰۳ء

۲۴۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ امام ربانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد
فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔سرہند شریف (بھارت)
۲۸۔صفر ۱۰۳۴ھ = ۳۰ نومبر ۱۶۲۴ء

۲۵۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ
مدینہ منورہ ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ
(جنت البقیع) ۱۵ دسمبر ۱۶۴۳ء

۲۶۔الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت سیّد عبداللہ اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ
اکبرآباد (آگرہ) بھارت

۲۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۱۲؍صفر ۱۱۳۱ھ
۲۴؍دسمبر ۱۷۱۸ء

۲۸۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
دہلی (بھارت) ۱۱۷۶ھ
۱۷۶۲-۶۳ء

۲۹۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ دہلی (بھارت)
۷؍شوال ۱۲۳۸ھ = جون ۱۸۲۳ء

۳۰۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
بالاکوٹ (پاکستان) ۲۴۔ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ
۶؍مئی ۱۸۳۱ء

۳۱۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت صوفی نور محمد چاٹگامی رحمۃ اللہ علیہ
نظام پور (بنگلہ دیش)

۳۲۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت صوفی فتح علی اویسی رحمۃ اللہ علیہ
کلکتہ (بھارت) ۱۸۔ ربیع الاوّل ۱۳۰۴ھ
۵۔ دسمبر ۱۸۸۶ء

۳۳۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام سلمانی رحمۃ اللہ علیہ
پھوپھورا شریف (بھارت) ۱۶ رجب ۱۳۳۰ھ
(مغربی بنگال) یکم جولائی ۱۹۱۲ء

۳۴۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت سیّد عبدالباری شاہ رحمۃ اللہ علیہ
بنڈیل شریف (بھارت) ۶ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ
(مغربی بنگال) ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

۳۵۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت حافظ حامد حسن رحمۃ اللہ علیہ
گونڈہ (ہندوستان) ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۷۹ھ
۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۵۹ء

۳۶۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ حضرت ڈاکٹر محمد احمد اللہ خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ
فیصل آباد (پاکستان)
۱۷ اپریل سنہ ۱۹۶۹ء

۳۷۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ مرشدنا حضرت ڈاکٹر فضل الٰہی عاکفؔ دامت فیوضہم
فیصل آباد۔ پاکستان

۳۸۔ گدائے عالم سیّد مرغوب محسن گیلانی عفی عنہ
(i) ۲۴۷ ر۔ب دربارِ عالیہ میانی شریف فیصل آباد
(ii) ۲۱۶۔ خیمۂ سادات۔ گیلانی سٹریٹ
ایوب کالونی۔ جھنگ روڈ۔ فیصل آباد

سیّد مرغوب محسن گیلانی

نام والد صاحب : حضرت خواجہ سیّدنا تصدّق حسین گیلانی دامت فیوضہم
ولادت : فیصل آباد۔ سنہ ۱۹۳۶ء

تعلیم : بی ایس سی (ایگری) پنجاب سنہ ۱۹۵۷ء
ڈی۔ایچ۔ایم۔ایس۔ کراچی سنہ ۱۹۷۹ء

مصروفیت : اسسٹنٹ پلانٹ پیتھالوجسٹ
ایّوب زرعی تحقیقاتی ادارہ (حکومت پنجاب) فیصل آباد

بیعت ارادت وخلافت :۔ قبلۂ عالم مجمع البحرین حضرت سیّدنا فتح محمد شاہ گیلانی
قادری نوشاہی چشتی نظامی حیدری رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۹۵۵ء

بیعتِ خلافت :۔ (۱) حضرت خواجہ سیّدنا تصدّق حسین گیلانی چشتی سلیمانی دامت فیوضہم
(۲) حضرت خواجہ ڈاکٹر فضل الٰہی عاکف صاحب دام اقبالہ سنہ ۱۹۷۹ء

پتہ : (۱) ۲۱۶ خیمۂ سادات گیلانی سٹریٹ۔ ایوب کالونی۔ جھنگ روڈ۔
فیصل آباد۔ پاکستان
(۲)، دربارِ عالیہ میانی شریف ۲۴۷ ر۔ب فیصل آباد۔ پاکستان

پیش لفظ

از۔ پروفیسر افتخار احمد صاحب چشتی سلیمانی، کاشانۂ سلیمانی۔ فیصل آباد

تعمیرِ شخصیت، تشکیلِ سیرت، تزکیۂ نفس اور تکمیلِ اخلاق کے کام انسانی فرائض میں سے اہم ترین فرائض ہیں۔ انبیا، صدیقین۔ شہدا اور صالحین یہی فرائض ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآنِ پاک میں ارشاد ہے۔

"بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھُلی گمراہی میں تھے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فرائض کو اپنی حیاتِ مبارکہ میں کماحقہٗ ادا فرمایا۔ آپ نے اپنے فیضانِ نظر و صحبت اور حُسنِ اخلاق و سیرت سے مسِ خام کو لیا اور کندن بنا دیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب اپنے اصحاب کی ایک ایسی جماعت تیار کی جن کے بارہ میں فرمایا:

"میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے فلاح پا جاؤ گے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان فرائض کو صحابۂ کرام بالخصوص خلفائے راشدین نے احسن طریق پر سرانجام دیا۔ خلافتِ راشدہ کے بعد تعلیمِ کتاب و حکمت، تزکیۂ نفوس اور تعمیرِ سیرت و اخلاق کا یہ فریضہ جس خوش اسلوبی کے ساتھ صوفیائے کرام نے سرانجام دیا وہ تاریخ میں سنہری حروف

میں لکھنے کے قابل ہے۔ صالحین کی اسی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اولیاء اللہ اور انعام یافتہ کے ناموں سے یاد کیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر وقت دُعا کرتے رہا کریں۔ کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھا راستہ دکھا یعنی ان لوگوں کا راستہ جو تیرے انعام یافتہ ہیں۔

اولیاء اللہ کے مختلف سلاسل ہیں جن میں سے مشہور ترین چار سلسلے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے جاری ہُوا اور دیگر تین سلاسل یعنی سلسلہ قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ حضرت علی ابن ابی طالب رضؓ سے جاری ہوئے۔ ان چاروں سلاسل کے مشائخ نے برّصغیر پاکستان و ہند میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تعمیرِ سیرت و کردار کے سلسلہ میں ایسی نمایاں خدمات سرانجام دیں جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا قولِ مبارک ہے کہ جو مرید اپنے پیر کے ارشادات کو پوری توجہ سے سُنتا ہے اور پھر ان کو لکھ لیتا ہے تو اس کو بے شمار برکات عطا کی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ و صوفیاء کے حالات و ملفوظات کو ہر دَور میں تحریر کیا گیا۔ حضرت خواجہ حسن سجزیؒ نے جب اپنے شیخ و مُرشد حضرتِ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ کے ملفوظات فوائدالفواد کے نام سے مرتّب کیئے تو جناب امیر خسروؒ نے فرمایا: "اے کاش میری تمام تصنیفات خواجہ حسن سے نامزد ہو جاتیں۔ اور ان کے بدلے میں اس کتاب کا حُسنِ قبول میرے لیے نامزد ہو جاتا۔"

مرغوب العاشقین سلسلۂ قادریہ نوشاہیہ کی ایک معروف شاخ کا تذکرہ ہے جسے جناب ڈاکٹر سیّد مرغوب الحسن گیلانی صاحب نے ترتیب دیا ہے۔ اس تذکرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت سیّد فتح محمد شاہ صاحب گیلانی رحؒ

تک حالات درج ہیں، ایسے نازک دور میں، جس کی وضاحت علامہ اقبالؒ نے درج ذیل شعر میں کی ہے۔

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی رُوح تری دے کے تجھے فکرِ معاش

فاضل مرتب نے بہت بڑی علمی و دینی خدمت سرانجام دی ہے۔ اس تالیف سے یقیناً اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کو فروغ حاصل ہوگا اور عصرِ حاضر کے گمراہ کن نظریات کے سدِباب کی صورت پیدا ہوگی۔

فاضل مؤلف ساداتِ گیلانی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں حسب و نسب کے اعتبار سے ان کا سلسلہ بائیس (۲۲) واسطوں سے سرکارِ بغداد سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ان کے داداجان حضرت سید باباجی محمد علی شاہ گیلانیؒ اپنے آباؤاجداد کے مستقل مسکن میانی افغاناں ضلع ہوشیارپور کی سکونت ترک کر کے اُس زمانہ میں میانی شریف ضلع فیصل آباد میں آکر آباد ہوئے جب ساندل بار آباد ہوئی اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ برسوں آپ یہاں ریاضت و عبادت تبلیغِ اسلام اور خدمتِ خلق میں مصروفِ عمل رہے۔ ہزاروں گمراہانِ بادیہ ضلالت نے آپ کی صحبتِ بابرکت اور فیضانِ نظر سے رُشد و ہدایت حاصل کی۔ یہاں تک کہ پورے علاقہ کی رُوحانی زندگی میں ایک عظیم انقلاب آگیا۔ ۱۹۴۰ء میں آپ کا وصال ہوا چنانچہ اسی گاؤں میں جہاں آپ نے زندگی کا بیشتر حصّہ گزارا تھا آپ کو دفن کیا گیا جہاں آپ کا مزارِ مبارک آج بھی مرجعِ خواص و عوام ہے۔

حضرت سیدنا باباجی محمد علی شاہ گیلانیؒ کے وصال کے بعد ان کے سب سے بڑے فرزند حضرت سید فتح محمد شاہ گیلانیؒ ان کی نعمتِ باطنی کے وارث بنے۔ آپ

کو ایک خلافت و اجازت سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں اپنے ماموں جان حضرت سیدنا غلام مرتضیٰ علی گیلانیؒ سے تھی اور دوسری سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ میں حضرت پیر سید غلام حیدر شاہ جلال پوریؒ (خلیفہ اعظم حضرت خواجہ شاہ شمس الدین سیالویؒ) سے تھی۔ اس لحاظ سے آپ مجمع البحرین تھے۔

حضرت سیدنا باباجی محمد علی شاہ گیلانیؒ کے تیسرے فرزند اور فاضل مرتب کے والدِ گرامی حضرت سید تصدق حسین شاہ صاحب گیلانی سے میرے قلبی و روحانی تعلقات سہ گونہ ہیں۔ آپ میرے والدِ گرامی حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی سلیمانیؒ (خلیفہ اعظم حضرت خواجہ شاہ محمد عبد الصمد فخری فریدی سلیمی دہلویؒ) کے شاگردِ رشید ہیں۔ مخدومی و مرشدی حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ سجادہ نشین خاص آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف (ضلع ڈیرہ غازی خان) کے مریدِ خاص ہیں۔ اور اس خادم الفقراء کے خلیفہ مجاز ہیں۔ مجھے ان کی ذاتِ باصفات سے محبت بھی ہے اور عقیدت بھی۔ لہٰذا اپنی نسبی سیادت اور حسبی سعادت کے لحاظ سے وہ میرے بزرگ ہیں۔

اِس خاندانِ عالی مقام کے تمام افراد اپنے آباؤ اجداد اور مشائخِ کرام کا بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت سید تصدق حسین شاہ صاحب گیلانی کے فرزند اکبر سید مقبول محسن صاحب گیلانی بھی قلبِ تپاں اور چشمِ گریاں رکھتے ہیں۔ اور دیگر فرزندانِ عزیز بھی 'ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است' کے مطابق بے شمار خوبیوں کے حامل ہیں۔ مگر ان سب میں فاضل مرتب کو اس لحاظ سے نمایاں حیثیت حاصل ہے کہ مجمع البحرین حضرت سید فتح محمد شاہ گیلانیؒ کی ان پر توجہ خصوصی تھی انہوں نے اپنے تمام تبرکات۔ کتابیں اور وظائف انہیں عطا کیے اور فیض جاری کرنے کی بھی اجازت عطا فرمائی۔ فاضل مؤلف کی نمایاں حیثیت کا دوسرا پہلو

یہ ہے کہ ان کے والدِ گرامی حضرت سیّد تصدّق حسین شاہ صاحب گیلانی نے انہیں چاروں سلاسل بالخصوص چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ سلسلہ میں باقاعدہ خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ نیز انہیں سلسلہ چشتیہ مہریہ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت ڈاکٹر فضل الٰہی عاکف بی اے ایم بی ہومیو سے بھی خلافت و اجازت حاصل ہے۔

فاضل مرتّب علومِ ظاہری و باطنی کے علاوہ علم الابدان کے بھی عالم و فاضل ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کی شخصیت قدیم و جدید کا حسین امتزاج رکھتی ہے۔ اولیائے کرام اور مشائخِ عظام سے بے پناہ عقیدت و محبّت رکھتے ہیں۔ اس عمر میں بھی آپ سلوک و معرفت کی بیشتر منازل طے کر چکے ہیں۔ اور اپنے آبا و اجداد اور پیرانِ عظام کے مسلک پر رواں دواں ہیں۔ تصنیف و تالیف سے شغف رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی ترتیب میں انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ ممکن حد تک تحقیق سے کام لیا ہے اور مستند حالات درج کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم و حضرات خواجگان کرام اہلِ سلسلہ کو اس کتاب کے پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جناب ڈاکٹر سیّد مرغوب محسن صاحب گیلانی کو اس کارِ خیر کا اجر دونوں جہانوں میں عطا کرے اور انہیں تبلیغِ اسلام اور توسیعِ سلسلہ کی ہمت عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

دعا گو

خادم الفقراء

اِفتخار احمد چشتی سلیمانی

کاشانۂ سلیمانی فیصل آباد

۶۔ شوال سنہ ۱۴۰۰ھ

عرضِ مرتّب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم ط

امّا بعد!

جب حُسن (خدا) کو ذوقِ خود بینی و اشتیاقِ ظہور پیدا ہوا۔ اپنے چاہنے والوں کی دُھن کا خیال دامنگیر ہوا اور چاہا کہ اس مخفی خزانہ کا پتہ بتا کر اس کو لٹایا جائے تو خود ہی اپنی صفاتِ کاملہ کا فرداً فرداً اظہار کرنا شروع کر دیا۔ زمین و آسمان، چاند ستارے، سُورج سمندر، پہاڑ، حیوانات، نباتات، جمادات، جبروت، ملکوت، جنات اور اربعہ عناصر کے طبقات پیدا کر دیئے۔ جب یہ بزم مکمّل ہو گئی تو سب سے آخر میں حضرت انسان کی باری آئی اور وہی حقیقی خودی جو عالمِ لاہوت میں مخفی تھی عالمِ ناسُوت میں اعتباری صورت (مقیّد صورت) میں بشکلِ آدم ظاہر ہوئی۔ مگر دُور دراز کے سفر کی تکلیف اور راستہ کے گرد و غبار سے حُلیہ کچھ ایسا بدلا کہ چہرہ پر نگاہ پڑتے ہی اپنی ایک الگ خودی میں گرفتار ہو گیا۔ غلبۂ ظہور میں حقیقتِ حال سے نسیان ہو گیا اور اسی عالمِ ناسُوت کو اپنا وطن سمجھ لیا۔

بعدہٗ سرچشمۂ رحمت میں جوش آیا۔ انسانی عجز پر فضل و کرم کی بارش ہُوئی خود ہی احد سے احمد بن کر رہبری کی۔ سفر کی سرگزشت، اصلی وطن اور ضابطۂ حیات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ جب ہوش آیا۔ تو طلبِ وطن کی جستجو شروع ہوئی۔ طالب بنے۔ مُرشدِ کامل سے بیعت کی اور مقامِ معرفت میں رسائی ہوئی اور یہ راز کھلا کہ اے انسان تو حقیقت میں خود ہی طالب اور خود ہی مطلوب ہے۔

اِس آگہی کے بعد انسان تین گروہوں میں بٹ گئے۔ اوّل اہلِ دنیا جو اس عالم کو اپنا وطن جاننے لگے۔ دنیا کی فانی نعمتوں پر لٹو ہو گئے ہیں۔ کوئی آواز ان کو اس خفتہ حالت سے بیدار نہیں کر سکتی۔ دوم، اہلِ عاقبت جن کو وطن تو یاد آ گیا لیکن اُخروی نعمتوں پر مچل گئے اور ہر وقت اسی دُھن میں رہنے لگے۔ سوم۔ طالبِ مولا جن کو ہر وقت منعم کی یاد تڑپانے لگی۔ دُنیا اور عاقبت کی نعمتیں ان کو گرویدہ نہ کر سکیں۔ آخر فضلِ ایزدی سے وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گئے۔ یہی اولیاء اللہ ہیں۔

اولیاء اللہ کے مزارات سے انوارِ الٰہی اور فیوضِ باطنی ہمیشہ جاری رہتے ہیں جن سے آئندہ نسلیں فیضیاب ہوتی رہتی ہیں۔ بزرگانِ دین کے مزارات بنانے کا صحیح مقصد بھی یہی ہے کہ ایسے چشموں کے نام و نشان گم نہ ہونے پائیں۔

میں جب سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں سرکار مجمع البحرین حضرت سیّدنا فتح محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا تو مجھے یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ سلسلہ عالیہ کے بزرگانِ عظام کے بارے میں معلومات اور تعارف حاصل کیا جائے۔ اِس سلسلہ میں، میں نے اوائل میں کچھ کام کیا۔ مگر سلسلہ عالیہ کے کچھ بزرگوں کے بارے میں حالات نہ ملنے کے باعث کام التوا میں پڑ گیا۔ اس دوران میں محترم پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی دامت فیوضہم میانی شریف عُرس مبارک میں شمولیت کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے میری توجہ اس جانب دوبارہ مبذول کرائی۔ اور فرمایا کہ عُرس مبارک میں شمولیت کرنے والے اصحاب کو صاحبِ مزار اور سلسلہ عالیہ سے متعارف کرانے کے لیے کوئی کتاب ضرور چھپوانی چاہیئے۔ چنانچہ یہ کام دوبارہ شروع کر دیا گیا۔

جنوری ۱۹۷۸ء میں مَیں اٹھارہویں سالانہ سائینس کانفرنس میں شرکت

کے لیے ملتان گیا۔ وہاں میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ حضرت موسٰے پاک شہید گیلانی علیہ الرحمۃ کے متوسلین سے اس سلسلہ میں امداد حاصل کی جائے۔ چنانچہ اپنے دوست پروفیسر افطار علی افتخار کی وساطت سے محترم جناب سیّد باقر حسین گیلانی ایم اے تک رسائی حاصل کی۔ جن کی مدد اور راہنمائی سے دربار حضرت مُوسٰی پاک شہیدؒ کے خلیفہ عبدالغفار صاحب سے ملاقات ہوئی اور انہیں اپنے مقصد سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کمال مہربانی سے دربار شریف کے کتب خانہ سے ایک نایاب کتاب "غوثِ اعظم" مرتبہ قاضی برخوردار (۱۰ جمادی الاوّل ۱۳۳۲ھ) عنایت کی۔ اس کتاب کی مدد سے جو کڑیاں نہیں ملتی تھیں وہ مل گئیں اور یہ سلسلہ آگے بڑھا۔ الحمدللہ کہ یہ حقیر کوشش کتاب کی صورت میں پیشِ ناظرین ہے۔

میں نے شجرہ شریف کی ترتیب سے بزرگوں کے حالات کو قلمبند کیا ہے۔ تقریباً تمام بزرگوں (سوائے چند ایک) کی تاریخ وصال اور جائے مدفن کا ذکر کر دیا ہے تاکہ جو کوئی اپنی زندگی میں ان مقامات پر جائے اُسے ان بزرگ ہستیوں کے مزارات کی زیارت کے لیے راہنمائی مل سکے۔ کیونکہ یہ بزرگ ہستیاں مظہرِ نورِ حقیقی ہوتی ہیں اور یہاں سے فیوضِ باطنی ہمیشہ جاری و ساری رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے کرمِ خاص سے میری اس حقیر کوشش کو قبول و منظور فرمائیں اور قارئین سے استدعا ہے کہ جہاں کوئی غلطی محسوس فرمائیں اُسے بہر خدا دُرست فرما دیں۔

الٰہی بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جو چاروں مقاموں، شریعت۔ طریقت، حقیقت اور معرفت کے ہادی ہیں، اپنی چوکھٹ کا راستہ دکھا

الٰہی بطفیل چار یارِ کبار میری جان کو اپنے غم میں گرفتار کر دے۔ الٰہی قبولیت کے چاروں حروف کے طفیل جو اسمِ مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں اپنا راستہ میرے دل پر کھول دے۔

الٰہی بطفیل چاروں حروف جو مُرشد میں ہیں اپنے عشق میں چشم گریاں اور سینۂ بریاں رکھ۔

الٰہی بطفیل چار حروف جو حبیب میں ہیں نفس کی حقیقت کا معمّہ میرے دل پر کھول دے اور نماز وسطیٰ پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین ثم آمین

گدائے عالم
سیّد مرغوب مُحسن گیلانی عفی عنہٗ

میانی شریف ۔ فیصل آباد
ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدائے کریم و ستار — کس سے ہو تیری نعمتوں کا شمار

کوئی تیرا شریک ہے نہ سہیم — ہے زمانے پہ تیرا لطف عمیم

تو ہی معبود ہے تو ہی مسجود — ہے تری ذات پاک لاحدود

عقل کس طرح تجھ کو پہچانے — کبریائی کا راز کیا جانے

کائنات آئینہ ہے حیرت کا — یہ کرشمہ ہے تیری قدرت کا

سب ہے تیری شفقت آسمانی کا — قدرتوں کی تری نشانی کا

بادلوں کو تو ہی اٹھاتا ہے — رحمتوں کے محل بناتا ہے

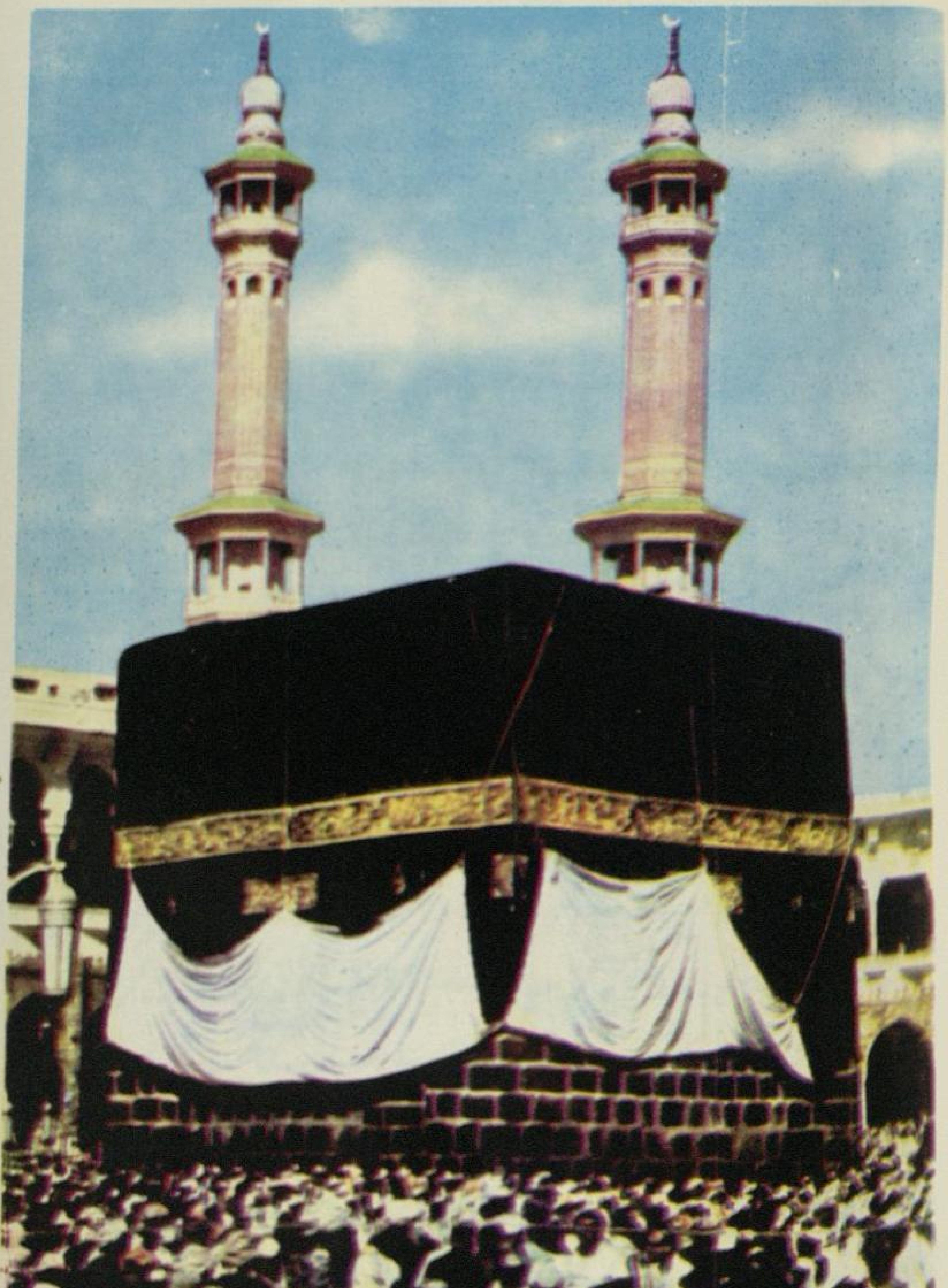
قطرۂ آب کو کیا گوہر — تجھ سا کوئی نہیں ہے صورت گر

خشک شاخوں پہ گل کھلے ہیں — کیسے رنگین ڈھنگ جلوے ہیں

برق کو پیچ و تاب دیتا ہے — قلب کو اضطراب دیتا ہے

حمد کے ہیں ہزار عنواں — حافظ بے ہنر سے کیا ہو بیاں

عشق خیر البشر عطا کر دے
دامن دل کو نور سے بھر دے



اَللّٰہ جَلَّ جَلَالُہٗ

[redacted]

وہ اللہ ہے کہ کوئی معبودِ برحق اس کے سوا نہیں ہے وہ بخشنے والا مہربان ہے،

وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ حقیقی بادشاہ ہے۔ دونوں جہان اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔ اور سب لوگ اس کے محتاج ہیں۔ وہ نہایت پاک ہے اور تمام عیوب سے منزّہ ہے۔ وہ سلامت ہے اور دنیا و آخرت میں مخلوق کو پناہ دینے والا ہے۔ وہ کمال قدرت کے ساتھ ہر چیز کا نگہبان اور مخلوق کے رزق اور موت سے واقف ہے۔ وہ حکم میں غالب ہے۔ کوئی اس پر غلبہ نہیں پا سکتا۔ وہ بگڑے ہوئے کاموں کا بنانے والا ایسا بزرگ ہے کہ اس کی بڑائی اور کارفرمائی کو سمجھنا عقل سے بالاتر ہے۔ وہ بزرگ ہے اور ہر خاص و عام سے بے نیاز اور اس سے بلند تر کہ عقل و فہم اس کی قدر معلوم کر سکے۔ وہ خلق کا پیدا کرنے والا اور مخلوق کی صورت گری کرنے والا ہے۔ وہ بندوں کے گناہ بخشنے والا ہے اور ان کے عیب چھپانے والا ہے۔ وہ غالب ہے کہ تمام عالم اس کی قدرت کے مقابلہ میں عاجز اور مغلوب ہے وہ بلا معاوضہ دینے والا ہے وہ روزی پیدا کرنے والا اور مخلوق کو پہنچانے والا ہے۔ وہ رزق و رحمت کے دروازوں کا کھولنے والا ہے۔ وہ کھلی اور چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہ بندوں کی روزی یا اُن کے دل تنگ کرنے والا ہے اور روح قبض کرنے والا ہے۔ وہ بندوں کی روزی یا ان کے دل کشادہ کرنے

والا ہے۔ وہ کافروں کو اپنے نزدیک پست کرنے والا اور مومنوں کو بلند کرنے والا ہے اُن کی نیک بختی کی وجہ سے۔ وہ بندوں کو دونوں جہانوں میں عزّت اور ذِلّت دینے والا ہے۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ وہ حکم کرنے والا ہے اور انصاف کرنے والا ہے۔ وہ باریک بیں ہے کہ جس کے نزدیک، دُور اور نزدیک یکساں ہیں اور بندوں پر نیکی اور نرمی کرنے والا ہے۔ وہ سب چیزوں سے آگاہ اور دل کی باتوں کا واقف ہے۔ وہ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے وہ اپنی ذات وصفات میں بزرگ و برتر ہے کہ فہمِ انسانی کی رسائی ناممکن ہے۔ وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ قدر دان ہے اور تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب دینے والا ہے۔ وہ بلند مرتبہ ہے وہ ایسا بڑا ہے کہ اس سے بڑا ہونے کا کوئی تصوّر بھی نہیں کرسکتا۔ وہ تمام عالم کا محافظ ہے۔ وہ تمام عالم کو غذا دینے والا ہے وہ ہرحالت میں کفایت کرنے والا ہے۔ اور قیامت کے روز حساب لینے والا ہے۔ وہ بزرگ و برتر ہے وہ گناہوں کا بغیر سفارش کے بخشنے والا ہے۔ وہ مصیبتوں اور ایذا دینے والی چیزوں سے مخلوق کی حفاظت کرنے والا ہے۔ وہ بیماروں کی دُعا قبول کرنے والا اور پکارنے والوں کو جواب دینے والا ہے۔ وہ ایسا فراخ علم والا ہے کہ اس کی نعمت سب کو پہنچتی ہے، وہ حقائق و اسرار کا جاننے والا ہے۔ وہ فرمانبرداروں کو دوست رکھنے والا ہے۔ وہ اپنی ذات اور افعال میں بزرگ اور شریف ہے۔ وہ مُردوں کو زندہ کرکے اُٹھانے والا اور غافلوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے والا ہے۔ وہ بندہ کے ظاہر و باطن پر حاضر و مطلع ہے۔ وہ شہنشاہی پر ثابت اور خدائی کے لائق ہے۔ وہ بندوں کے کام بنانے والا ہے۔ وہ قوت والا ہے اور سب امور میں اُستوار ہے۔ مومنوں کو دوست رکھنے والا ہے اور اُن کا مددگار ہے۔ وہ تعریف کرنے والا ہے اپنی ذات وصفات کا۔ ہر چیز کو

اس کا علم گھیرنے والا اور سب مخلوقات کی گنتی اس کے نزدیک ظاہر ہے وہ پہلی بار اور دوبارہ پیدا کرنے والا ہے وہ دلوں کو نورِ ایمان سے زندہ کرنے والا ہے اور مخلوقات کے اجسام میں حیات دینے والا ہے۔ وہ اجسام کو مارنے والا اور دل کو غفلت اور نادانی سے مارنے والا ہے وہ اپنی ذات وصفات میں قائم رہنے والا اور مخلوقات کی خبر لینے والا ہے۔ وہ غنی ہے اور کسی کا محتاج نہیں۔ وہ قدرت والا ہے اور قدرت ظاہر کرنے والا ہے۔ وہ قربِ رحمت سے دوستوں کو آگے کرنے والا اور دشمنوں کو عتاب سے پیچھے ڈالنے والا ہے۔ وہ سب سے پہلے اور سب کے بعد ہے وہ کارساز و مالک ہے۔ وہ بہت بلند ہے۔ وہ نیکی کرنے والا ہے اور احسان کا ہونا اُسی کی ذات سے ہے۔ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ وہ کافروں سے بدلہ لینے والا ہے، وہ گناہوں اور تقصیرات سے درگذر کرنے والا ہے۔ وہ مہربان ہے۔ خداوندِ دوجہان ہے۔ وہ بزرگی و بخشش والا ہے وہ عدل کرنے والا ہے۔ وہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرنے والا ہے۔ وہ ہر چیز سے بے پرواہ اور بے نیاز ہے۔ وہ اپنے بندوں سے نقصان وہلاکت باز رکھنے والا ہے وہ جس کو چاہے فایدہ پہنچائے۔ اور جس کو چاہے ضرر پہنچائے۔ وہ زمین وآسمان کو روشن کرنے والا ہے، وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ وہ تمام موجودات کے فنا کے بعد باقی رہنے والا اور تمام مخلوقات کا مالک ہے۔ وہ بُردبار ہے کہ گناہگاروں کو عذاب میں ڈالنے میں عُجلت نہیں کرتا وہ تمام عالم کا راہنما ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لب پہ جب نعتِ رسولؐ دوسرا ہوتی ہے

کیسی پاکیزہ دل و جاں کی فضا ہوتی ہے

ان کے دربار میں ہوتا ہے نزولِ رحمت

آنکھ جب اشک فشاں نغمہ سرا ہوتی ہے

دل کی دھڑکن کو ہے جس در پہ گزارا جاتا

اشکِ غم کی وہاں مقبول دعا ہوتی ہے

جب بھی تنہائی میں کرتا ہوں ثنائے خواجہؐ

میری پلکوں پہ ستاروں کی ضیا ہوتی ہے

شوق کھینچے لئے جاتا ہے حرم کی جانب

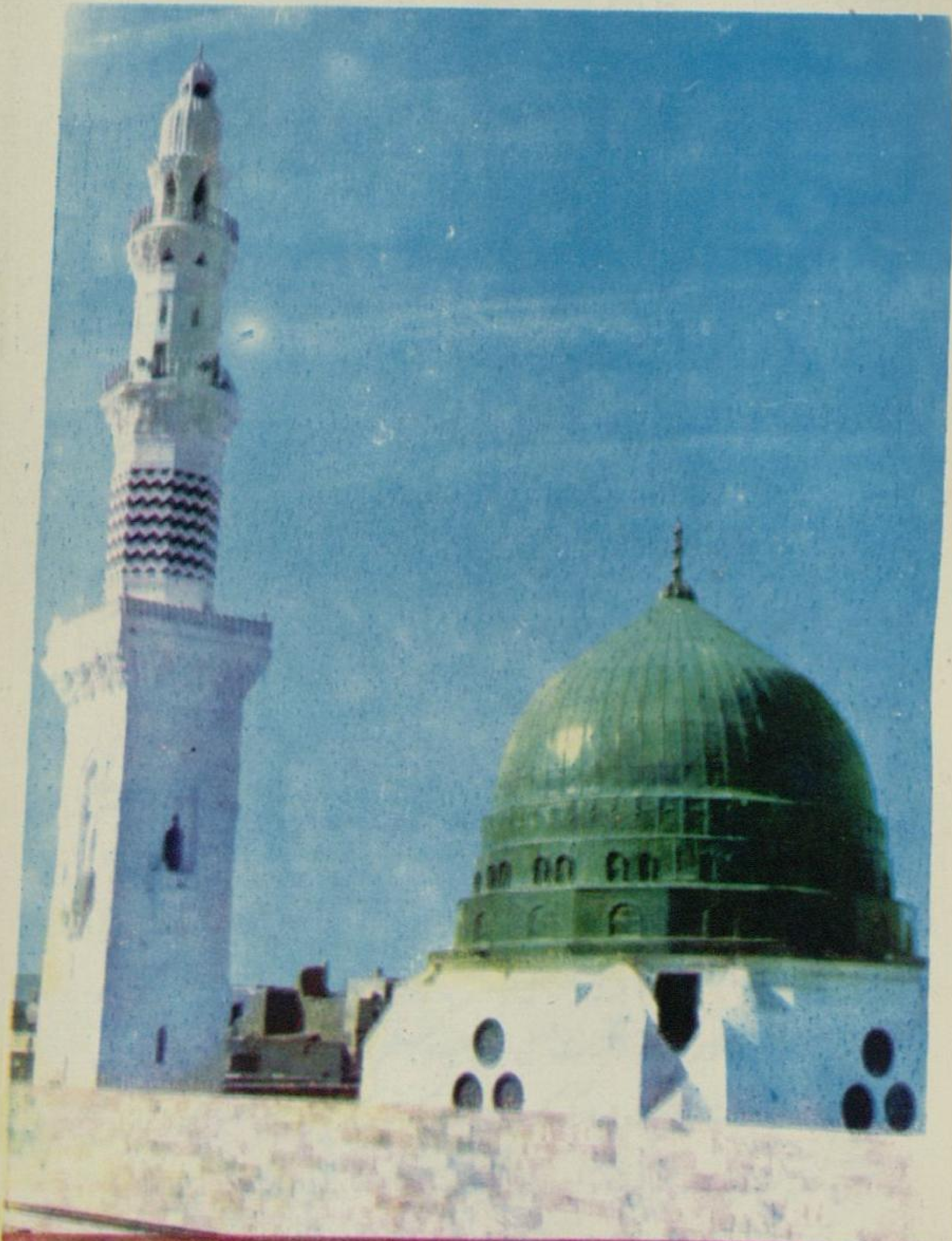
کلمتِ درد جہاں سب کو عطا ہوتی ہے

حرمِ پاک میں کرتی ہے خموشی باتیں

حالتِ دل نہیں لفظوں میں ادا ہوتی ہے

جس سے ہو جاتا ہے ہر سانس معطر حافظ

عطر بیز ایسی مدینے کی ہوا ہوتی ہے



سیّد المرسلین خاتم النبیین فخرِ موجودات
حضرت محمّد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

لائق صد حمد وہ پروردگار عالم ہے جس نے امرِ کُن سے تمام جہان کو پیدا کیا اور ایک مُشتِ خاک سے انسان کو بنایا اور پھر اس مُشتِ خاک کو شرف دینے کے لیے ان میں انبیاء کو بھیجا۔ اور پھر ان تمام نعمتوں سے بڑی نعمت، جو اس جہان کی پیدائش کا سبب ہے، یعنی محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو مبعوث فرمایا۔ آپ ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو اس دنیا میں تشریف لائے اور یہی تاریخ وصالِ مبارک کی ہے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے عہدِ نبوّت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادتِ باسعادت کے درمیان کی مدّت تقریباً چھ سو سال ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ شریف سے کثیر معجزات ظہور پذیر ہوئے جن میں سب سے عظیم معجزہ واقعہ معراج ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک نبوّت سے بارہ سال بعد اور بعض کے نزدیک گیارہ سال بعد حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معراج ہوئی جو آپ کے علاوہ اور کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت جبریل امین براق لے کر حاضر ہوئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کو بیدار کیا۔ سینۂ مبارک چاک فرما کر آبِ زم زم سے قلبِ مبارک کو دھویا۔ پھر کوثر کے پانی سے غسل کرایا، ازاں بعد بہشتی حُلّہ پہنایا اور پھر فرشتوں کے جُھرمٹ میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سواری مکّہ معظّمہ سے روانہ ہوئی۔ بیت المقدّس میں تمام انبیاء و مرسلین کی امامت فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السّلام نے استقبال فرمایا۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السّلام۔ تیسرے پر

یوسف علیہ السّلام ۔ چوتھے پر ادریس علیہ السلام ۔ پانچویں پر ہارون علیہ السّلام ۔ چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام آپ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے ۔ آپ نے جنت کی سیر فرمائی ۔ دوزخ کا معاینہ کیا اور جب آپؐ اس سیر و سیاحت سے واپس تشریف لائے تو ابھی بستر گرم تھا ۔ اور دروازے کی زنجیر ہِل رہی تھی یعنی تقریباً اسّی ہزار سال کا سفر ایک آن میں طے فرمایا ۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی قبل رسالت بھی معصومانہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے خراب ماحول کا ذرّہ بھر اثر قبول نہ کیا ۔ سب سے ملتے جلتے تھے ۔ لیکن شرک و بداخلاقی اور لہو ولعب کے مشاغل میں شرکت نہیں فرماتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے بھی دلوائی ہے ۔ " قُلْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ " ۔ یعنی نبوت سے پہلے میں تمہارے ساتھ ہی ساری عمر گذار چکا ہُوں کیا تم اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ چالیس برس مسلسل میرا عمل کیا رہا ہے ۔ نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنا تو بڑی بات ہے ۔ معمولی برائی بھی مجھ سے کبھی سرزد نہیں ہوئی ۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم جامع کمالات رسول تھے ۔ کوئی نبی کچھ خصوصیت لے کر آیا تھا اور کوئی نبی کچھ ۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم میں جملہ انبیاءؑ کی خصوصیات وصفات جمع تھیں ؎

حُسنِ یُوسفؑ دمِ عیسےٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پہلے نبی محدود علاقوں کے لیے تھے مگر آنحضرتِ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذِمہ تمام دنیا و مخلوق کی اصلاح تھی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم بڑے طلیق اللسان تھے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ نعمت کے طور پہ فرمایا کہ " میں عرب کا فصیح ترین شخص ہُوں ،

مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں۔"

طلاقت، فصاحت، بلاغت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھیں۔

آیہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کے نزول کے بعد صحابہ کرام کو خیال ہو گیا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خطبہ حجۃ الوداع میں اور خطبہ غدیر خم میں صاف صاف فرما دیا تھا کہ مجھے امید نہیں کہ آج کے حج کے بعد اگلے برس تم سے مل سکوں۔ وصال سے قبل حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ حاضر ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مسواک پر جم گئی۔ حضرت عائشہؓ نے مسواک لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک دانتوں اور مسوڑھوں پر ملتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات یہ تھے:

"بس کچھ نہیں چاہیئے سوائے رفیق اعلیٰ کے" اور ان الفاظ کے متصل یہ بھی سُنا گیا۔ کہ "نماز اور اپنے غلاموں کو نہ بھُولنا"

آپ بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو رحمت حق سے پیوست ہو گئے اور حضرت عائشہؓ کے حُجرہ میں مدینہ منوّرہ میں گنبدِ خضرا کے نیچے محوِ استراحت ہیں۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ فرماتے ہیں۔

"مرتبہ وجود میں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ حقیقتِ وجود اُسی کی ذاتِ کریم ہے۔ اُسی وجودِ حقیقی کے آفتاب عالم تاب نے جس پر اپنے اپنے نُور کا پَرتو ڈالا وہ بقدر نسبت و قابلیت تمام وجودیت سے بہرہ ور ہُوا۔

مرتبہ ایجاد میں صرف حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سرّ الوجود و اصل ہر بُود ہیں۔ وجوداتِ عالم ضرور وجود حقیقی (اللہ تعالیٰ)

کے ظلال (جمع ظلِ بمعنی سایہ) وپرتو ہیں مگر اولاً و بالذات پرتوِ ذات وظلِ صفات حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر ثانیاً و بالعرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے مرتبہ تمام عالم اُسی تجلّیٔ نور سے روشن ہے۔

چودھویں رات کا چاند متوسط ہوکر خود آفتاب سے نور لیتا ہے اور اپنے نور سے تمام روئے زمین کو روشن کر دیتا ہے۔ وہ اشیاء جو آفتاب سے حجاب میں ہوتی ہیں بذاتِ خود اس سے نور لینے کے قابل نہیں۔ چاند سے روشنی پاتی ہیں۔ جس قدر چاندنی پھیلی ہے اگرچہ وہ سب روشنی آفتاب ہی کی ہے مگر اُن اشیاء کو چاند کی وساطت سے ملی ہے۔ یہیں سے یہ بھی ظاہر ہُوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا نورِ الٰہی سے پیدا ہونا عیاذاً باللہ، اللہ تعالیٰ کے نُور کے اجزاء ہونے سے قطعاً تعلق نہیں رکھتا۔ مثلاً ان مجازی انوار میں دیکھیے آفتاب سے چاند روشن ہُوا۔ چاند سے زمین۔ چراغ سے چراغ مگر آفتاب و ماہتاب کا نور سے کوئی حصہ جُدا ہوکر ان متنیروں میں نہ آیا۔

انوار دو قسم کے ہیں۔ معنوی اور حسّی۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نُورِ معنوی کو کون جان سکتا ہے۔ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و اولیائے کاملین وعباد اللہِ الصالحین سب حسبِ استعداد اسی نُورِ منیر سے روشن و متنیر ہیں۔

نُورِ ایمان و نُورِ عرفان سب اسی نورِ والا ظہور کے پرتو ہیں بلکہ ایمان صرف حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبّت و اطاعت کا نام ہے۔ جس دل میں جتنی تعظیم و محبّت واطاعت زائد اُسی قدر اس کا ایمان اکمل۔ جس قدر کم اتنا ہی ایمان ناقص اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔"

خلفاء :۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سلسلہ رشد و ہدایت آپ کے خلفاء کے ذریعہ جاری ہُوا۔ حدیثِ پاک کے مطابق ہر

صحابی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے

اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

ترجمہ۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے"

مگر حکم شریعت اور ترتیبِ خاص کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خلفاء تھے۔

اوّل امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

دوسرے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تیسرے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

چوتھے امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ،

تذکرۂ اولیا اور دیگر کُتب کے مطابق ایک خرقہ خلافت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضؓ کو بھی عطا فرمایا تھا اس لحاظ سے حضرت اویس قرنی رضؓ بھی آپ کے خلفاء میں شامل ہیں۔

مراۃ ضیائی، جامع الکلم، سیر الاقطاب اور مناقب المحبوبین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے سلسلہ میں خلافتِ صغریٰ اور کبریٰ اور خلافتِ ظاہری اور باطنی پر بحث کی گئی ہے جس کی تفصیل کا ذکر یہاں مقصود نہیں ہے۔ البتہ یہ واضح ہے کہ جو خرقہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی شب عطا ہوا تھا، یعنی خرقہ فقر، وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جملہ سلاسل رشد و ہدایت بالخصوص قادریہ سہروردیہ چشتیہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جاری ہوئے۔

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

آپ کی کنیت، ابو الحسن اور ابو تراب ہے اور لقب مرتضیٰ اور اسد اللہ ہے۔ نام گرامی علیؓ ہے۔

آپ کی ولادت ۱۳ رجب جمعہ کے دن کعبہ شریف میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر دو بار سورج مغرب سے واپس لوٹایا۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں دوسری مرتبہ آپؐ کے وصال کے بعد۔

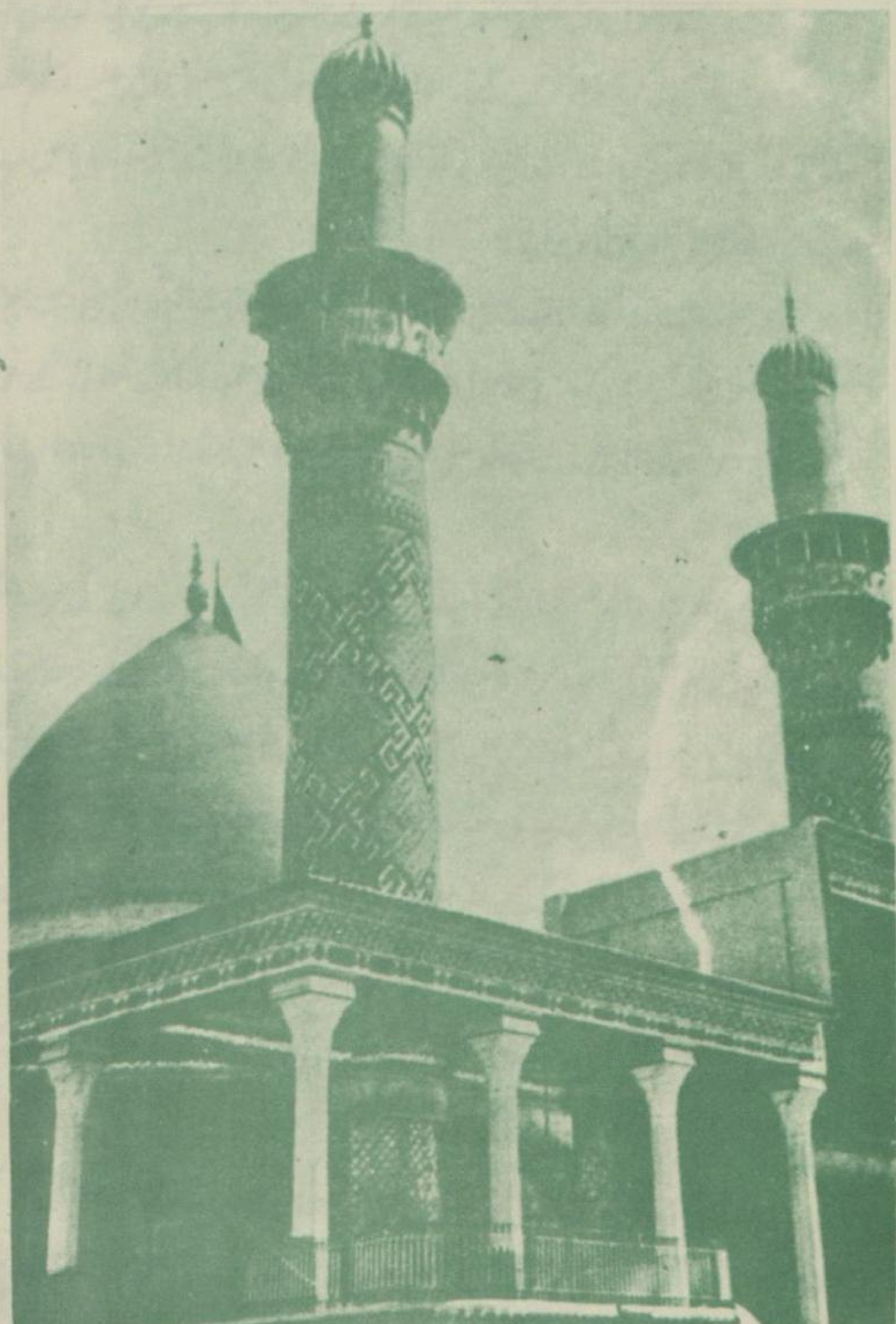
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے علیؓ تو میرے لیے ایسے ہے جیسے حضرت موسیٰؑ کے لیے حضرت ہارونؑ تھے۔ مگر میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا (مشکوٰۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے غدیر خم کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ "جس کا میں دوست ہوں علیؓ بھی اس کے دوست ہیں۔ اے اللہ جو علیؓ سے دوستی رکھے تو بھی اسے دوست رکھ اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔"

حضرت علیؓ بارہ اماموں میں سے پہلے امام ہیں۔ اولیائے نقشبندؒ کے علاوہ باقی تمام اولیاء کا سلسلہ آپ پر منتہی ہوتا ہے

خرقہ آپ کو خرقۂ خلافت عطا ہونے کا واقعہ جو مختلف کتبِ ثقہ میں موجود ہے، یوں ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرتِ جبریل علیہ السلام خرقۂ مبارک لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے اور یہ تحفہ خرقہ کا عنایت فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر پہلے رُخِ مبارک حضرت صدیقؓ کی طرف کیا اور

روضۂ عالیہ
امیر المومنین امام الاتقیاء حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نجف اشرف (عراق)



فرمایا کہ اگر یہ خرقہ آپ کو دوں تو آپ کیا کام کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مال و اسباب ہے وہ سب راہِ خدا میں خرچ کردوں اور صداقت پر قائم رہوں۔"

پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضؓ سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ آپ کو دوں تو آپ کیا کام کریں گے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ نے مجھے عادل کیا ہے۔ عدل کرونگا اور جو کچھ مال و دولت میرے پاس ہے سب راہِ خدا میں صرف کروں۔"

پھر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمان غنی رضؓ سے پوچھا۔ حضرت عثمان رضؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق بخشے تو جو درم و دینار میرے قبضہ میں ہوں خدا کی راہ میں لٹا دوں اور حیا پر قائم رہوں"۔

پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا۔ کہ علی رضؓ اگر آپ کو خرقہ مبارک دوں تو آپ کیا کام کریں گے۔" حضرت علی رضؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالےٰ بطفیل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے علم بخشے اور جو کچھ میری مِلک اور قبضہ میں ہو سب راہِ خدا میں صرف کردوں اور عیب مخلوقات کے اگر بعینہٖ ملاحظہ کروں تو کبھی کسی پر ظاہر نہ کروں اور پردہ پوشی کروں اور علم باطنی کو جو اس کے لائق ہو اس پہ واضح کروں۔"

تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے عین خوشی سے وہ خرقہ مبارک حضرت علی رضؓ کو پہنایا۔

اس لیے خرقہ پوشی اس پہ حلال ہے جو صدق حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ کا عدل حضرت عمر بن خطاب رضؓ کا۔ سخاوت و فراخ دلی حضرت عثمان غنی رضؓ کی اور حلم و پردہ پوشی

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی سعی کرے۔

حضرت علیؓ تقویٰ وطہارت میں اسلام کا مکمل نمونہ تھے۔ احکام شریعت کے حد درجہ پابند اور دینی لحاظ سے نہایت بلند مرتبہ شخصیت تھے۔ فقہ اور دینی امور میں آپؓ کو حد درجہ کمال حاصل تھا۔ آپ کے اخلاق کی بہترین تصویر وہ ہے جو عدی بن حاتم نے امیر معاویہؓ کے سامنے ان الفاظ میں کھینچی تھی۔

"علیؓ حق و انصاف پر مبنی بات کہتے ہیں اور جو فیصلہ دیتے ہیں وہ قطعی اور عدل پر مبنی ہوتا ہے۔ حکمت ان کے پہلوؤں سے اور علم ان کے چاروں اطراف سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتا ہے۔ دنیا اور اس کی خوش نمائی سے انہیں وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ رات کی تاریکی میں انہیں سکون ملتا ہے وہ بے انتہا آنسو بہانے والے اور بے حد غور و فکر کرنے والے ہیں۔ تنہائی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں۔ سادہ لباس۔ روکھی سوکھی روٹی کے دلدادہ ہیں۔ اپنے لیے کوئی اعزاز پسند نہیں کرتے۔ لوگوں سے ملتے ہیں تو عام آدمیوں کی طرح۔ اہل دین کی تعظیم کرتے ہیں۔ مساکین سے محبت کرتے ہیں۔ کوئی بڑا آدمی کسی کمزور پر ظلم کر کے آپ کی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ اور کوئی ضعیف اور کمزور آپ کے انصاف سے مایوس نہیں ہوتا۔ واللہ میں نے انہیں ایک رات مسجد میں دیکھا۔ رات خاصی بیت چکی تھی مگر وہ محراب میں کھڑے تھے اُن کی آنکھوں سے آنسو گر گر داڑھی کو تر کر رہے تھے۔ ان کی بے قراری کی کوئی حد نہ تھی۔ اور کہہ رہے تھے " اے دنیا کیا تو میرے قریب آسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں نے تجھے تین طلاقیں دے دیں، اب تو میرے پاس کبھی راہ نہیں پاسکتی۔"

آپ کا عہدِ خلافت پانچ سال اور تین ماہ ہے اور بعض روایات میں چار

سال اور نو ماہ ہے۔ آپ کا وصال ۲۱ر رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کو ہوا۔ بعض روایات میں سنہ ۵ ہجری درج ہے۔

مزارِ اقدس ملک عراق میں نجف اشرف میں ہے اور مرجعِ خلائق ہے۔

آں عقل کجا کہ در کمالِ تو رسد
داں روح کجا کہ در جلالِ تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی زِ جمال
آں دیدہ کجا کہ در جمالِ تو رسد

(ترجمہ)

وہ عقل کہاں کہ تیرے کمال تک پہنچے اور وہ روح کہاں کہ تیرے جلال تک پہنچے۔ میں نے مانا کہ تُو نے اپنے جمال پر سے پردہ ہٹا لیا ہے مگر وہ آنکھ کہاں کہ تیرے جمال تک پہنچے۔

سیّد الاولیا حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

کُنیت ابو سعید ہے۔ آپ نے ایک سو تیس ۱۳۰ صحابہؓ کو دیکھا ہے۔ صحابۂ کرام کے بعد ابتدائے اسلام میں جو مسلمان عالم معرفت ہوئے اُن میں آپ ممتاز تھے۔ آپ کی بصیرت اور تقدیس پر حیرت کی جاتی تھی کہ دُور دیس کا رہنے والا کس قدر صاحب بصیرت ہو گیا۔

آپ کی والدہ حضرت اُمِ سلمہؓ کی کنیز تھی۔ آپ کی والدہ جب کسی کام میں ہوتی اور آپ روتے تو حضرت ام سلمہؓ آپ کو اپنا دودھ پلا دیتی تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ حضرت حسن بصری کے لیے ماں کی طرح دست بدعا رہتی تھیں۔

جب کسی قوم کو اللہ تعالیٰ عرُوج بخشتے ہیں تو اس قوم کے افراد آپس میں کام تقسیم کر لیتے ہیں۔ کوئی کھیتی باڑی۔ کوئی تجارت اور کوئی مخلوق کے تزکیہ کی خدمت اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ تزکیۂ نفس کرنے والوں کے ہاتھ میں بلاشبہ سب خلقت کی ڈور ہوتی ہے۔ وہ حکومت کرنے والوں پر بھی نگاہ رکھتے ہیں۔ ریاضتوں اور مشقتوں سے پہلے اپنے آپ پر قابو پاتے ہیں۔ پھر زندگی کا پاکیزہ نمونہ پیش کر کے غیر مسلموں کو اسلام سے مانوس کرتے ہیں اور دوسری طرف مسلمان حکام کی بے اعتدالی اور غلط کاری کو حکمت و موعظت سے روکتے ہیں۔ آپ بلاشبہ خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھے اور آپ ان تزکیہ نفس کرنے والوں کے سردار تھے۔

آپ ہفتہ وار وعظ فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ مشہور ظالم وجابر گورنر حجاج بن یوسف شمشیرِ برہنہ لئے مجلسِ وعظ میں آگیا آپ وعظ فرماتے رہے ذرا بھر بھی اس کی طرف التفات نہیں فرمایا۔ جب وعظ ختم ہوا تب منبر سے اُترے۔ حجاج بن یوسف نے بڑھ کر مصافحہ کیا اور لوگوں سے کہا "تم کسی مرد کو دیکھنا چاہتے ہو تو حسنؒ کو دیکھو،

حضرت مالک بن دینارؒ آپ کے ہمعصر تھے انہوں نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا انسان کے لیے سب سے زیادہ خرابی کی کیا بات ہے؟

آپؒ نے فرمایا۔ دل کا مرجانا۔

حضرت مالک بن دینارؒ نے دریافت فرمایا کہ دل کیسے مرجاتا ہے؟

آپؒ نے جواب دیا کہ دل میں دنیا کی محبت گھر کر جائے تو دل مرجاتا ہے

آپ فرماتے تھے کہ علم نافع اور عمل کامل کسی کو میسّر ہو جائے اور اخلاص و قناعت کے ساتھ ساتھ صبر کی صفات بھی مولائے کریم عطا فرمادے تو پھر کیا بتاؤں کہ قیامت کے دن اس کا مقام کتنا بلند ہوگا۔

ایک روز ارشاد فرمایا قانع آدمی دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے جس نے تنہائی اختیار کی اسے سلامتی ملی۔ جس نے خواہشِ نفسانی کو ٹھکرا دیا اُسے آزادی نصیب ہوئی جس نے زبان پر قابو پالیا اس کا دل بولنے لگا اور اس کی زبان میں اثر آگیا۔

ایک اعرابی نے آپ کے پاس آکر صبر کی حقیقت دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ صبر دو قسم کا ہے۔

اوّل ۔ مصیبتوں اور تکلیفوں میں صبر کرنا۔

دوم ۔ ان امور سے باز رہنے پر صبر کرنا جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں باز رہنے کا حکم دیا ہے اور ان کی متابعت سے منع فرمایا ہے۔

اعرابی نے کہا، اَنْتَ زَاھِدٌ مَارَأَیْتُ اَزْھَدَ مِنْکَ

ترجمہ۔ آپ زاہد ہیں میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی زاہد نہیں دیکھا۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اے اعرابی میرا زہد رغبت ہے اور میرا صبر بیقراری ہے۔ یہ سُن کر اعرابی نے کہا اس کلام کی تفسیر بیان کیجئے کیونکہ اس سے تو میرا ایمان متزلزل ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا میرا صبر مصیبت یا فرمانبرداری میں دوزخ سے میرے

خوف کو ظاہر کرتا ہے اور یہ عین جزع ہے (بیقراری) اور دنیا سے میرا زہد آخرت کی خواہش ہے اور یہ عین رغبت ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو درمیان سے اپنا حصّہ اٹھالے تاکہ اس کا صبر محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہو نہ دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لیے اور نہ بہشت میں پہنچنے کے لیے۔ اور یہی اخلاص کی علامت ہے۔

اور یہ بھی آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: صُحبَۃُ الاَشْرَارِ تُورِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالاَخیَارِ (شریر لوگوں کی صحبت نیک لوگوں کے ساتھ بدظنی پیدا کرتی ہے)

جو شخص اس گروہ کے بُرے لوگوں سے صحبت اختیار کرتا ہے وہ اس گروہ کے نیک لوگوں کے ساتھ بدگمان ہوجاتا ہے۔ اور یہ بات بالکل متفق علیہ ہے اور اس زمانہ کے اُن لوگوں کے بالکل حسب حال ہے جو حق تعالیٰ کے عزیزوں کے منکر ہیں۔ اور ایسا اس لیے ہوا ہے کہ جب لوگ ان رسمی صوفیوں سے ملتے ہیں تو ان کے افعال کو خیانت پر، ان کی زبان کو جھوٹ اور غیبت پر، ان کے کانوں کو بیہودہ اور فضول باتوں کے سُننے پر، ان کی آنکھ کو لہو و شہوت پر اور ان کے ارادوں کو حرام و شبہ (جس پر حرام کا گمان ہو) کے جمع کرنے پر مصروف دیکھتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ تمام صوفیوں کا یہی معاملہ اور مذہب ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان کا فعل فرمانبرداری ہے اور اُن کی زبان کلامِ حق اور ثمرۂ محبتِ الٰہی پر ناطق ہے ان کا بھید محبتِ الٰہی کا محل ہے ان کا کان حقیقت میں سماعِ حق کا، آنکھ مشاہدۂ تجلّیات اور ہمّت رویّتِ حق کا محل ہے اور یہ سب اسرارِ الٰہی ہیں۔ کچھ لوگ ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو صوفیا اور ان کی سیرت و کردار میں خیانت کرتے ہیں۔ لیکن ان خیانت کرنے والوں کی خیانت خود ان کے ساتھ تعلق رکھتی ہے نہ جہان کے شرفاء اور زمانہ کے سادات کے ساتھ۔

پس جو شخص کسی قوم کے شریر لوگوں سے میل جول رکھتا ہے وہ خود اس کی شرارت و برائی ہے کیونکہ اگر اس میں کچھ بھلائی ہوتی تو وہ نیکوں کی صحبت اختیار کرتا پس ہر اُس شخص کو خود اپنے آپ پر ملامت کرنی چاہیئے جو نالائق اور ناموافق شخص کی صحبت اختیار کرے۔ صوفیائے کرام کے مُنکر سب سے زیادہ شریر اور رذیل ہیں کہ ان کی صحبت رذیلوں اور شریروں سے ہوتی ہے اس لیے وہ اپنے نفس کی خواہش نہ پاکر ان کے منکر ہو گئے ہیں اور ان شریروں اور رذیلوں کی اقتدار کر کے ہلاک ہو گئے ہیں۔ برخلاف ان نیکوں اور عزیزانِ الٰہی کے جنہوں نے ان صوفیاء میں سے نیک لوگوں کو رضا کی آنکھ سے دیکھا اور ان کی صحبت کو جان و دل سے خریدا اور سارے جہان میں سے ان لوگوں کے طریق کار کو اختیار کیا اور ان کی برکات سے دونوں جہان کا مقصود پا لیا اور سب سے قطع تعلق کر لیا ہے۔

آپ کی پیدائش ۲۱ھ میں ہوئی اور آپ نے ۸۹ سال کی عمر میں وصال فرمایا ایک روائیت کے مطابق ۵ رجب ۱۱۰ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۴ محرم الحرام ۱۱۱ھ کو آپ کا وصال ہُوا۔

آپ کی قبرِ انور بصرہ شریف میں مقامِ زبیر میں ہے۔

شیخ المشائخ حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ فارس کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصری رح کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کے پاس اکثر ضرورتمند حاضر ہوتے۔ آپ دُعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی مشکلات آسان فرما دیتا۔ ایک دفعہ ایک عورت خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بیٹا مدّتوں سے گم ہے آپ دعا فرمادیں کہ میرا گمشدہ بیٹا مِل جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ چاندی ہے اُس عورت نے عرض کیا کہ صرف دو دِرم ہیں۔ آپ نے وہ درم لے کر خیرات کر دئیے اور فرمایا جاؤ تمہارا بیٹا گھر پہنچ گیا ہے۔ جب وہ گھر پہنچی تو لڑکا گھر میں موجود تھا۔ عورت نے حالات پوچھے تو لڑکے نے بتلایا کہ میں کرمان میں تھا اور ایک ضرورت کے لیے بازار آیا تو یکایک تیز آندھی آئی اور ہوا نے مجھے اٹھا لیا اور ایک آواز میں نے سُنی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اس لڑکے کو اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دو۔ جب آندھی کا زور کم ہُوا تو میرے پاؤں زمین پر لگے۔ میرے ہوش و حواس درست ہوئے تو میں نے دیکھا کہ میں اپنے مکان کے قریب کھڑا ہوں۔ میں فوراً بھاگ کر اپنے مکان میں داخل ہو گیا۔

آپ کے ہاں ایک کنیز عرصہ تیس ۳۰ سال سے بطور خدمت گار کام کر رہی تھی لیکن آپ نے اُس کا مُنہ تک نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ ایک روز اپنی لونڈی کو فرمایا اے پردہ نشین ذرا میری لونڈی کو آواز دینا۔ کنیز نے عرض کیا حضور میں ہی آپ کی لونڈی ہوں۔ آپ نے فرمایا اس تیس ۳۰ سال میں مجھ کو یہ مجال نہ تھی کہ خدا کے سوا کسی اور طرف دھیان دیتا اس لیے تیری طرف متوجہ نہ ہو سکا۔

روایت ہے کہ ایک خونی کو دار پر لٹکایا گیا۔ رات کے وقت خواب میں کسی نے دیکھا کہ وہ خونی بہشتی لباس میں ملبوس تھا اُس نے پُوچھا تمہیں یہ درجہ کیسے نصیب ہُوا

اس نے کہا کہ جس وقت میں دار پر تھا حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ کا اُدھر سے گذر ہُوا اور آپ نے میرے حق میں دُعا فرمائی اس دعا کی برکت سے مجھے یہ درجہ ملا۔

ایک مرتبہ اندھیرے میں سُوئی آپ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ قدرتِ خدا سے گھر فوراً روشن ہوگیا۔ آپ نے فوراً آنکھوں کو بند کرلیا اور کہا کہ نہیں نہیں میں سوئی کو بغیر چراغ کے ڈھونڈنا نہیں چاہتا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے اور کہہ رہے تھے کہ جس کا دل تجھ سے خوش نہیں اس کو خوشی نہ ہو۔ جس کو تجھ سے محبت نہیں اس کو کسی سے محبت نہ ہو۔ لوگوں نے آپ سے پُوچھا کہ آپ گوشہ نشین ہوگئے ہیں اور کام کاج سے ہاتھ اٹھالیا ہے فرمائیے کہ رضا کس بات میں ہے۔ فرمایا کہ رضا اس دل میں ہے جس دل میں کسی قسم کا غبار نہ ہو۔ منقول ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تو بہت گریہ کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ عجمی ہیں قرآن نہیں جانتے آخر آپ نے یہ رُتبہ کہاں سے حاصل کیا۔ ہاتفِ غیب سے آواز آئی کہ بے شک عجمی ہے لیکن حبیب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو درجہ آپ کو حاصل تھا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ایک شام کو حضرت خواجہ حسن بصریؒ آپ کے عبادت خانے کے دروازے پر پہنچے تو آپ اس وقت مغرب کی تکبیر کہہ کر نماز میں کھڑے ہو رہے تھے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ اندر داخل ہوئے اور آپ کی اقتداء اس لیئے نہ کی کہ آپ کی زبان عربی اور قرآن شریف پر اچھی طرح جاری نہ ہوتی تھی۔ جب وہ رات کو سوئے تو اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ بارِ خدایا تیری رضا کس چیز پر ہے۔ ارشاد ہُوا کہ حسن میری رضا تجھے مل گئی تھی لیکن تو نے اس کی قدر نہ جانی۔ آپ نے عرض کیا اے اللہ! یہ کس طرح۔ فرمایا اگر گزشتہ رات تو حبیبؒ کے پیچھے نماز پڑھ لیتا اور اس کی صحیح نیت تجھے اس کی عبادت (قرأت) کے انکار سے نہ روکتی تو میں تجھ سے راضی ہوتا۔

صوفیا کے درمیان یہ بات مشہور ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ حجاج بن یوسف ثقفی کے لوگوں سے بھاگ کر آپ کے عبادت خانے میں گھس گئے۔ اُن لوگوں نے آکر آپ سے پوچھا کہ حسن بصریؒ کہاں ہیں۔ آپ نے ان کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ وہ کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا ابھی عبادت خانے میں داخل ہوئے ہیں۔ جب وہ لوگ اندر داخل ہوئے وہاں کسی کو نہ دیکھا۔ انہوں نے یہ سمجھ کر کہ حبیب عجمیؒ ان سے تمسخر کرتے ہیں۔ آپ سے سخت کلامی کی کہ تو نے جھوٹ بولا کہ وہ یہاں ہیں۔ آپ نے قسم کھائی کہ میں سچ کہتا ہوں۔ اس طرح دو تین دفعہ وہ لوگ اندر گئے اور آپ کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ تب حضرت حسن بصریؒ باہر آکر کہنے لگے کہ اے حبیب میں جانتا ہوں کہ تیری برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان پر ظاہر نہ فرمایا لیکن آپ نے کیوں کہا کہ" وہ حسن بصری یہاں ہے۔" آپ نے جواب دیا اے اُستاد میرے سچ بولنے کی وجہ سے انہوں نے آپ کو نہ دیکھا اگر میں جھُوٹ بولتا تو مجھے اور آپ دونوں کو رُسوا کرتے۔ آپ کی اس قسم کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔

آپ کا وصال ۳ ربیع الثانی ۱۵۶ھ کو ہوا۔ مزارِ اقدس بغداد شریف میں ہے۔

شیخ المشائخ حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو سلیمان ہے۔ امام اعظمؒ کے شاگرد رشید اور حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ مشائخ اور علم ظاہری و باطنی کے عالموں میں شمار کیے جاتے تھے۔

حضرت فضیل ابن عیاضؒ اور حضرت ابراہیم ادہمؒ آپ کے ہمعصر تھے۔ گویا ایسے بزرگوں کے ساتھ رہنے کی سعادت حاصل تھی۔

حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا کو ذلیل و خوار سمجھنے والا شخص حضرت داؤد طائیؒ سے بڑھ کر میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

آپ کی توبہ کا قصہ یوں ہے کہ ایک دفعہ ایک نوحہ گر کی زبان سے ایک شعر سُنا جس کا مطلب یہ تھا کہ کونسا چہرہ ہے جو خاک میں نہیں ملا اور وہ کونسی آنکھ ہے جو زمین میں دفن نہ ہوئی۔ یہ سُنتے ہی آپ کے دل میں ایک خاص خوف اور درد پیدا ہوا۔ اور بیقراری غالب آگئی۔ اس حالت میں آپ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس گئے۔ پوچھنے پر بتایا کہ دل دُنیا سے اُچاٹ اور بیزار ہو گیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہوں، مگر راہ نہیں پاتا۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ تم خلقت سے علیحدہ رہو۔ چنانچہ آپ نے دنیا سے مُنہ پھیر لیا۔ اور ایک مکان میں معتکف ہو گئے۔ ایک عرصہ کے بعد امام ابو حنیفہؒ ان کے پاس آئے اور فرمایا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ تم گھر میں معتکف ہو گئے ہو اور کسی سے بات نہیں کرتے بلکہ بات یہ ہے کہ اہل دنیا میں بیٹھو، نامعلوم بات سُن کر صبر کرو۔ اور کچھ نہ کہو اور نکات مسائل ان سے بہتر جانو۔ اس بات سے آپ بخوبی سمجھ گئے کہ اُستاد کیا چاہتے ہیں۔ چنانچہ روزانہ

حضرت امامؒ کے پاس جانا شروع کیا مشائخین کی خدمت سے فیض پایا لیکن خود کچھ نہ کہتے تھے جو کوئی کہتا صبر سے سنتے۔ جواب نہ دیتے۔ فرماتے ہیں کہ ایک سال کے صبر نے مجھے تیس ۳۰ سال کا کام دیا۔ اس کے بعد آپ حضرت حبیب عجمیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تمام کتابوں کو دریا بُرد کر کے عزلت اختیار کی۔ بیس ۲۰ دینار ورثے میں ملے تھے بیس ۲۰ سال تک اسی کو کھاتے رہے۔ حضرت ابو بکر عباسؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت کے حجرہ میں گیا تو دیکھا کہ خشک روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیے رو رہے ہیں۔ میں نے پُوچھا کیا ہُوا۔ فرمایا اس ٹکڑے کو کھانا چاہتا ہوں مگر معلوم نہیں حلال ہے یا حرام۔

ایک اور شخص ذکر کرتا ہے کہ میں حضرت داؤد طائی کے پاس گیا تو دیکھا کہ پانی کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس کو سایہ میں کیوں نہ کیا۔ فرمایا کہ جب میں نے پانی یہاں رکھا تھا تو اس وقت اس جگہ سایہ تھا اور اب مجھ کو شرم آتی ہے کہ اپنے نفس کی آسائش کے لیے اس کو سایہ میں رکھوں۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہُوا اُس نے دیکھا کہ آپ کے مکان کی چھت گرنے والی ہے۔ اس نے آپ کو بتایا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے تیس ۳۰ سال سے چھت کی طرف نہیں دیکھا۔ پھر آپ سے پُوچھا کہ آپ خلقت سے الگ کیوں ہو گئے؟ آپ نے فرمایا۔ "اپنے آپ سے فراغت ہو تو دوسروں کے پاس بیٹھوں"۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ نے دو مرتبہ آپ کو دیکھا اور فخر کرتے تھے کہ میں نے حضرت داؤد طائی کی زیارت کی ہے۔

امام محمدؒ اور امام یوسفؒ آپ کے زمانہ میں تھے۔ اگر دونوں میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہوتا تو وہ آپ کو منصف مقرر فرماتے اور جب دونوں عالم آپ کے پاس آتے تو آپ امام ابو یوسفؒ کی طرف پشت کر کے اور امام محمدؒ کی طرف مُنہ

کرکے بات کرتے اور اگر امام محمدؒ کا قول صحیح ہوتا تو فرماتے کہ حقیقت یہ ہے جو امام محمدؒ فرماتے ہیں اور اگر امام ابو یوسفؒ کا قول صحیح ہوتا تو فرماتے کہ اصل مسئلہ یوں ہے جیسا کہ یہ کہتے ہیں۔ یعنی امام یوسفؒ کا نام نہ لیتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ دونوں عالم اور بزرگ ہیں مگر آپ امام ابو یوسف کی طرف پُشت کیوں کرتے ہیں اور ان کا نام کیوں نہیں لیتے۔ فرمایا کہ امام محمدؒ نے نعمت کی حالت میں علم حاصل کیا اور امام ابو یوسفؒ نے ذِلّت و مسکنت میں علم حاصل کیا۔ امام محمدؒ نے علم کو دین کی عزّت کا سبب سمجھا اور امام ابو یوسف نے علم کو دنیا کی عزت سمجھا کیونکہ جب امام ابو حنیفہؒ کے سامنے منصب قضا پیش کیا گیا تو باوجود تازیانے کی سزا کھانے کے آپ نے قبول نہ فرمایا۔ مگر امام ابو یوسفؒ نے قبول کرلیا، تو جو شخص اپنے اُستاد کے طریقہ کے خلاف کرتا ہے ہم اس سے بات نہیں کرتے۔

ایک روز خلیفہ ہارون الرشید، امام ابو یوسفؒ کو لیکر حضرت داؤد طائی سے ملاقات کرنے کے لیے گئے۔ حضرت داؤد طائیؒ نے جب یہ سُنا کہ خلیفہ ملاقات کے لیے آتے ہیں تو فوراً حجرہ کا دروازہ بند کرکے اندر بیٹھ رہے۔ آخر ان حضرات نے آپ کی والدہ مکرّمہ سے سفارش کرائی۔ آپ اپنی والدہ کی کبھی حکم عدولی نہ کرتے تھے اس لیے فوراً دروازہ کھول دیا اور اسلامی اخلاق و آداب سے پیش آئے۔ خلیفہ نے کہا کوئی ضرورت ہو تو بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک گٹھڑی آٹے کی اپنے سر پر رکھ کر میرے ہاں پہنچا دو۔ خلیفہ نے کہا کہ بہت بہتر رات کو آؤں گا۔ ارشاد ہوا نہیں دن کے وقت بیچ بازار سے لاؤ۔ اس پر خلیفہ خاموش ہو گیا۔ حضرت داؤد طائیؒ نے مسکرا کر کہا مجھے تمہاری کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تو محض تجھے آزمایا تھا لیکن یہ تو بتاؤ کہ قیامت کے روز مخلوقِ خدا کے سامنے کیا جواب دو گے۔ کیا اسی بل بوتے پر تمام جہان کا بوجھ اپنی گردن پر لینے کے لیے تیار ہو جو شخص آٹے کی گٹھڑی نہیں اٹھا سکتا وہ بھلا کس طرح لاکھوں کروڑوں انسانوں کا بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ خلیفہ یہ سُن کر رو

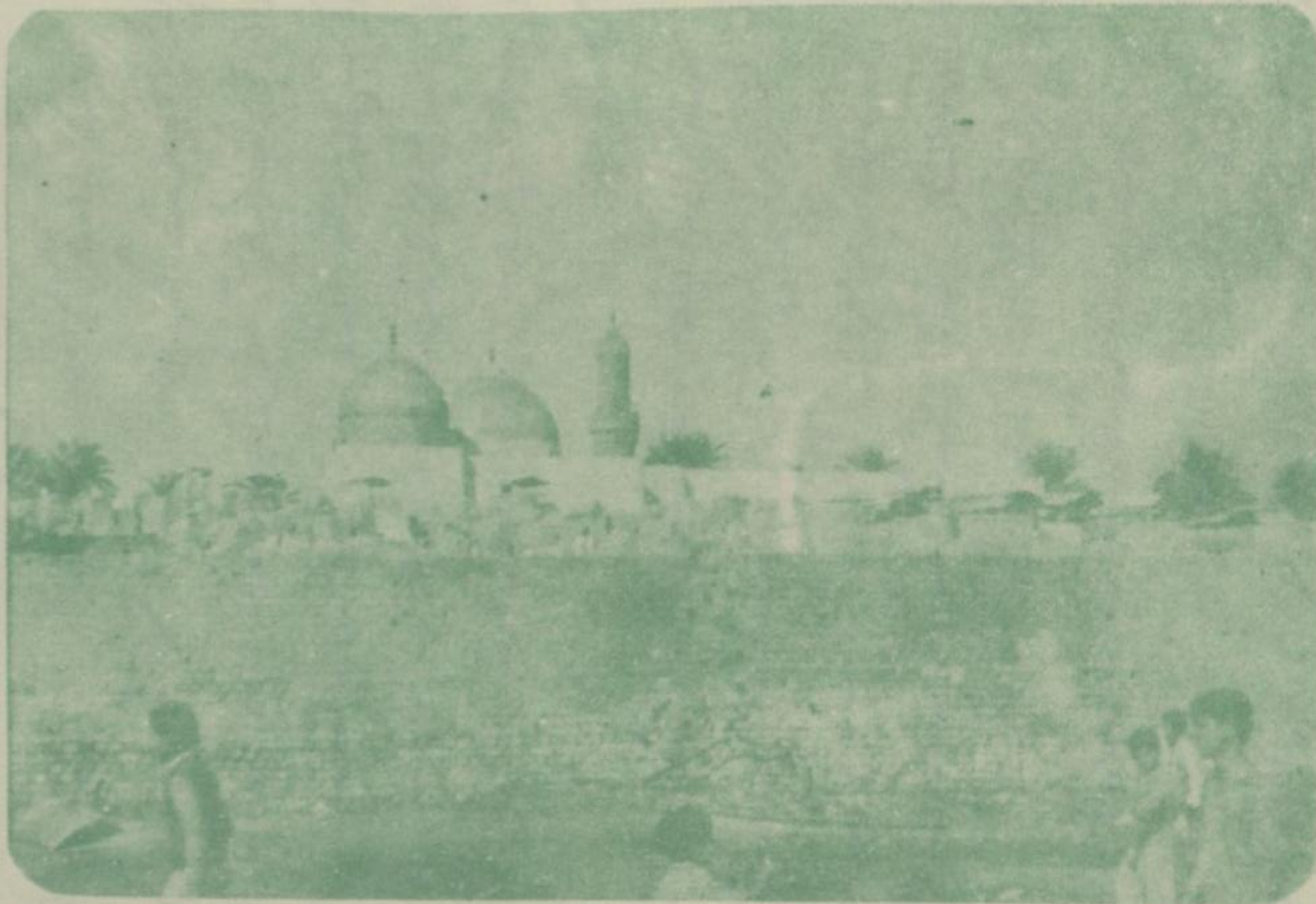
پڑا۔ اور بہت سے ہیرے جواہرات آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے۔ مگر آپ نے یہ فرما کر واپس کر دیے کہ ہمیں صرف اللہ کافی ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ وفات کی شب داؤد طائیؒ ساری رات نماز میں مشغول رہے۔ آخر ایک مرتبہ سجدہ میں گئے تو مدت تک سر نہ اٹھایا حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا۔ میں نے کہا کہ بیٹا نماز کا وقت ہو گیا ہے مگر جواب نہ ملا۔ جب میں نے پاس جا کر دیکھا تو آپ وفات پا چکے تھے۔

ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا اس کو فرمایا کہ میں زندان سے رہائی پا چکا ہوں۔ آپ کے وصال کے بعد غیب سے آواز آئی کہ داؤد طائیؒ اپنے مقصد کو پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔

آپ کا وصال ۲۸ ربیع الثانی ۱۶۵ھ کو ہوا مزارِ مقدس بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے۔

مزارِ مبارک حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ - بغداد شریف (عراق)



شیخ المشائخ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

بغداد کے اولیائے کرام اور علمائے عظام میں حضرت معروف کرخیؒ ایک عظیم الشان شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی کنیت ابو محفوظ تھی۔ باپ کا نام فیروز یا فیروزان تھا۔ بغداد کے جس محلّہ میں آپ رہتے تھے اس کا نام کرخ تھا اس لیے کرخی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ حضرت علی بن موسیٰ رضا کے غلام تھے۔ ان کے ماں باپ عیسائی تھے۔ مگر آپ نے اپنے آقا حضرت علی بن موسیٰ رضاؓ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا اور ان کے صدقہ میں ان کے بوڑھے والدین بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

حضرت معروف کرخیؒ کے دل میں اللہ کا خوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس کا اندازہ مشہور بزرگ یحییٰ بن جعفرؒ کے اس بیان سے ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں :-

"میں نے ایک مرتبہ معروف کرخی کو اذان دیتے ہوئے دیکھا جب انہوں نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو اللہ کے خوف کی شدّت سے ان کی داڑھی اور سر کے بال کھڑے ہو گئے اور ان کے چہرہ کا رنگ متغیّر ہو گیا۔"

حضرت یحییٰؒ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے ڈر سے اس قدر لرزہ براندام رہتے تھے کہ کبھی کبھی اذان بھی دے دیتے تھے۔ اور اقامت بھی کہہ لیتے تھے مگر نماز نہیں پڑھاتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں گناہگار ہوں اور اس قابل نہیں ہوں کہ اتنے لوگوں کی امامت کے فرائض سر انجام دے سکوں۔

روایت ہے کہ ایک دن آپ کا وضو ٹوٹ گیا۔ فوراً تیمم کیا۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت دجلہ قریب بہہ رہا ہے تیمّم کی کیا حاجت تھی، وضو فرما لیتے فرمایا۔ اگر

دجلہ تک پہنچتے پہنچتے موت آجاتی تو اللہ کے حضور بے وضو پیش ہوتا۔

آپ نے فرمایا کہ جوانمردی کی علامت تین چیزیں ہیں۔

ایک وفاداری جس میں بے وفائی کا شائبہ تک نہ ہو۔

دوسرے ستائش بے وجود اور تیسرے بے مانگے داد و دہش۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ نے فرمایا ہے کہ آپ علوم میں قوم کے مقتدا اور امام تھے۔

آپ متوکلانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ کھانے میں کوئی اہتمام نہ فرماتے تھے۔ ایک دن آپ بہت ہی معمولی روٹی کھا رہے تھے کسی نے پوچھا آپ ایسا کھانا کیوں کھاتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ میں اس دنیا میں مہمان ہوں جو کھانا میزبان کی طرف سے ملتا ہے بخوشی کھا لیتا ہوں۔ ایسا ہی جواب آپ نے اس وقت دیا جب آپ بہت عمدہ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میزبانِ پروردگارِ عالم کی طرف سے جو کچھ ملے اس پر راضی و خوش رہنا چاہیئے۔ یہ نظام اس نے ہماری بھلائی کے لیے بنایا ہے وہ بہت ہی مہربان ہے اس لیے چون وچرا نہیں کرنی چاہیئے۔ جب آپ بیمار پڑ گئے تو حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا مجھے وصیت کیجئے۔ کہا میرے مرنے سے پہلے ہی میرا پیراہن صدقہ کر دو۔ میں چاہتا ہوں جیسا میں خدا کے ہاں سے آیا تھا ویسا ہی واپس جاؤں۔ بلاشبہ تجرید اور بے سروسامانی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

ایک روز حضرت کے پاس ایک سائل آیا۔ آپ کے پاس اُسے دینے کے لیے کوئی چیز نہ تھی آپ نے اپنے جوتے اس سائل کو دے دیئے۔ سائل نے آپ کے جوتوں کو بازار میں فروخت کر کے کوئی پھل خریدا۔ اگلے روز آپ کو اس بات کا علم ہوا فرمایا۔ الحمد للہ۔ شاید اس شخص کا پھل کھانے کو جی چاہتا ہو۔ چلو ہم نے اس کی قیمت ادا کر دی۔

حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نمازِ عید پڑھ کر واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں حضرت معروف کرخیؒ مل گئے ان کے ساتھ ایک لڑکا تھا جس کے چہرہ کی رنگت اُڑی ہوئی تھی اور سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا میں آ رہا تھا کہ راستہ میں سب بچے کھیل رہے تھے اور یہ بے چارہ شکستہ دلی کے عالم میں الگ کھڑا تھا۔ میری نگاہ اس پر پڑی۔ میں نے پوچھا تم اس طرح دُور کیوں کھڑے ہو۔ کھیلتے کیوں نہیں بچے نے سرد آہ بھر کر کہا۔ میں یتیم ہوں۔ سرّی سقطیؒ کہتے ہیں جونہی بچہ کے منہ سے یہ جملہ نکلا حضرت معروف کرخیؒ بے چین ہو گئے۔ انہوں نے بچے کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ لے آئے اور اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور انتہائی دلجوئی کرتے۔ اس کو اخروٹ اور بادام کے مغز تیار کر کے دیتے اور فرماتے اگر اس کے ماں باپ زندہ ہوتے تو معلوم نہیں کیا کچھ اس کو کھلاتے پلاتے اور اس سے کتنا اچھا سلوک کرتے۔

ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ کی مجلس میں ان کی علمی حیثیت پر کسی نے تنقید کی تو امام احمدؒ نے اس کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ خاموش رہو معروف کرخیؒ حقائق سے باخبر ہیں اور اصل علم تو وہی ہے جو انہیں حاصل ہے۔

آپ نے خرقۂ خلافت حضرت داؤد طائیؒ سے پہنا۔ آپ کا وصال ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ کو ہوا۔ مزارِ مبارک بغداد شریف میں ہے وہاں پر جو دعا مانگی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ ایک مشہور بزرگ ابراہیم اعرابیؒ کا کہنا ہے کہ معروف کرخی علیہ الرحمۃ کی قبر ایک آزمائے ہوئے تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ نظرِ بد کے دفعیہ کے لیے آپ کا نامِ نامی اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

ولیٔ معرفت آگاہ درویش — جناب حضرتِ معروف کرخیؒ
سُنا ہے دوسری ماہِ محرّم — ہے یومِ رحلتِ معروف کرخیؒ

شیخ المشائخ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ کے پیشوا حضرت معروف کرخیؒ ہیں۔ آپ زمانے کے پیشوا، امام، کامل واکمل اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔

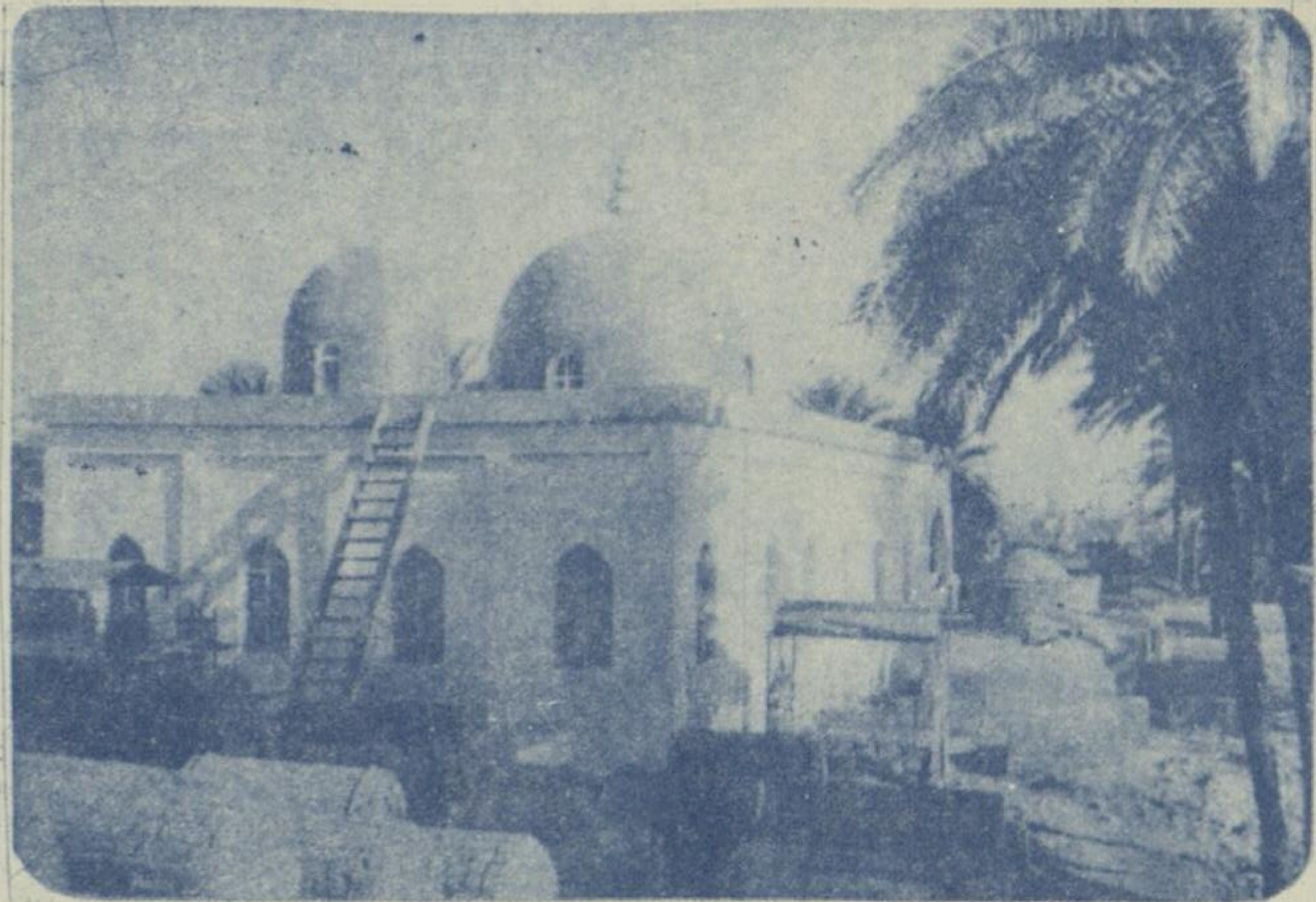
حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سری سقطیؒ سے زیادہ عبادت میں کسی کو کامل نہیں پایا۔ حضرت جنیدؒ نے رحلت کے وقت آپ سے کہا کہ مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی وجہ سے خدا سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ آپ کا فرمان ہے کہ مرد وہ ہے جو بازار میں بھی ذکرِ حق میں مشغول رہے۔ بازار میں خرید فروخت کرے۔ لیکن اس ذاتِ پاک کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ فرمایا کہ جو شخص اپنے نفس کی تربیت سے عاجز ہے وہ دوسروں کو کیا سکھا سکتا ہے۔

فرمایا۔ پانچ چیزیں دل میں نہیں رہتیں اگر دل میں کوئی دوسری چیز موجود ہو۔ خدا کا خوف۔ رجا۔ محبّت۔ خلقِ خدا سے شفقت۔ حیا۔

آپ نے فرمایا دن میں کئی بار آئینہ دیکھتا ہوں کہ مبادا کسی گناہ کی پاداش میں میرا منہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔

ایک روز حضرت سری سقطیؒ وعظ فرما رہے تھے۔ صبر کا بیان تھا۔ اسی دوران میں ایک بچھو نے چند بار آپ کو کاٹا۔ وعظ ختم فرما کر آپ نے بچھو کو مارا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ نے بچھو کو اس وقت کیوں نہ مارا جب بچھو نے پہلی مرتبہ آپ کو ڈنگ مارا تھا۔ فرمایا کہ میں صبر کے متعلق وعظ کر رہا تھا مجھے شرم آئی کہ لوگوں کے سامنے صبر کے متعلق وعظ کروں اور خود اس پر عمل نہ کروں۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سری سقطیؒ کی خدمت میں حاضر



روضہ ہائے اقدس حضرت جنید بغدادیؒ و حضرت سری سقطیؒ بغداد شریف (عراق)

ہُوا دیکھا کہ آپ نہایت مغموم اور متفکر تھے۔ میں نے افسردگی کا سبب پوچھا تو بصد اصرار فرمایا کہ رات ایک واقعہ ہوگیا جس سے مجھے سخت ندامت اٹھانی پڑی۔ "بیٹے مدّت سے میرا جی چاہتا تھا کہ ٹھنڈا پانی پیوں لیکن میں نفس کی خواہش کو پُورا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گذشتہ رات یہ خواہش میری زبان پر آگئی۔ میری لڑکی نے فوراً کسی آدمی کو بازار بھیجا اور نیا کوزہ منگوا کر اِس میں پانی بھر کر میرے پاس رکھ دیا۔ اس وقت میں مصروفِ عبادت تھا، اس لیے پانی نہ پیا تاکہ اور ٹھنڈا ہو جائے پانی ٹھنڈا ہوتا رہا اور نفس خوش ہوتا رہا۔ اس دوران میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہوگیا اور میں سوگیا۔ خواب میں مَیں نے ایک نہایت ہی حسین اور نوجوان عورت کو دیکھا جو نہایت ہی نفیس ملبُوسات اور زیورات پہنے ہوئے تھی۔ میں نے پوچھا تمہارا یہ حُسن و جمال کس خوش قسمت کے لیے ہے۔ اس نے جواب دیا۔ یقیناً اُس شخص کے لیے نہیں جو نئے کوزے میں ٹھنڈا پانی پیتا ہے۔ یہ کہہ کر اُس نے غصے میں کُوزہ توڑ دیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ پانی میرے مصلّے کے نیچے بہہ رہا ہے۔ اس وقت سے میں اس لغزش پر نادم ہو رہا ہوں اور خدا سے مغفرت کی دُعا کر رہا ہوں۔ بیٹے تم بھی دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو معاف فرمائے۔"

آپ بغداد میں کباڑی کی دوکان کرتے تھے۔ جب بغداد کا بازار جل گیا تو لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کی دوکان جل گئی۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا چلو اس فکر سے آزاد ہُوا۔ جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو آپ کی دوکان نہ جلی تھی۔ البتہ اس کے چاروں طرف کی سب دوکانیں جل گئی تھیں۔ جب آپ نے ایسا دیکھا تو جو کچھ دوکان میں تھا سب درویشوں اور ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کا ابتدائی حال کیسا تھا؟ تو آپ نے جواب دیا:۔ ایک دن حضرت حبیب راعیؒ کا میری دوکان پر گذر ہُوا۔ میں نے اُن

کو روٹی کے کچھ ٹکڑے دیئے کہ درویشوں کو دے دیں تو انہوں نے میرے لیے یہ دُعا کی۔ "خیّرک اللہ" (اللہ تجھے نیکی دے) پس جس روز سے ان کانوں نے آپ کی یہ دُعا سُنی ہے احوالِ دنیا کی بہتری مجھ سے جاتی رہی۔

نیز آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "اَللّٰھُمَّ مَھْمَا عَذَّبْتَنِیْ بِہٖ مِنْ شَیْءٍ فَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِذُلِّ الْحِجَابِ (ترجمہ) اے اللہ! اگر تو کسی چیز سے مجھے عذاب دے تو حجاب کی ذلت سے مجھے عذاب نہ دیجیو اس لیے کہ میں جب تجھ سے حجاب میں نہ ہونگا تو ہر قسم کا عذاب و سختی تیرے ذکر اور مشاہدہ کی وجہ سے مجھ پر آسان ہو جائے گی اور جب میں تجھ سے حجاب میں ہوں گا تو دُنیا کی نعمت بھی تجھ سے حجاب کی ذلت کی وجہ سے میری ہلاکت کا باعث ہوگی۔ پس وہ بَلا جو بَلا میں ڈالنے والے کے حضور میں ہو وہ بَلا نہیں بلکہ نعمت ہوتی ہے۔ اور وُہ بَلا جو بَلا میں ڈالنے والے سے حجاب کی صورت میں حاصل ہو وہ بَلا نہیں ہلاکت ہوتی ہے"

غرضیکہ دوزخ میں کوئی عذاب حجاب سے زیادہ مشکل نہیں۔ کیونکہ اگر اہلِ دوزخ کو دوزخ میں خدا تعالیٰ کا کشف حاصل ہوتا تو گناہ گار مُومنین کو کبھی بہشت کی یاد نہ آتی۔ اس لیے کہ دیدارِ الٰہی سے ان کی جان کو اتنی خوشی ہوتی کہ بدن کی مصیبت اور جسم کے عذاب کی ان کو خبر تک نہ ہوتی اور بہشت میں کوئی کشف دیدارِ حق سے بڑھ کر نہیں کیونکہ اگر وہ بہشت کی نعمتیں بلکہ ان سے سوگُنا زیادہ نعمتیں بھی ان کو حاصل ہوں لیکن وہ حق تعالیٰ کی دید سے حجاب میں ہوں تو ان کے دل اور ان کی جانیں ہلاک و تباہ ہو جائیں۔ پس سُنّتِ الٰہی یُوں واقع ہوئی ہے کہ وہ تمام احوال میں اپنے دوستوں کا دل اپنی ذاتِ حق کی طرف بینا رکھتا ہے تاکہ تمام مشقت محنت اور بشریّت کی مصیبتیں اس کی وجہ سے برداشت کر سکیں۔ البتہ اس حال میں ان کی دُعا یوں ہوتی ہے کہ سارے عذاب تیرے حجاب کی نسبت ہمیں زیادہ پسندیدہ

ہیں کیونکہ تیرا جمال ہمارے دلوں پر جلوہ نما ہو تو تمام مصیبتوں کا ہمیں اندیشہ نہیں۔

آپ کا وصال ۳ ر رمضان المبارک ۲۵۳ھ کو ہوا۔
مزارِ مبارک بغداد شریف میں ہے۔

○

اگرچہ ایزد دہد ہدایتِ دین
بندہ را اجتہاد باید کرد
نامۂ کاں بحشر خواہی خواند
ہم ازیں جا سواد باید کرد

(ترجمہ)

اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی دین کی ہدایت دیتا ہے۔ لیکن بندے کو اپنی طرف سے کوشش اور جد وجہد کرنی چاہیئے۔ وہ نامۂ اعمال جسے تو حشر کے روز پڑھے گا اس پر اس جگہ یعنی اس دنیا میں کچھ لکھ لینا چاہیئے۔

شیخ المشائخ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوالقاسم، لقب سید الطائفہ۔ طاؤس العلماء۔ قواریری، زجاج اور فراز ہیں۔

آپ بغداد میں پیدا ہوئے۔ حضرت سری سقطیؒ کے بھانجے تھے اور انہی سے بیعت تھے۔ آپ کے ماموں جہاں آپ کو ولی کامل بنانا چاہتے تھے، وہاں ان کی یہ خواہش بھی تھی کہ آپ محقق، فقیہہ اور جید عالم بھی بنیں چنانچہ آپ بغداد کے اندر حضرت ابو ثور ابراہیم بن خالد الکلبیؒ کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے اور علوم شرعیہ کی تحصیل میں سر توڑ کوشش کی۔ اس دن رات محنت کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ بیس سال کی عمر میں علوم شرعیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے اور اپنے استاد علامہ ابو ثورؒ کے پاس بیٹھ کر فتویٰ دینے لگے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے پوری توجہ علوم باطن کی تحصیل کی طرف کی۔ حضرت سری سقطیؒ کی صحبت سے جو جذبات آپ کے دل میں پیدا ہوتے رہتے تھے وہ یک بیک جوش میں آگئے۔ چنانچہ آپ تن تنہا بے سروسامانی کی حالت میں حج بیت اللہ کو چل پڑے جب شب کی تاریکی میں آپ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو آپ کی نظر ایک عورت پر پڑی جو طواف کعبہ میں مشغول تھی اور ساتھ ساتھ عاشقانہ شعر پڑھتی جاتی تھی۔ آپ اس کے قریب گئے اور کہا کہ ایسے مقدس مقام پر اس قسم کی ناپاک آرزوئیں۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ اُس نے جذبات عشق کی عذر خواہی میں چند اور اشعار پڑھ کر سنائے اور آپ سے پوچھنے لگی کہ اے بندۂ خدا تم خدا کا طواف کرتے ہو یا خانۂ خدا کا۔ آپ نے جواب دیا کہ خانۂ خدا کا۔ یہ سُن کر اُس نے عجیب حالت میں آسمان کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا اور کہنے

لگی۔ سبحان اللہ تیری مخلوق میں ایسے بھی لوگ ہیں جو پتھر کی طرح بے حس ہیں اور پتھر کے گرد طواف کرتے ہیں۔ حج سے لوٹنے کے بعد حضرتِ جنیدؒ کی حالت میں تغیّر آ گیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت سری سقطیؒ کے حلقۂ ذوق میں شریک ہو کر مراحلِ عرفان، مراتبِ سلوک، رموزِ حقیقت اور اسرارِ باطن طے کیے۔

مجاہدات کی یہ کیفیت تھی کہ آپ روزانہ اپنے حجرہ میں جا کر پردہ ڈال لیتے۔ جب تک چار سو رکعات نفل نہ پڑھ لیتے باہر تشریف نہ لاتے۔ مجاہدات میں ایسے منہمک ہوئے کہ ریشم کے کپڑوں کی مختصر سی دوکان تھی، وہ بھی چھوڑ دی۔ اپنے ماموں اور مرشد حضرت سری سقطیؒ کی ڈیوڑھی میں ایک حجرہ کے اندر متواتر چالیس سال مصروفِ عبادت رہے۔ نفس کُشی کی یہ حالت تھی کہ جس چیز کی نفس خواہش کرتا اُسے اُسی چیز سے دق کرتے اور بالکل نہ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک دن ایک شخص کو آپ نے ایک دینار دیا اور کہا کہ اس سے عمدہ عمدہ انجیریں روزہ افطار کرنے کے لیے لے آؤ۔ وہ شخص انجیریں لے آیا۔ افطار کے وقت آپ نے ایک انجیر مُنہ میں ڈالی اور فوراً نکال کر باہر پھینک دی اور آبدیدہ ہو کر اس شخص سے کہا کہ یہ انجیریں اٹھا کر لے جاؤ۔ اُس نے سبب پُوچھا تو فرمایا کہ میں نے دل میں ہاتفِ غیب کی آواز سُنی کہ تجھے شرم آنی چاہیئے کہ جس چیز کو تُو نے میرے لیے چھوڑا پھر اسی میں پھنسا جاتا ہے۔

آپ نے کامل تیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ علاوہ ازیں آپ روزے بہت کثرت سے رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس اشرفیوں کی تھیلی لایا اور آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ اَور بھی ہے اس نے جواب دیا، بہت کچھ۔ فرمایا کیا تو اپنی دولت بڑھانے کا خواہش مند ہے۔ اس نے عرض کیا خواہشمند ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ اشرفیاں واپس لے جاؤ۔ تم ان کے مجھ سے زیادہ مستحق ہو۔ کیونکہ ہم اس کے باوجود کہ کچھ نہیں رکھتے ان کے خواہش مند

نہیں ہیں۔

ایک دن کسی نے حضرت سری سقطیؒ سے پُوچھا کہ کبھی مرید کا درجہ کسی پیر سے بڑھ سکتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ظاہر ہے اس لیے کہ جنیدؒ کا درجہ مجھ سے بلند ہے اور آپ کا یہ قول تواضع کی وجہ سے تھا۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ بصیرت سے فرمایا۔ ورنہ کوئی شخص اپنے سے اوپر نہیں دیکھ سکتا۔ دیکھنا نیچے سے تعلّق رکھتا ہے۔ اور آپ کا قول اس امر کی واضح دلیل ہے کہ آپ نے حضرت جنیدؒ کو اپنے سے اوپر کے درجہ میں دیکھا اگرچہ اپنے اوپر دیکھا لیکن وہ درجہ دراصل نیچے ہوگا۔

منقول ہے کہ حضرت سری سقطیؒ کی زندگی میں مریدوں نے حضرت جنید بغدادیؒ سے کہا کہ اے شیخؒ ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرمائیے جس سے ہمارے دِلوں کو راحت ہو آپ نے فرمایا۔ "جب تک میرے شیخ (حضرت سری سقطیؒ) موجود ہیں میں کوئی نصیحت نہیں کر سکتا۔"

آپ رات سو رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے جنید لوگوں کو نصیحت کی بات کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کلام کو ایک عالم کی نجات کا سبب بنا دیا ہے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کے دل میں خیال آیا کہ میرا درجہ شاید سری سقطیؒ سے بڑھ گیا ہے تبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وعظ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سری سقطیؒ نے ایک آدمی بھیجا کہ جنیدؒ سے کہے کہ تُو نے مریدوں کے کہنے سے انہیں نصیحت نہ کی اور مشائخ بغداد کی سفارش بھی تو نے رد کر دی اور میں نے پیغام بھیجا تب بھی تم نے وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری نہ کیا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ان کے حکم کی تعمیل ضرور کرنی چاہیئے۔ حضرت جنید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس ارشادِ مُرشد کے بعد وہ خیال میرے دماغ سے نکل گیا اور میں نے جان

لیا کہ حضرت سری سقطیؒ تمام احوال میں میرے ظاہر و باطن سے آگاہ ہیں اور آپ کا درجہ میرے اوپر ہے کیونکہ آپ میرے اسرار سے واقف ہیں۔ اور میں آپ کے احوال سے بالکل بے خبر ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر استغفار کیا ——

آپ کا کلام نہایت عالی اور آپ کے رموز بہت لطیف ہیں آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا عَلَامُ الْاَنْبِیَاءِ نباءٌ عَنِ الْحُضُوْرِ وَعَلَامُ الصِّدِّیقِیْنِ اِشَارَۃٌ عَنِ الْمُشَاھِدَۃِ (انبیاء کا کلام حضور رب العزت کی خبر دیتا ہے اور صدیقین کا کلام تجلّیاتِ الٰہی کے مشاہدہ کی طرف اشارہ کرتا ہے)

اور ظاہر ہے کہ خبر کی صحت دیکھنے سے ہوتی ہے اور اشارہ کی صحت سوچنے سے۔ نیز خبر اصل کے سوا نہیں جا سکتی اور اشارہ غیر کے سوا نہیں ہو سکتا۔ پس صدیقین کی نہایت کا کمال انبیاء کرام کے حال کی ابتدا ہوتا ہے۔ اس تحقیق سے نبی و ولی کے درمیان فرق اور انبیاء کی اولیاء پر فضیلت واضح ہوتی ہے۔ اور وہ گروہ جو اولیاء کو انبیاء کرام پر فضیلت میں مقدم سمجھتے ہیں وہ بے دین ہیں۔

آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے آرزو کی کہ ابلیس کو دیکھوں۔ ایک روز مسجد کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک بڈھا آدمی دور سے آتا نظر آیا اسے دیکھ کر میرے دل میں وحشت پیدا ہوئی۔ جب وہ میرے قریب پہنچا میں نے کہا اے بوڑھے تو کون ہے کہ وحشت کی وجہ سے میری آنکھیں تجھے دیکھ نہیں سکتیں۔ اور میرا دل خوف کی وجہ سے تیرا خیال نہیں کر سکتا۔ اس نے جواب دیا میں وہ ہوں جس کے دیکھنے کی تجھے آرزو تھی۔ میں نے کہا اے ملعون، آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا تھا۔ اس نے کہا اے جنیدؒ تجھ ایسے خدا پرست کے دل میں یہ خیال کیونکر سمایا کہ میں اس کی ذات کے سوا کسی اور کو سجدہ کروں۔ حضرت جنیدؒ

فرماتے ہیں کہ میں اس کی بات سے سخت متحیر ہوا اور کوئی جواب سمجھ میں نہ آسکا کہ ناگاہ میرے دل میں ندا آئی قُلْ لَہٗ کَذَبْتَ لَوْ کُنْتَ عَبْدًا مَامُوْرًا لَمَّا خَرَجْتَ مِنْ اَمْرِہٖ اِلٰی نَھْیِہٖ فَسَمِعَ النِّدَاءَ مِنْ قَلْبِیْ فَصَاحَ وَقَالَ اَحْرَقْتَنِیْ بِاللّٰہِ وَغَابَ (اے جنید اس سے کہو کہ تو جھوٹ کہتا ہے اگر تو اللہ تعالی کا فرمانبردار ہوتا تو اس کے حکم سے نکل کر اس کی نہی کے قریب نہ پھٹکتا پس اس نے میرے دل سے یہ ندا سُنی اور چیخ مار کر کہنے لگا کہ بخدا تو نے مجھے اللہ کی تائید سے جلا دیا اور یہ کہ کر غائب ہوگیا) یہ حکایت شیطان سے آپ کی حفاظت اور عصمت کی دلیل ہے اس لیے خداوند تعالےٰ اپنے اولیاء کو تمام احوال میں شیطان کے تصرف اور وسوسوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت شیخ ابو جعفر حدادؒ نے کہا کہ عقل مرد ہوتی تو جنیدؒ کی شکل میں ہوتی۔

روایت ہے کہ بزرگوں میں سے ایک بزرگ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضرت جنیدؒ وہاں حاضر تھے کہ ایک شخص نے آکر فتویٰ طلب کیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنید سے فتویٰ لے لو۔ اُس شخص نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی موجودگی میں دوسرے سے فتویٰ کیونکر لُوں۔ ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء کو جس طرح اپنی اپنی اُمت پر فخر و مباہات ہے اس طرح مجھے اپنے جنید پر فخر ہے۔

روایت ہے کہ آپ کی مجلس میں کسی نے سوال کیا کہ دل کس وقت خوش ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جس وقت خدا دل میں جلوہ گر ہو۔ فرمایا کہ جس نے خدا کی معرفت حاصل نہیں کی وہ کبھی شاد نہیں رہ سکتا۔ فرمایا کہ مرد کو مردانہ خصلت اختیار کرنی چاہیئے شبہات و وہم میں نہ پڑنا چاہیئے۔

فرمایا خُلق چار چیزیں ہیں۔ سخاوت۔ الفت۔ نصیحت۔ شفقت

آپ کا وصال شنبہ کے دن ۲۷ رجب ۲۹۷ھ کو ہوا۔ روایت ہے کہ

بوقت وصال آپ کی زبان پر تسبیح جاری تھی۔بسم اللہ پڑھی آنکھیں بند کیں اور واصل بحق ہو گئے۔جب غسل دینے لگے تو چاہا کہ آنکھیں کھول کر پانی اندر ڈالیں آواز آئی کہ جو آنکھ ہمارا نام لے کر بند ہو وہ ہمارے لیے ہی کھولی جا سکتی ہے۔

آپ کا مزارِ مبارک بغداد میں ہے۔

زاں روی کہ بندۂ تو خوانند مرا
بر مردمکِ دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتی فرمودست
ورنہ چہ کسم کہ خلق دانند مرا

(ترجمہ)

چونکہ مجھے آپ کا بندہ کہا جاتا ہے لہٰذا لوگ مجھے آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔تیرے لطفِ عام نے مجھ پر عنایت فرمائی ہے ورنہ میں کیا ہوں کہ خلقِ خدا مجھے جانتی۔

شیخ المشائخ حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوبکر اور نام جعفر بن یوسف ہے۔ آپ حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت جنید فرماتے تھے کہ ہر قوم میں ایک تاج ہوتا ہے۔ اور اس قوم کا تاج شبلیؒ ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ مرج البحرین میں لکھتے ہیں کہ حضرت شبلیؒ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا۔ اس کی والدہ نے اس کے غم میں اپنے سر کے تمام بال کاٹ لیے اور حضرت ابوبکر شبلیؒ نے بھی اپنی داڑھی میں چونا ڈال لیا۔ جس سے آپ کے تمام بال اکھڑ گئے۔ لوگوں نے آپ کی اس حرکت کو ناپسند کیا اور کوئی تعزیت کے لیے آپ کے پاس نہ گیا۔ ایک دوست نے دریافت کیا کہ حقیقت حال بیان کیجیے تاکہ دل کو تسلّی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ جو دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود غافل ہوتا ہے وہ لعنت کا مستحق ہوتا ہے۔ پس میں جانتا تھا کہ لوگ زمانے کی رسم و رواج کے مطابق میرے پاس آئیں گے۔ مجھے تسلّی دیں گے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ پڑھیں گے مگر اُن کے دل خود خدا سے غافل ہوں گے۔ اور محجوب ہونے کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہوں گے اور اس کا سبب میں بنوں گا اس لیے میں نے یہ حرکت کر کے خلقِ خدا کو ہلاکت سے بچایا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میرا یہ فعل صدق اور نیکی پر مبنی نہیں ہے اور کیا میں نے اپنے اس فعل سے خلقِ خدا پر احسان اور شفقت نہیں کی۔

ایک روز حضرت جنید بغدادیؒ کو بادشاہِ وقت نے کسی مسئلہ کی دریافت کے لیے اپنے دربار میں بلایا۔ حضرت ابوبکر شبلیؒ بھی ہمراہ تھے۔ بادشاہ نے حضرت جنیدؒ سے سخت کلامی کی۔ چونکہ حضرت ابوبکر شبلیؒ جوان تھے اور فقیری

کا جوش تھا۔ آپ نے قالین پر بنے ہوئے شیر کو تھپکا۔ وہ مجسّم بن کر اُٹھنے لگا۔ لیکن حضرتِ جنیدؒ نے اس پر نظر ڈالی۔ وہ دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ بادشاہ نے دوبارہ بے ادبی کی۔ حضرت ابوبکر شبلیؒ نے پھر قالین پر ہاتھ مارا۔ غرض تین بار یہی معاملہ پیش آیا۔ اسی دوران میں بادشاہ نے شیر کو اُٹھتے دیکھ لیا۔ خوف کے مارے بدحواس ہو کر نیچے اُترا اور حضرت جنید بغدادیؒ کے قدموں پر گر کر معافی کا خواستگار ہُوا اور نہایت عزّت و احترام سے آپ صاحبان کو رُخصت کیا۔

آپ سے کسی نے محبت کے معنی پُوچھے تو فرمایا۔ "جو کچھ تمہارے پاس ہے سب محبوب کی راہ میں لُٹا دو۔"

فرمایا۔ "جو شخص محبّت کا دعویٰ کرے اور محبوب کی محبّت کے علاوہ کسی دوسری چیز کی طرف دھیان کرے تو وہ محبُوب کا مذاق اُڑاتا ہے۔"

فرمایا: "شریعت یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو۔ طریقت یہ ہے اس کی طلب کرو اور حقیقت یہ ہے کہ اُسے دیکھو اور سب سے بالاتر ذکر یہ ہے کہ مذکور کے مشاہدہ میں ذکر کو بھی بھُول جائے۔"

حضرت ابوبکر شبلیؒ کا وصال جمعہ کی شب ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ کو ہُوا۔ مزارِ مبارک بغداد شریف میں ہے۔ لوحِ مبارک پر لکھا ہُوا ہے: "جعفر بن یوسف"

قطعۂ تاریخِ وصال

شیخِ دیں شبلی است پیرِ بے نظیر
یافت چوں از دہر در جنت مقام
سیدِ دوراں ست سالِ وصلِ اُو
ہم "محب اصفیاء ہادئ امام"

۳۳۴ھ

شیخ المشائخ حضرت عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوالفضل ہے اور باپ کا نام عبدالعزیز بن حرث بن اسد ہے۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے کامل ترین خلفاء اور مریدین سے ہیں خادمِ شریعت، سالکِ طریقت، واقفِ حقیقت اور امام اہل سُنت والجماعت تھے۔ مذہباً حنفی تھے۔ مُرشد کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد پر بیٹھے اور شریعت و طریقت میں اپنے مُرشد کے قدم بقدم چلے۔ ایک خلقِ کثیر نے آپ کی ذات سے ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کیئے۔

۴۲۵ھ میں واصلِ بحق ہوئے اور حضرت امام احمد بن حنبل رح کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

قطعۂ تاریخِ وصال

جنابِ عبدِ واحد شیخِ اکبر
براوجِ شرعِ غرّا مہرِ انور
بہ شکلِ ماہ چوں اندر جناں شُد
بوصلش نورِ حقانی عیاں شُد

۴۲۵ھ

شیخ المشائخ حضرت ابو الفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ طرطوس کے رہنے والے تھے اور اپنے وقت کے اولیائے کاملین اور صاحبِ مقامات و کرامات بزرگ تھے۔ آپ نے خرقۂ خلافت حضرت عبدالواحد تمیمی رح سے پہنا۔ اپنے زمانے کے قدوۂ اولیاء و زبدۂ مشائخ میں شمار ہوتے تھے توکّل اور تجرید و تفرید پر تمام عمر ثابت قدم رہے۔

۴۴۷ھ میں وصال ہوا۔

قطعۂ تاریخِ وصال

حضرتِ ابو الفرحِ طرطوسی ولی
شیخِ والا مرشدِ پیر و جواں
شُد چو از دنیا بفردوسِ بریں
بود "پیرِ بے ریا" سالش عیاں
۴۴۷ھ

شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

علی بن محمود بن جعفر الہنکاریؒ نام ہے۔ حضرت ابو الفرح طرطوسیؒ کے اکابر خلفا میں سے تھے اپنے زمانے کے مشائخ کبار سے تھے۔ صاحب خوارق وکرامت، مقتدائے زمانہ، صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ تین روز کے بعد روزہ افطار کرتے تھے۔ بعد از نمازِ عشاء تا نمازِ تہجد دو قرآن شریف ختم کرتے تھے۔

۴۸۴ھ میں وصال ہوا۔

قطعاتِ تاریخِ وصال

(۱)

بوالحسن آں رہبرِ دینِ رسولؐ
چوں ز دنیا گشت راہی درجناں
آفتاب آمد دگر تاج عطا
۴۸۴ھ ۴۸۴ھ
سالِ وصلِ آں شہِ والا مکاں

(۲)

آپ نے پائی یکم ماہِ محرم کو وفات
آپ سرچشمۂ فیض وکرم باری ہیں
غوثِ اعظمؒ شاہِ بغداد کے ہیں دادا پیر
بوالحسن نام مشہور بہ ہنکاری ہیں

شیخ المشائخ حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

مبارک بن علی بن حسین مخزومیؒ نام۔ حضرت شیخ ابوالحسن قریشی ہنکاریؒ کے نامور مرید اور خلیفہ اعظم تھے۔ اپنے زمانے کے سلطان الاولیاء، برہان الاصفیاء، قدوۂ عارفاں، زبدۂ سالکاں، پیر طریقت اور واقف رموز حقیقت تھے۔
نیز حضرت خضر علیہ السلام کے رفیق و مصاحب اور حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر خرقہ تھے۔ جامع علوم ظاہر و باطن تھے مذہباً حنبلی المذہب تھے۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ العزیز سے منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔" میں نے ابتدائے حال میں خدائے تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ کہ میں اس وقت تک نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ جب تک وہ خود نہ کھلائیں پلائیں گے اور لقمہ میرے منہ میں نہ رکھیں گے۔ چالیس دن گذرنے پر ایک شیخ آیا اور کچھ کھانے کو میرے پاس رکھ کر چلا گیا۔ قریب تھا کہ بھوک کی شدت سے کھانے پر آمادہ ہو جاتا مگر میں نے اپنے دل میں کہا بخدا میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہوا ہے اس کے برخلاف ہرگز نہیں کروں گا۔ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی زور زور سے الجوع الجوع.. (بھوک بھوک) پکار رہا ہے۔ اتنے میں حضرت شیخ ابوسعید علیہ الرحمۃ اُس طرف سے گذرے۔ یہ آواز سن کر آپ نے پوچھا: اے عبدالقادر یہ آواز کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا: حضرت یہ میرے نفس کا اضطراب اور بے چینی ہے۔ مگر روح اپنی جگہ پر قائم ہے اور مشاہدۂ انوارِ خداوندی میں محو ہے۔ فرمایا۔ میرے گھر چلو۔ عرض کی میں اس جگہ سے باہر قدم نہ رکھوں گا۔ میرا یہ جواب سن کر آپ تشریف لے گئے۔ اتنے میں ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لے آئے۔ فرمایا: اٹھو اور

ابُو سعیدؒ کی خدمت میں جاؤ۔ میں اُن کی خِدمت میں چل پڑا۔ دیکھا کہ آپ مکان کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا: اے عبدالقادر جو کچھ میں نے کہا تھا وہ کافی نہ تھا کہ تو نے خضرؑ کو تکلیف دی۔ یہ فرمایا اور مجھے اپنے مکان کے اندر لے گئے اور جو کھانا تیار تھا وہ لقمہ لقمہ میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ یہاں تک کہ میں اچھی طرح سیر ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے خرقہ پہنایا۔ پھر میں ان کی صحبت میں رہنے لگا۔" مدرسہ باب الازخ کی عمارت آپ ہی کی تعمیر کردہ ہے۔ جو آپ نے حضرت غوث الثقلینؒ کی زِندگی ہی میں ان کے سپرد کر دی تھی۔ چنانچہ حضرت غوثِ اعظمؒ کا مزار اسی مدرسہ میں ہے۔ ۵۰۸ھ یا ۵۱۳ھ میں وصال ہوا

قطعۂ تاریخِ وصال

بوسعید آں اسعدِ دورِ زمیں
جلوہ گر شد در جناں چو ماہِ عید
شمسِ حق گو باز قطبِ عارفاں ۵۱۳ھ
سالِ وصلش طرفہ بے گفت و شنید



حضرت سیّدنا غوث الاعظم محی الدّین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف (عراق)

شیخ المشائخ رئیس الاولیا حضرت غوث الثقلین محی الدّین سُلطان شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد ابوالقادر نام - ابو محمد کُنیت - امام الائمہ محی الدین لقب - محبوب سبحانی قطب ربانی اور غوثِ صمدانی خطاب - غوث الثقلین اور غوثِ اعظم عُرف، سلسلہ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، بن حضرت امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سے ملتا ہے۔

روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جمعہ کے روز میں باہر سے شہر بغداد میں داخل ہوُا - میں ایسے بیمار کے پاس سے گذرا جو نہایت زار و نزار کمزور و ضعیف تھا اس ضعف و نقاہت کے باعث اس کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا - وہ میری طرف متوجہ ہوُا - مجھے سلام کہا - میں نے جواب دیا - پھر کہا میرے پاس آئیے - میں اس کے قریب گیا - اس نے کہا - کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں - میں نے کہا نہیں - اُس نے کہا: میں آپ کے جدِّ امجد کا دین ہوں - مجھے بٹھائیے - میں نے سہارا دے کر بٹھایا - کیا دیکھتا ہوں کہ بیٹھتے ہی اس کا جسم تر و تازہ اور چہرہ روشن ہو گیا ہے رنگ نکھر گیا ہے اور تندرست معلوم ہونے لگا - اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے مجھے دوبارہ زندگی بخشی ہے اور آپ محی الدّین ہیں - میں اس سے رخصت ہو کر جامع مسجد گیا - جب نماز سے فارغ ہوُا تو لوگ ہر طرف سے آکر مجھے محی الدّین کہنے لگے - فرمایا - میرا تصرف جنّ و انس پر ہے - چنانچہ جس طرح انسان آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتے تھے اسی طرح جنّات بھی

صف بہ صف حاضر خدمت ہو کر مستفیض ہوتے تھے۔

فرمایا جس طرح انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں۔ اسی طرح جنّات و ملائکہ میں بھی مشائخ ہوتے ہیں۔ میں جن و انسان اور ملائکہ سب کا شیخ ہوں۔

آپ جیلان یا گیلان کے رہنے والے تھے۔ یہیں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی یہ قصبہ طبرستان کے مضافات سے ہے اس قصبہ کو جیل یا گیل بھی کہتے ہیں۔ اور اسی نسبت سے آپ کو جیلانی و گیلانی کہا جاتا ہے جیسا کہ آپ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے ؎

انا الجیلی و محی الدّین اسمی
و اعلامی علیٰ راس الجبالِ

آپ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اویسی تھے اور خرقہ ارادت حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی قدس سرہٗ سے حاصل کیا تھا۔ آپ کی اکثر صحبت حضرت خضر علیہ السّلام سے رہی ہے۔ فقہی مسائل میں آپ امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے مقلّد تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کی کُنیت اُم الخیر، لقب امت الجبار اور نام فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعیؒ ہے جو گیلان کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔

حضرت غوث الاعظمؒ کی ولادت جیلان میں ماہِ رمضان کی پہلی شب ۴۷۰-۴۷۱ ہجری میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی والدۂ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال تھی اور اس عمر میں اولاد کی توقع منقطع ہو جاتی ہے۔ مگر آپ کی پیدائش آپ کی کرامات میں سے ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ بڑی عارفہ صالحہ اور صاحب کشف و کرامات تھیں۔ آپ فرماتی ہیں۔ جب میرا لڑکا عبدالقادر پیدا ہوا۔ رمضان بھر دن میں کبھی دودھ مُنہ میں نہیں لیا۔ فرماتی ہیں ایک روز مطلع ابر آلود تھا۔ چاند نظر نہ آسکا۔ لوگوں نے آکر مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا آج دن بھر میرے لڑکے عبدالقادر نے دُودھ

نہیں پیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اُس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی۔

اٹھارہ سال کی عمر میں جیلان سے بغداد تحصیلِ علم کے لیے تشریف لائے۔ پہلے قرآن شریف ختم کیا۔ پھر تفسیر و حدیث و فقہ اور دیگر علوم کی طرف متوجّہ ہوئے اور تھوڑے عرصہ میں ممتاز شہرۂ آفاق ہو گئے۔ اور اسی پہلے سفر میں ساٹھ رہزنوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

۵۲۱ھ میں بہ اشارہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علی رضی اللہ عنہٗ منبر پر وعظ کہنا شروع کر دیا۔

آں جناب اکثر حالتِ وعظ میں فرمایا کرتے تھے۔ "اے اہلِ آسمان و زمین آؤ اور میری بات سُنو کہ میں نائب و وارثِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔"

آپ کی ہر مجلس میں ستّر ہزار حاضرین کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ چار سو اشخاص آپ کے کلام کو لکھتے تھے۔ تاثیرِ کلام کا یہ حال تھا کہ سامعین میں سے اکثر لذّتِ ذوق و شوق و غلبۂ حال میں جاں بحق ہو جاتے۔ بعض پر بیخودی طاری ہو جاتی۔ اور وہ کئی کئی دن تک ہوش میں نہ آتے۔

شیخ ابو سعید قیلویؒ فرماتے ہیں آپ کی مجلسِ وعظ میں میں نے بارہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر پیغمبرانِ علیہ السّلام نیز ملائکہ اور جنّات کو صف بہ صف دیکھا ہے۔

کتابوں میں آپ کا حُلیہ مبارک اس طرح تحریر کیا گیا ہے۔ نحیف الجسم۔ قد میانہ۔ کشادہ سینہ بلند پیشانی۔ گندم گوں رنگ۔ دونوں ابرو باہم پیوستہ۔ آواز بلند۔ لباس عالمانہ زیبِ تن فرماتے تھے۔ کبھی اطلس کے کپڑے پہنتے تھے اور کبھی ایسے کپڑے ہوتے تھے کہ ایک گز ایک دینار قیمت کا ہوتا تھا۔

فرماتے ہیں: میں اس وقت تک نہیں پہنتا جب تک پہننے کا حکم نہ فرمائیں

میں اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک وہ نہ کھلائیں یں اس وقت تک بات نہیں کرتا جب تک کہ وہ نہ بلوائیں۔

آپؒ سے زیادہ باحیا، خوش اخلاق۔ شریف۔ مہربان اور نرم دل کوئی دوسرا نہیں دیکھا گیا۔ آپ کے ہر مصاحب کو یہی گمان ہوتا تھا کہ آپ مجھ سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتے۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت غوث اعظمؒ منبر پر رونق افروز ہوئے اور وعظ فرمارہے تھے۔ دو سو کے قریب اولیاء اللہ حاضر مجلس تھے۔ جن میں حماد دباس بن مسلمؒ۔ شیخ بقا بن طورؒ۔ شیخ علی ہیتیؒ۔ خواجہ یوسف ہمدانیؒ۔ شیخ ضیاء الدینؒ ابو النجیب عبد القاہر سہروردیؒ۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ۔ شیخ قضیب البانؒ۔ شیخ احمد بن مبارکؒ۔ شیخ صدقہؒ۔ شیخ جاگیرؒ جیسے اکابر صوفیہ بھی شریک تھے۔ درمیان خطبہ آپ نے فرمایا " قدمی ھٰذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" شیخ علی ہیتیؒ اُٹھ کر منبر کے پاس آئے اور حضرت غوث اعظمؒ کا پائے مبارک اٹھاکر اپنی گردن پر رکھا۔ اس پر تمام اولیاءؒ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

روایت ہے کہ اکثر اولیاء جو حضرت غوث اعظمؒ کے زمانے سے پہلے گذرے ہیں انہوں نے اپنے نور باطن سے ظہور غوثیہ کی پیشین گوئی کی تھی۔ ان میں سے خاص کر شیخ ابوبکر بن مراد البطائحی قدس سرہ جو عراق کے متقدمین اکابر مشائخ میں سے ہیں اور خوارق و کرامت میں بلند مقام رکھتے ہیں جنہوں نے عالم رویا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی تھی اور خرقہ حاصل کیا تھا اُنہوں نے فرمایا میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ جو میرے روضہ میں داخل ہو اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما۔ اور یہ مشہور ہے کہ ان کے مزار کے قریب گوشت یا مچھلی پکانے سے نہیں پکتی تھی۔ مزار مبارک بطائح میں ہے۔ فرماتے ہیں۔ عراق کے اوتاد سات بزرگ ہیں۔ حضرت

معروف کرخیؒ۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ۔ حضرت بشرحافیؒ۔ حضرت منصور بن عمارؒ حضرت جنید بغدادیؒ۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم۔ ان سے پوچھا گیا شیخ عبدالقادر کون ہے؟ فرمایا۔ ایک کریم النفس عجمی ہے اور اس کا ظہور پانچویں صدی ہجری میں ہوگا۔

حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں۔ میں نے مکمل پچیس ۲۵ سال جنگلوں میں تجرید و تفرید اور عبادت و ریاضت میں گذارے ہیں۔ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی ہے۔ پندرہ سال تک نمازِ عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر طلوعِ صبح سے پہلے ایک قرآن شریف ختم کیا ہے۔ ایک رات میرے نفس نے آرزوئے خواب کی۔ مگر میں نے اس کی اس خواہش پر کان نہ دھرا۔ اس وقت میں چالیس دِن کا روزہ رکھتا تھا اور چالیس روز کے بعد جنگلوں میں پتوں اور اشیائے مباح یا پانی سے روزہ افطار کرتا تھا۔

فرمایا: حق تعالیٰ نے میرے ہاتھ میں کاغذ دیا۔ میں نے اپنی حدِ نظر تک دیکھا جہاں تک نظر کام کرتی تھی میرے اصحاب اور مریدوں کے نام لکھے تھے جو قیامت تک اپنی نسبتوں کو میری طرف منسوب کرکے اصلاح چاہیں گے۔ حکم ہوا میں نے ان سب کو تیری توجہ سے بخش دیا۔

فرمایا: خدا کی قسم میں اس وقت سجدے سے سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک میرے مریدوں کو میرے ساتھ جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے گی۔

فرمایا: اگر میرا کوئی مرید مشرق میں برہنہ ہو جائے تو میں مغرب میں ہونے کے باوجود اس کو اپنے دامن میں چھپا لوں گا۔

دریافت کیا گیا: حضرت اگر کوئی شخص اپنے آپ کو آپ کا مرید کہے مگر درحقیقت اس نے آپ سے نہ بیعت کی ہو نہ خرقہ پہنا ہو کیا ہم اس کو آپ

کے مریدوں میں شمار کریں گے۔ فرمایا: ہاں کیوں نہیں جو اپنی نسبت میری طرف کریگا حق تعالیٰ اس کو قبول فرمائے گا۔ اس کے گناہ بخش دیگا۔ اور وہ میرے مریدوں میں ہی سمجھا جائے گا۔

فرمایا: ہر مسلمان جو میرے مدرسے کی طرف سے گذرا یا اُس نے میرا مُنہ دیکھا یا میرا نام سُنا اور خوش ہوُا اس پر سے تا روزِ قیامت عذاب دُور کر دیا جائیگا۔

آپ کا وصال بروایاتِ صحیح بشب شنبہ ۸ یا ۹ ربیع الثانی بعد از نمازِ عشاء ۵۶۱ھ یا ۵۶۷ھ ہجری میں ہوُا۔ بعض اہلِ تاریخ گیارہ یا تیرہ یا سترہ ماہ مذکور بیان کرتے ہیں۔ مگر صحیح ۹۔ ربیع الثانی ہی کہا جاتا ہے۔ پاک و ہند میں آپ کا سالانہ عرس مبارک ۱۱۔ کو اور بغداد میں ۱۷ کو ہوتا ہے۔ مزارِ اقدس بغداد میں مدرسہ باب الازج میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔ ہزارہا اولیاء، صلحا، علماء، و اکابر اُمت نے بارگاہِ غوثیت میں کسی نہ کسی رنگ میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے۔

کچھ فرمودات درج کیے جاتے ہیں۔

فرمودات حضرت شیخ نورالدّین ابی الحسن علی بن یوسف شطنونی رح

(صاحب بهجة الاسرار)

غَوْثُ الْوَرٰی غَیْثُ النَّدٰی نُوْرُ الْهُدٰی

بَدْرُ الدُّجٰی شَمْسُ الضُّحٰی بَلْ اَنْوَرُ

(ترجمہ) وہ مخلوق کے معین و مددگار۔ اس کے لیے بارانِ رحمت اور نُورِ ہدایت ہیں وہ تاریکیوں کے دُور کرنے والے ماہِ کامل اور روزِ روشن کے مہرِ درخشاں بلکہ اس سے بھی زیادہ روشن تر ہیں۔

قَطَعَ الْعُلُوْمَ مَعَ الْعُقُوْلِ فَاَصْبَحَتْ

اَطْوَارُهَا مِنْ دُوْنِهٖ تَتَحَيَّرُ

(ترجمہ) انہوں نے جملہ علوم کمال عقل و حکمت کے ساتھ طے کیے جن کے اشکال و مسائل ان کے حل نہ کرنے کے بغیر ورطہ حیرت میں ڈالتے ہیں۔

مَا فِیْ عُلَاہُ مَقَالَۃٌ لِمُخَالِفٍ
فَسَائِلُ الْاِجْمَاعِ فِیْہِ تُسْطَرُ

(ترجمہ) ان کے علو مرتبت کا کوئی مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ ہر کس و ناکس نے متفقہ طور پر ان کا مرتبہ تسلیم کیا ہے۔

فرمودات شیخ محمد بن سعید ذریع الزنجانی رح

(صاحب روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر)

شَہِدَتْ بِرُتْبَتِہٖ جَمِیْعُ مَشَائِخٍ
فِیْ عَصْرِہٖ کَانُوْا بِغَیْرِ تَنَاکُرٍ

تمام مشائخ زمانہ نے اُن کے رتبہ جلیلہ کی گواہی دی ہے اور اس میں کسی کو انکار نہیں۔

اِذْ قَالَ مَامُوْرًا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ
قَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَاتِ کُلِّ اَکَابِرٖ

جب آپ نے اللہ کے حکم سے کُرسی پر بیٹھ کر فرمایا میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔

فَحَنَتْ جَمِیْعُ الْاَوْلِیَاءِ رُءُوْسَہُمْ
اِجْلَالَہٗ بِبَادِیْہِمْ وَالْحَاضِرٖ

تو آپ کی عظمت کے سامنے تمام اولیاءِ کرام نے اپنے سرِ تسلیم

کردئیے۔

فرمودات حضرت خواجۂ خواجگان غریب نواز معین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

یا غوثِ معظّم نورِ ہدیٰ مختارِ نبیؐ مختارِ خدا!
سلطانِ دو عالم قطبِ علی حیران زجلالت ارض و سما

اے غوثِ معظم آپ نورِ ہدایت ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے مختار ہیں۔ آپ شاہِ دو جہاں اور قطبِ اعلیٰ ہیں اور آپ کی رفعتِ شان کو دیکھ کر زمین و آسمان متحیّر ہیں۔

در صدق ہمہ صدّیقؓ وشی در عدل عدالت چو عمرؓ
اے کانِ حیا عثمانؓ منشی مانندِ علیؓ با جود و سخا

صدق میں آپ مانندِ صدیق اکبرؓ اور عدل میں فارُوقِ اعظمؓ اور عثمان ذو النورینؓ کی طرح کانِ حیا ہیں اور آپ کی جُود و سخا شیرِ خدا علی المرتضیٰؓ کی طرح ہے۔

در بزمِ نبیؐ عالی شانی ستّارِ عیوب مریدانی
در ملکِ ولائیت سلطانی اے منبعِ فضلِ جُود و سخا

سرورِ کونین آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی بزمِ اقدس میں آپ کی شان بلند ہے۔ آپ اپنے مریدوں کے عیوب ڈھانپتے ہیں۔ اقلیمِ ولایت کے آپ فرمانروا ہیں اور فضل و سخاوت کے منبع ہیں۔

چو پائے نبیؐ شُد تاجِ سرت تاجِ ہمہ عالم شُد قدمت
اقطابِ جہاں در پیش درت افتادہ چو پیشِ شاہ گدا

جب رسُولِ پاک کا قدم مبارک آپ کے سرِ اقدس کا تاج ہے تو آپ کا قدم مُبارک تمام جہان کے سر کا تاج ہے۔ تمام عالم کے اقطاب آپ کے در پر اس طرح پڑے

ہیں جس طرح بادشاہ کے سامنے گداگر۔

گر داد مسیحؑ بمردہ رواں داری تو بدین محمدؐ جاں
ہمہ عالم محی الدّین گویاں بر حُسن و جمالت گشتہ فدا

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کیا تو آپ نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دینِ مضمحل میں جان ڈالی ہے۔ تمام دُنیا آپ کو دین کا زندہ کرنے والا کہہ رہی ہے اور آپ کے حُسن و جمال پر فدا ہے۔

فرمُودات حضرت خواجہ قطُب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

قبلۂ اہلِ صفا حضرتِ غوث الثقلینؒ
دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلینؒ

حضرت غوثِ اعظم تمام اہل اللہ کے قبلہ ہیں اور ہر جگہ حاجتمندوں کی دستگیری فرماتے ہیں۔

خاک پائے تو بود روشنیٔ اہلِ نظر،
دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلینؒ

آپ کی خاکِ پا اہل نظر کی آنکھوں کی روشنی ہے اے غوث الثقلین میری آنکھوں کو روشنی عطا کیجئے۔

فرمودات حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیریؒ

من آمدم بہ پیشِ تو سُلطانِ عاشقاں
ذاتِ تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں
در ہر دو کوُن جُز تو کسے دستگیر نیست

دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں

اے عاشقوں کے سلطان۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی ذاتِ گرامی عاشقوں کا قبلۂ ایمان ہے۔

دونوں جہان میں آپ کے سوا کوئی دستگیر نہیں ہے از راہِ کرم میرا ہاتھ پکڑیئے کہ آپ عاشقوں کی جان ہیں۔

فرمودات حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ (صاحبِ نفحات الانس)

گویم زِ کمالِ تو چہ غوث الثقلینا
محبوبِ خدا ابنِ حسنؓ آلِ حسینا
سَر بر قدمت نہادند بگفتند
تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا

اے آلِ حسینؓ، فرزندِ حسنؓ، محبوب خدا غوث الثقلین، میں آپ کے کمال کے متعلق کیا کہوں۔ سب اولیاء اللہ نے اپنا سر آپ کے قدم پر رکھا۔ اور کہا واللہ آپ کو اللہ نے یہ فضیلت عطا کی ہے۔

فرمودات حضرت سلطان العارفین سلطان باہُوؒ

شو مرید از جان باہو بالیقین
خاکپائے شاہِ میراں راس دیں

اے باہُو دین کے سردار حضرت شاہ میراں کا دل وجان اور یقین سے مرید بن جا اور اُن کی خاکِ پا ہوجا۔

شاہِ جیلانی محبوبِ سبحانی میری بانہہ پھڑ لو گھٹ کر کے ہُو
پیر جنہاندے میرانؒ باہو او کدھے لگدے تر کے ہُو

فرمودات حضرت شاہ ابُو المعالیؒ لاہوری

گر کسے واللہ بعالم از مئے عرفانی است
از طفیلِ شاہِ عبدالقادر گیلانی است

اگر کسی کو دُنیا میں شرابِ عرفان حاصل ہوئی ہے تو واللہ وہ شاہ عبدالقادر گیلانیؒ کے طفیل ملی ہے۔

فرمودات حضرت مولانا الحاج محمد امداد اللہ مہاجر مکیؒ

خداوند بحق شاہِ جیلاںؒ
محی الدّین غوث و قطبِ دوراں
بکن خالی مرا از ہر خیالے
ولیکن آنکہ زو پیداست حالے

الٰہی شاہِ جیلاںؒ محی الدین غوث و قطب زمانہ کے صدقہ مجھے ہر خیال سے خالی کر دے۔ سوائے اس حال کے جو ان کے فیض سے پیدا ہو۔

فرمودات حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ

غوثِ اعظمؒ دلیلِ راہِ یقیں — بیقین رہبرِ اکابرِ دین
اوست در جملہ اولیاء ممتاز — چوں پیغمبرؐ در انبیاء ممتاز

غوثِ اعظم راہِ یقین کی دلیل ہیں اور بلا شُبہ اکابرِ اُمت کے رہبر ہیں۔

جس طرح سرورِ کونینؐ تمام انبیاء علیہم السّلام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں اس طرح غوثِ اعظمؒ تمام اولیاء میں ممتاز ہیں۔

کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السّلام سے حضرت غوثِ اعظمؒ کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی ولی کو یہ مقام نہیں عطا کیا جو بلند مقام شیخ غوثِ اعظمؒ کو عطا فرمایا ہے اور اپنی محبّت کی چاشنی ان کو عطا فرمائی ہے جو کسی اور کو عطا نہیں کی اور فرمایا کہ حضرت غوثِ اعظمؒ احباب میں ممتاز درجہ کے مالک ہیں اور اپنے زمانہ کے غوث و قطب میں ان کا شمار تھا۔

○

آں شاہِ سرافراز کہ غوث الثقلین است

دراصل صحیح النسبین از طرفین است

از سوئے پدر تا بحسنؓ سلسلہ اوست

وزجانبِ مادر دُرِ دریائے حسین است

(جامیؒ)

شیخ المشائخ حضرت سیف الدّین عبد الوہاب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ماہِ شعبان ۵۱۲ھ کو پیدا ہوئے۔ حضور غوث اعظمؓ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت غوث اعظمؓ نے زیادہ تر تعلیم انہیں خود دی۔ پھر بلخ بخارا اور عجم کے دور و دراز ممالک میں مزید تعلیم کے لیے بھیج دیا۔ آپ سے نقل ہے کہ میں جب بلادِ عجم سے علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد بغداد واپس آیا۔ اور حضرت والدِ ماجد کی موجودگی میں وعظ کہنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت مل گئی۔ میں نے اپنے علوم کی روشنی میں وعظ کہنا شروع کیا۔ مگر کسی کے دل پر ادنیٰ رِقّت بھی طاری نہ ہوئی۔ نہ کسی کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے۔ حاضرین نے کچھ دیر بعد حضرت قبلہ والد صاحب سے وعظ کہنے کی درخواست کی۔ میں منبر سے نیچے اُتر آیا۔ اور والد صاحب منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ شجاعت صبر کی ایک گھڑی ہے۔ بس یہی کہنا تھا کہ اہلِ مجلس نے آہ و بکا شروع کیا۔ میں نے والد صاحب سے اس کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ تو اپنے نفس سے مخاطب تھا اور میں غیر سے مخاطب تھا

تقریباً بیس۲۰ سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کر لی۔ اور پھر حضور غوثِ اعظمؓ کی موجودگی میں مدرسہ میں درس دینا شروع کر دیا۔ حضور غوثِ اعظمؓ کی توجہ اور برکت سے زبردست واعظ بن گئے اور "شیریں کلام" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حضور غوث پاکؓ کے وصال کے بعد فتویٰ نویسی کا کام سنبھال لیا اور ان کے مدرسہ کے متولّی بنے۔ ہزارہا لوگوں نے آپ کے علم و فضل سے استفادہ کیا۔ نہایت حلیم الطبع اور کشادہ دست تھے

امام ذہبیؒ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حدیث بیان فرمائی۔ فتوے دیئے دیوانِ شاہی سے بھی آپ کے پاس مراسلات آیا کرتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے ادیب

اور کامل تھے۔

امام ذہبیؒ اور ابن خلیلؒ وغیرہ بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ابن الحسینؒ، ابن الرعوانیؒ اور ابو غالب بن النباؒ وغیرہ سے حدیث سُنی تھی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہہ اور زاہد تھے۔ مظلوم اور ستم رسیدہ لوگوں کی فریاد رسی کے لیے آپ خلیفۂ وقت کی طرف سے مامور تھے۔

حضرت شیخ کا وصال ۲۵ رشوال ۶۰۳ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے۔

قطعۂ تاریخِ ولادت و وصال

تاریخِ ولادت

شاہ سیف الدینؒ شہ ہر دو سرا
قاتلِ کُفار با شمشیرِ دین
سالِ تولیدش بشیر آمد عیاں
۵۱۳ھ
تاجِ حق فرما وہم مہتاب دین [1]
۵۱۳ھ ۵۱۳ھ

تاریخِ وصال

گفت سیف الدین میرِ حق فرد
۶۰۳ھ
ارتحالِ آں شہ روئے زمیں

---

[1] سفینۃ الاولیا، مصنفہ داراشکوہؒ میں تاریخ ولادت ماہ شعبان ۵۱۲ھ درج ہے۔ اور تاریخ وصال ۲۵ رشوال ۶۰۳ھ درج ہے جبکہ خزینۃ الاصفیا مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری میں سالِ ولادت ۵۱۳ھ اور سال وصال ۶۰۳ھ درج ہے۔ حیاتِ جاودانی (ترجمہ قلائد الجواہر) میں ولادت ماہ شعبان ۵۲۲ھ اور وصال ۲۵ رشعبان ۵۹۳ھ درج ہے (واللہ اعلم بالصواب)

شیخ المشائخ حضرت سیّدنا صفی الدّین ابو نصر عبدالسّلام گیلانی

(رحمۃ اللہ علیہ)

آپ کا لقب جمال الفقہاء، اور زین الصلحاء، والمحدثین تھا۔ آپ بزمانِ حضرت غوثِ صمدانی محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ شاگرد بھی انہی کے تھے۔ پھر اپنے والدِ ماجد حضرت سیّدنا عبدالوہاب گیلانی علیہ الرحمۃ سے بہرہ یاب ہوئے۔ فِقہ اپنے دادا حضور غوثِ اعظمؒ سے پڑھی۔ اپنے جدِ امجد سے حدیث سُنی اور ابوالحسن محمد بن اسحٰق بن صابیؒ اور ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن احمدؒ سے بھی حدیث سُنی۔ خود پڑھتے تھے اور اپنے خط سے لکھتے تھے۔ اور اپنے دادا کے مدرسہ میں درس دیا کرتے تھے۔ حدیث بیان کرتے اور فتوے دیتے تھے۔ چند ریاستوں کے مالک تھے۔ عمدہ روش، کثیر العلم، کثیر الحلم، پسندیدہ اخلاق، اہلِ علم اور خیر کی تعظیم کرنے والے تھے۔ اپنے قول و فعل میں ثقہ تھے۔

خلیفہ ظاہر باللہ کو بھی جناب کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔ بحر السرائر میں لکھا ہے کہ آپ کے دو صاحبزادے حضرت سیّد احمد گیلانیؒ اور حضرت سیّد حسن گیلانیؒ اور ایک صاحبزادی مسمّاۃ حضرت فاطمہؒ تھیں۔ حضرت فاطمہؒ کا کوئی فرزند نہیں ہوا۔ اسی طرح حضرت سیّد حسن گیلانیؒ بھی لاولد وصال فرما گئے۔

حضرت سیّدنا صفی الدین ابو منصور عبدالسّلام گیلانیؒ کا وصال ۳ رجب سنہ ۶۱۱ھ میں ہوا اور اُسی دن مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ المشائخ حضرت سیدنا ابو المسعود سید احمد گیلانی

(رحمۃ اللہ علیہ)

سید موصوف کا لقب علم الدین اور شیخ الشیوخ العالم تھا۔ ۵۵۸ھ میں تولد ہوئے۔ اپنے والدِ ماجد حضرت سیدنا صفی الدین عبد السلام گیلانیؒ سے تکمیل کے بعد مسندِ درس پر زینت بخش ہوئے۔ صاحب وقار تھے۔ مخلوقِ خدا کو تلقین و تربیت سے فیض یاب فرمایا۔ بعد ازاں بغداد شریف سے بوجہ فساد روانہ ہو کر روم میں سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ وہاں کی آب و ہوا مسرت بخش تھی۔ لہٰذا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ یہی دار الاقامت ہو۔ لیکن بایں وجہ متردد تھے کہ اپنے والدِ ماجد قدس سرہٗ سے بھی اگر اِذن ہو جاتا۔ تو پھر کوئی خدشہ نہ رہتا۔ اُسی وقت متوجہ الی اللہ ہوئے کہ یہ خلجان دُور ہو۔ تقدس مآب تو تھے ہی۔ زیارت سے شرفیاب ہوئے اور اجازت سے مجاز ہو کر شکر الٰہی ادا کیا۔ اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کی ولایتِ عظمیٰ و قطبیت کبریٰ کا شہرہ دُور دُور ہوا۔ خلق جوق در جوق داخلِ بیعت ہونے لگی۔ جمِ غفیر نے آپ سے بہرہ ور ہو کر طوقِ غلامی قبول کیا۔ آپ کو بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہی فرزند عطا فرمایا۔ جن کا نامِ نامی حضرت سید مسعود گیلانیؒ مشہور ہے۔ بجز اس صاحبزادے کے کوئی اولاد ذکور و اناث نہ رہی۔

وصال مبارک سنہ ۶۳۰ھ میں ہوا اور بغداد شریف میں مدفون ہوئے۔

شیخ المشائخ حضرت سیّدنا ابوالبرکات محی الدّین مسعود گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد مسعود گیلانی نام، کُنیت ابوالبرکات اور لقب محی الدّین مشہور ہے آپ نہایت فہیم اور صاحب اوصافِ جمیلہ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک صاحبزادہ عطا کیا جن کا نام سید علی گیلانی تھا جو وارثِ خاندان ہوا۔ سالِ وصال ۷۶۰ھ ہے۔ مزارِ مبارک حلب اقدس میں مرجعِ خلائق ہے۔

سر بر خطِ غوثِ اعظم آمد جانیم
کز نیم نگاہ زندہ کردہ ایمانیم
اے ساقیٔ میخانۂ اسرارِ ازل
یک قطرہ دِہ از خمکدۂ گیلانیم

(مولانا غلام قادر گرامی مرحوم)

شیخ المشائخ حضرت سیّدنا ابوالحسن ضیاء الدین علی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کُنیت ابوالحسن اور لقب ضیاء الدین تھا۔ آپ بڑے عالم، متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے فرزند حضرت سیدنا شاہ میر میراں گیلانیؒ وارثِ خاندان ہوئے۔

آپ کا وصال مبارک ۷۱۵ھ میں ہُوا۔ مزارِ مبارک حلب اقدس میں ہے

○

باعاشقاں نشین و غمِ عاشقی گزین
باہر کہ نیست عاشق کم شو باد ترین

(ترجمہ)

عاشقوں کے پاس بیٹھو اور غمِ عاشقی اختیار کرو
جو عاشق نہ ہو اس کے ساتھ یارانہ کم ہی رکھو

شیخ المشائخ حضرت
سیّدنا شاہ میر میراں گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّدنا شاہ میر میراں گیلانی علیہ الرحمۃ نہایت پارسا، جلیل القدر، ذی مراتب، اور عالی مناقب تھے۔ آپ کی کُنیت ابو محمد اور لقب سلطان المشائخ مخدوم الاولیاء تھا۔

وصال مبارک ۷۶۶ھ میں ہوا۔ روضۂ عالیہ حلب اقدس میں ہے۔

اگر نیک آیم مرا ازیشاں گیرند

ور بد باشم مرا بدیشاں بخشند

(ترجمہ)

اگر نیک ہوں تو مجھے اُن (انعام یافتہ لوگوں) میں شمار کرلیا جائے

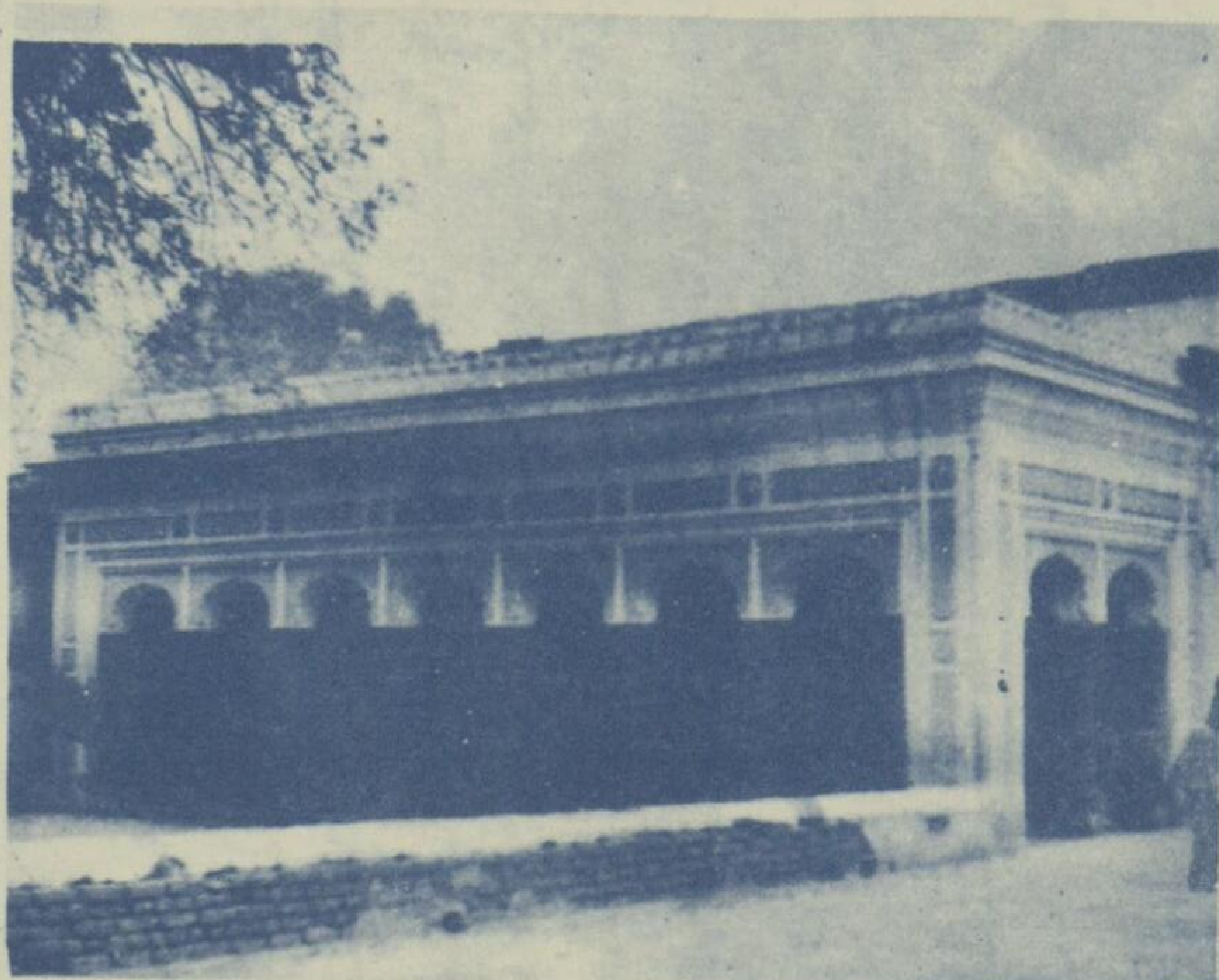
اور اگر بُرا ہوں تو مجھے اُن کے صدقہ میں بخش دیا جائے۔

شیخ المشائخ حضرت سیدنا محمد شمس الدین گیلانی حلبی رحمۃ اللہ علیہ

حضرتِ ممدوح حضرت سیدنا شاہ میر میراں گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ رشید تھے۔ بڑے جلیل القدر اور صاحبِ شان و شوکت تھے۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت محبوب سبحانی سید محمد غوث گیلانی اوچی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حلبِ اقدس میں ہوئی جہاں آپ سکونت پذیر تھے۔ حلب میں آپ نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے کمالات و کرامات کا شہرہ تھا۔

وصال سنہ ۸۳۴ھ میں حلبِ اقدس میں ہوا۔ وہیں پر مزارِ مبارک مرجع خلائق ہے۔

رشکِ شاہی ہو نہ کیوں اپنی فقیری حسرتؔ
کب سے کرتے ہیں غلامی شہِ جیلانیؓ کی



مزاراتِ مبارک

حضرت سیدنا محمد غوث گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت سیدنا شاہ مبارک
حقانی گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

اوچ شریف
(پاکستان)

شیخ المشائخ حضرت سیّدنا محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سیدنا شمس الدین گیلانی حلبیؒ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ حلب اقدس میں پیدا ہوئے۔ عین شباب میں نکل کر کئی حج کیئے۔ تمام جگہوں کی سیر کی۔ کچھ عرصہ ناگور میں رہے وہاں مسجد بنوائی۔ چندے لاہور میں رہے۔ بعدہٗ برائے زیارتِ پدر حلب پہنچے اپنے والدِ ماجد سے ایک دن عرض کی کہ میں ہندوستان میں رہنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ چندے تاخیر کر۔ آخر بعد وصالِ پدر بمقام اوچ شریف آکر مقیم ہوئے۔ اور ہدایتِ خلق میں مشغول ہوئے۔ سلطان سکندر لودھی آپ کا مرید ہوا۔ آپ کی ذات سے فیضانِ قادریہ ہندوستان میں جاری ہوا۔ ہزاروں مرید ہوئے۔ آپ شعر بھی کہتے تھے قادری تخلص تھا۔ کئی کتابیں آپ کی تصنیف ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنا کلام بغرضِ اصلاح آپ کو بھیجتے تھے۔

آپ ۸۸۷ھ ہجری میں ۴۵ سال کی عمر میں حلب سے اوچ تشریف لائے۔ ایک بار قطب الدین لنگاہ حاکمِ ملتان نے خواب میں دیکھا کہ حضور غوث الثقلینؓ فرماتے ہیں کہ تو اپنی دختر کا نکاح میرے فرزند حضرت سید محمد غوث سے کردے۔ چنانچہ حکمِ غوثیہ کی تعمیل کی گئی۔ مگر اس بی بی سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ بعدہٗ ابوالفتح حسین گاذرونیؒ کی دُختر نیک اختر سے جو کہ اوچ شریف میں مقیم تھے۔ شادی کی۔ ان بی بی صاحبہ کا نام فاطمہؒ تھا اور ان کے شکم سے سیّد عبدالقادر ثانیؒ سیّد عبداللہ ربانیؒ و سیّد شاہ مُبارک حقانیؒ اور سیّد محمد نورانیؒ اور ایک دختر پیدا ہوئیں۔

سیّد محمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ لاولد رہے۔ باقی چاروں صاحبزادگان کی اولاد قدیم اوچ میں آباد ہے۔ اور وہ آبادی اوچ گیلانیاں مشہور ہے۔

اخبار الاخیار میں حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ خلیفہ حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانیؒ نے آپ کے کلام بلاغت التزام کا ایک نمونہ درج کیا جو تبرکاً درج ہے۔

رندیم و قلندریم و چالاک | مستیم و معربدیم و بے باک
جامیم و حرامیم و بادہ | دُرّ و صدفیم و بحر و خاشاک
والی ولایت شش و پنج | حامی بلادِ فہم و ادراک
مجموعہ رازِ عالم کون | منصوبہ کُشتائے سر لولاک
بگذشتہ ز خویش بے کدورت | نگذشتہ ز عشق جوہر خاک
آئینہ صاف بے غل و غش | صافی دل و پاک رای و شکاک

گر صاف شوی و پاک دائم !
میگوئی چو قادری تو ناپاک

اور یہ شعر بھی آپ کا ہے۔

بلبل بوستان قدِ سیم | شاہباز سفید دست نئیم

آپ کا وصال اوچ میں ۹۲۳ھ میں ہوا۔ مزار پاک مرجعِ خلائق ہے۔ مزارِ پاک کے ساتھ نہایت عالی شان جامع مسجد اور لائبریری[1] ہے۔

---

[1] سجادہ نشین دربارِ قادریہ کے پاس نہایت عالی شان لائبریری ہے جس میں کئی نوادرات ہیں۔ موسیقی سپاہ گری۔ عملیات و تعویذات۔ نجوم اور آثارِ قدیمہ پر بیش قیمت مخطوطات بھی محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ خطِ کوفی میں ہرن کی کھال پر لکھا ہوا قرآنِ پاک کا نسخہ بھی موجود ہے۔



جامع مسجد

دربار حضرت سیّدنا
محمد غوث گیلانی قادری
رحمۃ اللہ علیہ

اوچ شریف (پاکستان)

شیخ المشائخ حضرت میراں سیّد شاہ مبارک حقانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سیّد محمد غوث گیلانیؒ کے فرزند ارجمند اور مرید و خلیفہ تھے۔ طبیعت پر جذب و مستی کا غلبہ تھا اور ہر وقت استغراق کی کیفیت میں رہتے تھے جب طبیعت قابو سے باہر ہوگئی تو آپ اوچ سے روانہ ہو کر لکھی جنگل میں رونق افروز ہوئے آپ کی نگاہ کی مستی کا یہ عالم تھا کہ جس پر ایک بار نظر کرتے وہ مست و بے خود ہو جاتا۔ جنگل میں قیام کے دوران میں حضرت خواجۂ بزرگ بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ خواجہ معروف چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خرقۂ ارادت و خلافت حاصل کیا۔ آپ نے خواجہ معروف چشتیؒ سے فرمایا۔ "تم سے تصوف کا ایک جدید خانوادہ پیدا ہوگا" چنانچہ قادریہ نوشاہیہ سلسلہ حضرت خواجہ معروف چشتی قادریؒ کے پوتے مرید حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا۔

حضرت سیّد میراں مبارک حقانیؒ بعدہٗ لاہور تشریف لائے اور وہیں پر وصال ہوا یہیں مدفون ہوئے مگر بعد میں حضرت شاہ معروف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے جسدِ مبارک کو لاہور سے لاکر اوچ شریف میں آپ کے والدِ ماجد حضرت بندگی محمد غوث گیلانی علیہ الرحمۃ کے احاطہ میں دفن کیا۔

وصالِ مبارک ۹۵۶ھ میں ہوا۔

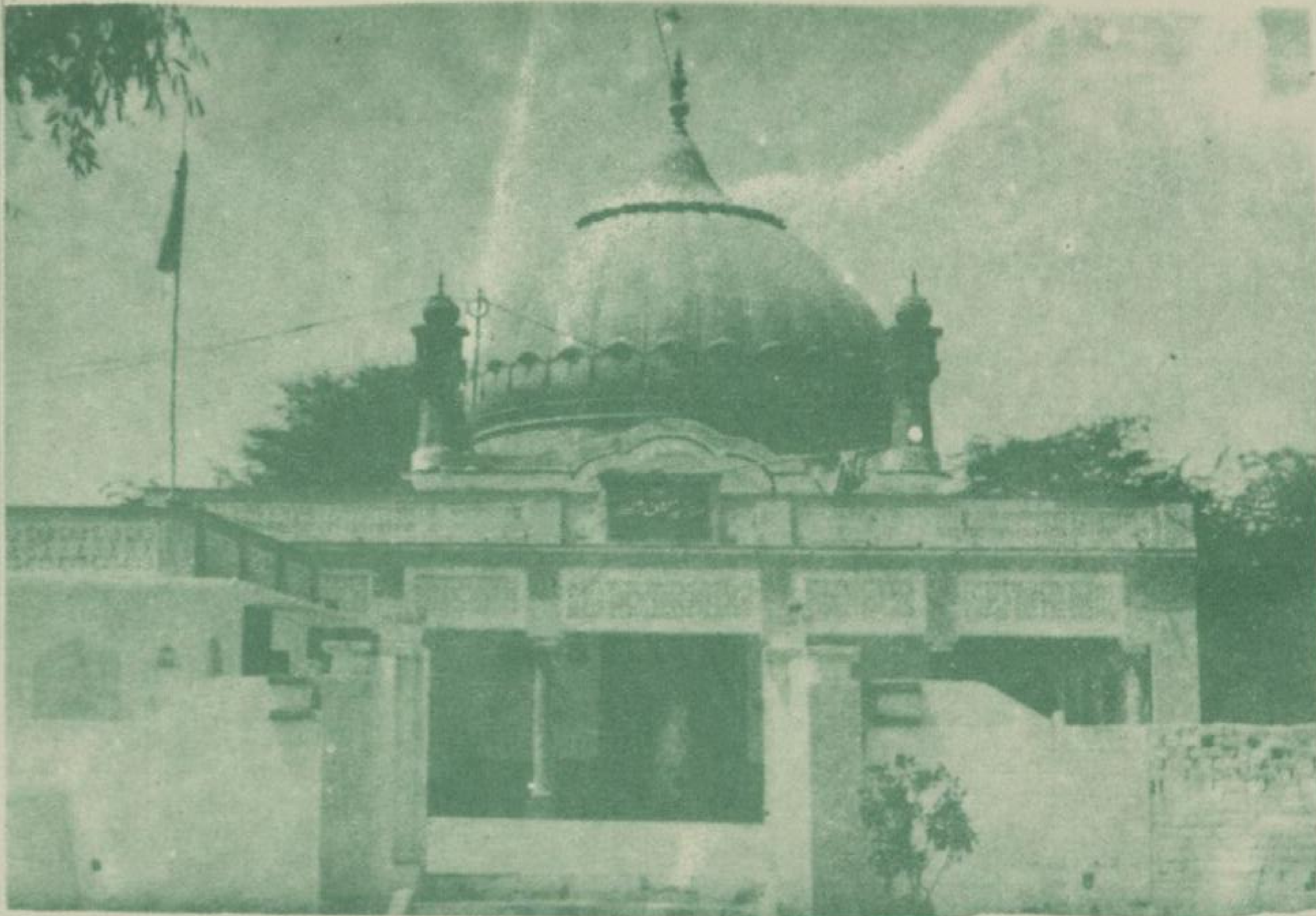
شیخ المشائخ مجمع البحرین حضرت شاہ معروف چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد غوث گیلانی اوچی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی اور خلیفہ حضرت میراں سید مبارک حقانی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر جن دنوں جذب و سُکر کی کیفیت طاری تھی اور آپ آبادی کو چھوڑ کر لکھی جنگل میں اقامت پذیر تھے تو اس زمانہ میں حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت خواجہ معروف چشتی رح اسی جنگل میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لوگوں نے منع کیا کہ آدمی کو تاب نہیں جو ان کے پاس جا سکے۔ آپ نہ مانے اور اُن کی خدمت میں پہنچ گئے۔ وہ مراقبہ میں تھے مگر نورِ باطن سے اُن کا آنا معلوم فرما کر سر اٹھایا اور متبسّم ہو کر ان کی طرف دیکھا۔ آپ نے قدموں میں سر رکھا اور تین روز بے ہوش رہے۔ جب ہوش آیا، مرید ہوئے اور تکمیلِ کارِ غوثیہ کے خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت شاہ مبارک حقانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ معروف رح کو فرمایا تھا کہ تم سے تصوّف کا ایک جدید خانوادہ پیدا ہوگا۔ چنانچہ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ سلسلہ قادریہ کی مشہور شاخ حضرت معروف چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے چلی۔

حضرت شاہ مبارک حقانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو علاقہ خوشاب رشد و ہدایت کے لیے عطا کیا جہاں آپ نے ۱۰ محرم ۹۸۷ھ کو وصال فرمایا۔

مزارِ مبارک خوشاب شریف ضلع سرگودھا میں ہے۔



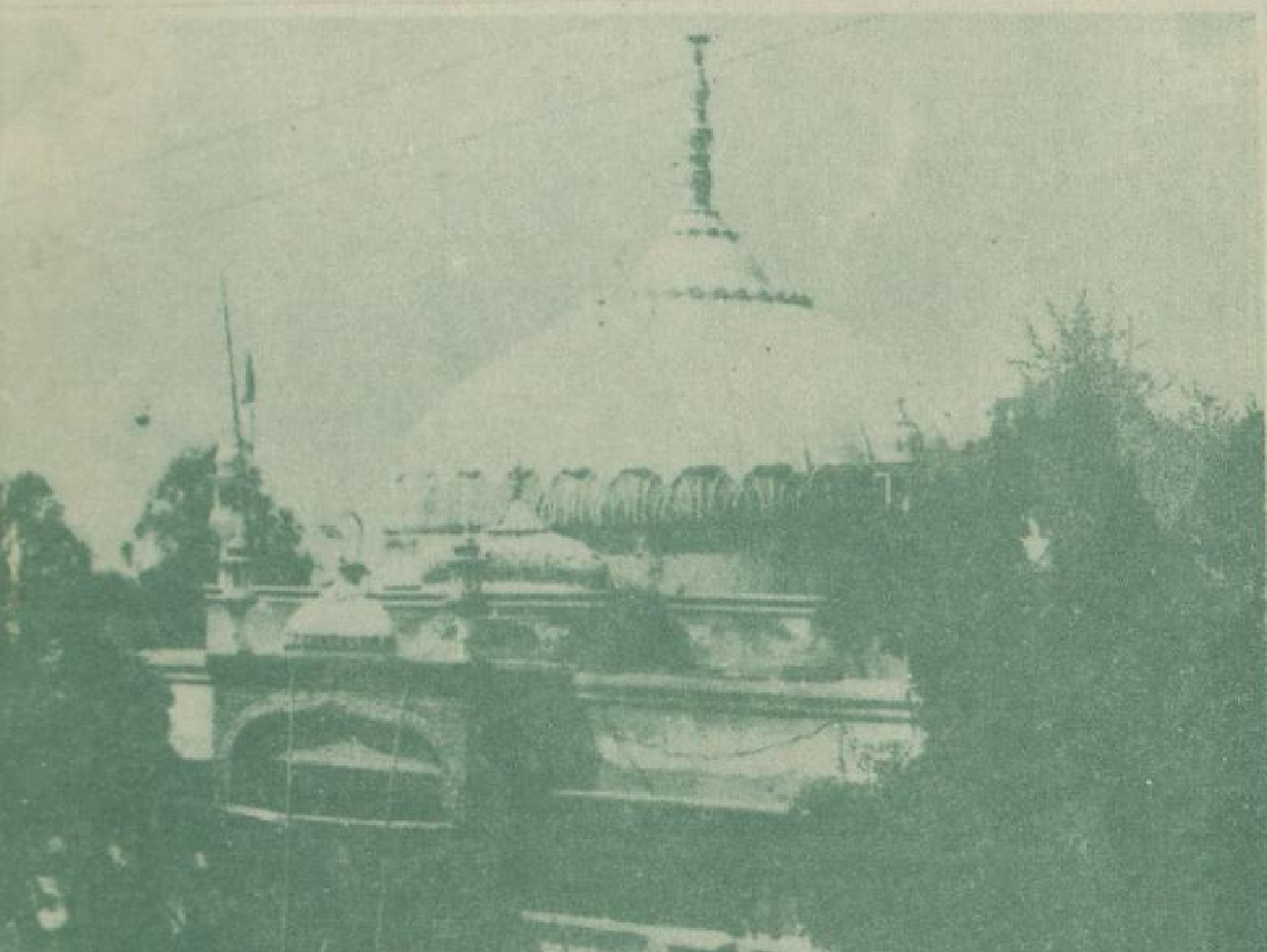
مزارِ مبارک

مجمع البحرین حضرت شاہ
معروف چشتی قادری
رحمۃ اللہ علیہ
خوشاب شریف
ضلع سرگودھا (پاکستان)

مزارِ مبارک

حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری رحمۃ اللہ علیہ

پیرانا بھلوال شریف (ضلع سرگودھا۔ پاکستان)



شیخ المشائخ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب سجادہ حضرت شاہ معروف قادری چشتی خوشابی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ سُکر و عشق و محبت میں شانِ عالی رکھتے تھے۔ صاحبِ کرامات و خوارق تھے۔ چار سال کی عمر میں حضرت شاہ معروف قادریؒ کے منظور نظر ہوئے۔ ہر وقت حالتِ سُکر میں رہتے تھے۔ ایک بار حضرت معروف قادریؒ موضع بھلوال ضلع سرگودہا میں تشریف لے جاکر میاں منگوؒ کے مکان پر شب باش ہوئے۔ وہیں شاہ سلیمان بھی کھیل رہے تھے ان کو دیکھتے ہی حضرت شاہ معروف اُٹھے اور شاہ سلیمانؒ کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا، پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: "میاں منگو یہ میری امانت ہے۔ یہ بچہ شیخ وقت ہوگا اور ہزاروں کو اس سے فیض پہنچے گا۔" حضرت شاہ معروف قادریؒ وہاں سے چلے آئے اور میاں منگوؒ والدِ شاہ سلیمانؒ، ان کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ حضرت شاہ سلیمانؒ کو لڑکپن میں بھی وجد ہو جاتا تھا۔ جب بالغ ہوئے تو حضرت شاہ معروف قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسبِ قادریہ کی تکمیل کر کے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپکو سماع میں بہت وجد ہو جاتا تھا۔ یہ چاشنی عشقِ چشتیہ کی تھی۔

مولوی کریم الدین قادریؒ لکھتے ہیں کہ جب شاہ سلیمان نوریؒ موضع منجر میں ایک موچی کے پاس قیام پذیر تھے ہر وقت مراقبہ میں رہتے تھے۔ اس موچی کا ہمسایہ مسخرہ پن کی وجہ سے آپ کی نقلیں اتارا کرتا۔ ایک بار آپ چلے جا رہے تھے وہ مذاق سے گردن جھکائے آپ کی نقلیں اتار رہا تھا۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ "فقیروں اور درویشوں کی نقلیں نہیں اتارا کرتے اس حرکت سے باز آؤ ورنہ سزا پاؤ گے۔" اُس نے گُستاخی سے کہا کہ تجھ سے مکّار فقیر میں نے بہت دیکھے ہیں۔ جا اپنا کام کر۔

آپ نے فرمایا کہ جس طرح میری عدم موجودگی میں میری نقلیں اتارتا ہے۔ میرے

روبرو بھی کر کہ میں بھی دیکھوں۔ اس نے بیباکی سے آپ کے سامنے مراقبہ کی نقل اُتاری پھر گردن اٹھائی تو نہ اُٹھی اور تا حیات کج گردن رہا۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور رہُوا۔

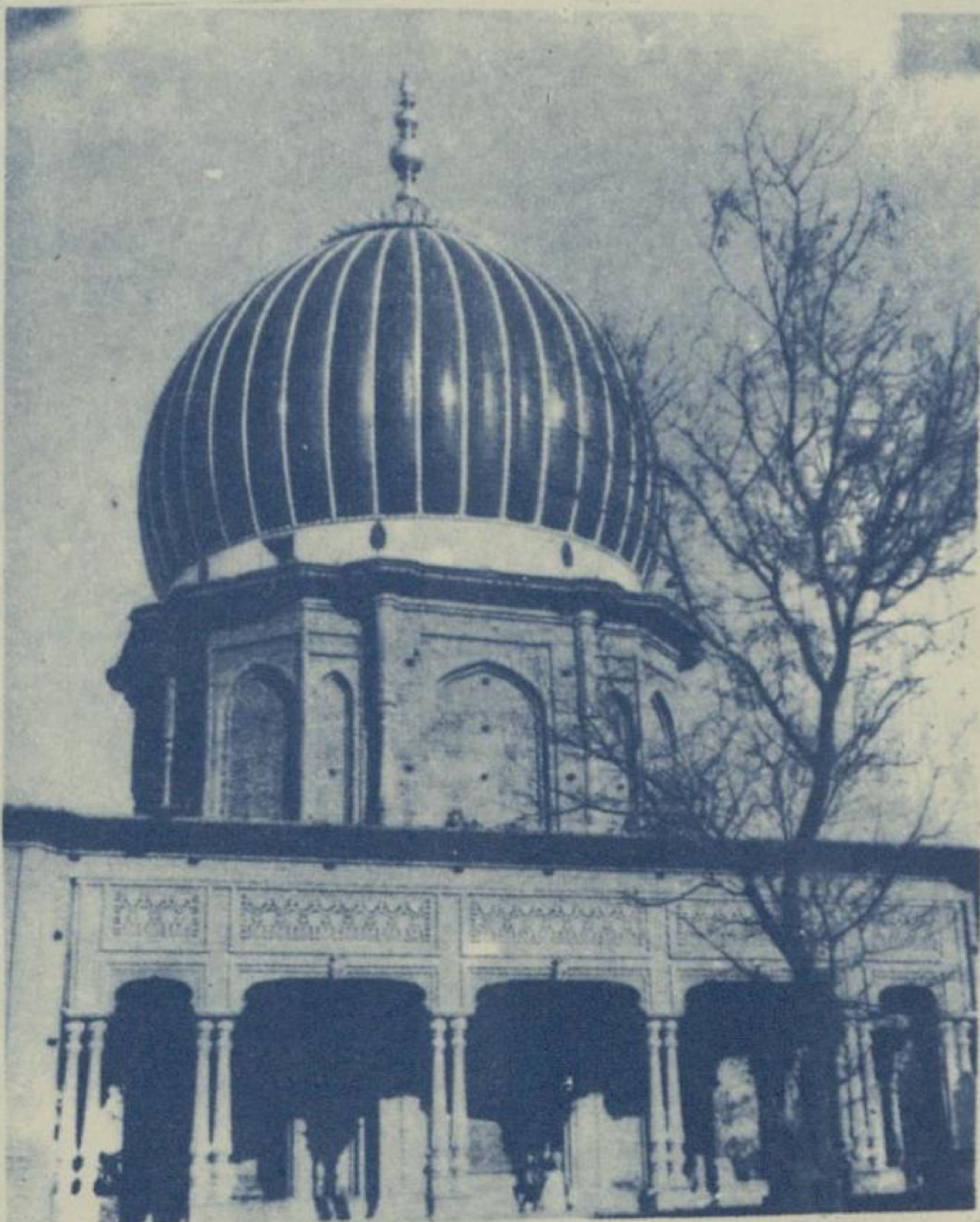
حضرت شاہ سلیمان نوری قادری علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۷ رمضان المبارک ۱۰۱۲ھ کو ہُوا۔

مزارِ مبارک پرانا بھلوال شریف ضلع سرگودھا میں مرجعِ خلائق ہے۔

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ

کافی ہیں غوثِ اعظمؒ جیلاں میرے لئے

مزارِ مبارک



حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ
رنمل شریف۔ ضلع گجرات (پاکستان)

شیخ المشائخ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نوشہ گنج بخشؒ یکم رمضان المبارک ۹۵۹ھ کو موضع گھوگانوالی، ضلع گجرات پنجاب میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی حاجی محمد تھا جو بشارتِ غیبی کی بنا پر رکھا گیا تھا۔ آپ حاجی نوشہؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوالہاشم تھی اور بھورے والا اور مجددِ اعظم آپ کے مشہور لقب تھے۔ آپ کا خاندان علم و فضل، زہد و تقویٰ، کشف و کرامات اور بزرگی میں دُور دُور تک مشہور تھا۔

حضرت نوشہ گنج بخشؒ کی ولادت سے قبل قطب الاولیا، حضرت سیّد شاہ مبارک حقانی گیلانی اُچیؒ حضرت قطب الکونین شاہ معروف نوشاہیؒ، شیخ المشائخ حضرت شاہ سلیمان نوریؒ، سید الاولیا، حضرت سیّد علاؤالدینؒ اور حضرت سیّد رحیم الدین قادریؒ جیسے جلیل القدر بزرگوں نے ان کی ولادت کی پیشگوئیاں فرمائی تھیں۔

حضرت نوشہ گنج بخشؒ مادر زاد ولی ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ کے ذہین اور قوی حافظہ کے مالک تھے۔ آپ نے تین ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

قاضی القضاۃ حضرت علامہ رضی الدین کنجاہیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے بتایا تھا کہ میں نے علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد ریاضت اور سلوک کی طرف توجہ دی تھی۔

حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے انتیس سال کی عمر میں اس عہد کے مشہور بزرگ شیخ المشائخ حضرت شاہ سلیمان نوری قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت شاہ سلیمان نوریؒ نے فرمایا کہ میں کافی عرصہ سے آپ کا منتظر تھا۔ الحمد للہ کہ آج وہ امانت میں آپ کے سپرد کر رہا ہوں جو مشائخِ عظام یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے سپرد کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت

سخی پاکؒ نے آپ کو مسنون طریقہ پر بیعت فرمایا۔ اور آپ ان کی توجہ اور برکت سے منازلِ سلوک طے کر کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔ حضرت مرزا احمد بیگ لاہوریؒ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ کی توجہ سے آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ تین ماہ کا طویل عرصہ آپ ایک ہی پہلو پر پڑے رہے اور جب آپ عالمِ سُکر سے عالمِ صحو میں آئے تو طریقت کے تمام مقامات پر آپ کو عبور ہو چکا تھا۔ آپ کی یہ ریاضت گاہ جس میں آپ تین ماہ محویت فی اللہ میں مستغرق رہے۔ روضۂ عالیہ حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ کے سامنے چشمۂ فیض سلیمانیہ کے متصل واقع ہے

وجہ تسمیہ گنج بخش

آپ چونکہ پیکرِ جود و سخا اور اسمِ پاک "الوہاب" کے مظہر تھے اس لیے بارگاہِ قدسیہ سے گنج بخش کا خطاب عطا کیا گیا۔ حضرت نوشہ کی طرح گنج بخش کا خطاب بھی آپ کو بارگاہِ خداوندی سے ملا تھا

حضرت نوشہ گنج بخش کی ذاتِ گرامی علم و فضل، زہد و ریاضت، شجاعت و تقویٰ، کشف و کرامات اور حُسنِ اخلاق کی جامع تھی۔ جو شخص ایک بار آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا، وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ قلیل مدت میں عوام الناس کے علاوہ علماء، فضلاء و شعراء اور اُمراء کی ایک کثیر جماعت آپ کے رشتۂ بیعت میں منسلک ہو گئی۔ پاک و ہند کے علاوہ کشمیر، کابل اور قندھار تک آپ کی شہرت پہنچی اور روزانہ سینکڑوں حاجت مند درگاہِ نوشاہیہ میں اکتسابِ فیض کے لیے حاضر ہونے لگے۔

آفتابِ پنجاب علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے اُستاد

حضرت ملا کمال الدین کشمیریؒ، قاضی القضاۃ علامہ رضی الدین کنجاہیؒ، قاضی خوشی محمد کنجاہیؒ، حاجی مکتب دار سیالکوٹیؒ، علامہ جمال اللہؒ۔ نواب سعد اللہ خانؒ وزیر چنیوٹی حضرت حافظ معموریؒ، مفتی نذر محمد کنجاہیؒ، علامہ ابوالبقاء میاں فرخ محمد سنبھلیؒ، قطب قندھار سید شاہ محمدؒ، قطب کابل خواجہ محمد فضیل ولیؒ، قطب کشمیر حافظ محمد طاہر کشمیریؒ، امام الاولیاء سید صالح محمد گیلانیؒ۔ میراں سید حسین بھاکریؒ۔ پیر محمد سچیار کیانیؒ۔ سید شاہ محمد شہید رہتاسیؒ، شاہ عبدالرحمن پاکؒ۔ خواجہ لال اڈیراؒ، میاں ماجھی سلطانؒ، حضرت شاہ عبداللہ عرف دُلڑ شابؒ، شاہ صدر دیوانؒ، حضرت شیخ محمد تقی مجذوبؒ، حضرت میاں محمد محسن رہتاسیؒ اور میاں شاہا پشاوریؒ جیسے نامور عالم دین اور بزرگ آپ کے حلقہ بگوش تھے۔

آپ بے حد متبع سُنّت تھے۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، سونا، جاگنا۔ وضع قطع اور لباس بالکل سُنت کے مطابق تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

"طریقۂ ما طریقۂ شریعت نبویہ ست"

حضرت نوشہ گنج بخش غیر شرع فقیروں کی سختی سے تردید کرتے تھے اور ایسے جھوٹے مدعیان ولایت سے جو اتباعِ شریعت کو ملحوظ نہ رکھتے تھے۔ آپ کو سخت نفرت تھی۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے۔

ے سچی شرع رسول دی غیر شرع سب جھوٹھے
نوشہ کہے غیر شرع نوں نہیں خیر وچہ ٹھوٹھے

حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے ہاتھ پر لاکھوں غیر مسلم مسلمان ہوئے۔ آپؒ کی تبلیغی سرگرمیوں اور مساعی کا اعتراف غیر مسلم مؤرخین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ پروفیسر تھامسن آرنلڈ لکھتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر دو لاکھ غیر مسلم مسلمان ہوئے

مفتی غلام سرور لاہوری نے لکھا ہے کہ حافظ محمد طاہر کشمیری جو اسلام

چھوڑ کر فقرائے ہنود میں داخل ہو گئے تھے۔ حضرت نوشہ پاکؒ کی توجہ سے مشرّف بہ اسلام ہوئے اور طریقت کے بلند مقام پر پہنچے۔

آپ نے ہندوؤں کی ہدایت کے لیے ہندی بھاشا میں اسلام کی صداقت، عظمت اور حقانیت پر کافی اشعار لکھے ہیں۔

آپ کا کلام ایم اے پنجابی، پنجاب یونیورسٹی لاہور کے کورس میں شامل ہے آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ تفصیل کے لیے نوشہ گنج بخش اور نوشہ پیر مؤلفہ سیّد ابوالکمال برق نوشاہی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مجدّد اعظم نوشہ گنج بخش قدس سرہٗ نے مورخہ ۵ ربیع الاوّل ۱۰۶۴ھ کو وصال فرمایا۔

قطعہ تاریخ وصال حضرت حاجی محمّد نوشہ گنج بخشؒ

ازابوالکمال برق قادری نوشاہی ڈوگہ ضلع گجرات

سیّد السادات فخرِ اولیاء

قطبِ عالم شاہِ نوشہ مقتداء

آں مجدّدِ اعظم و نوشاہِ دیں

ہست در بزمِ صفا بالا نشین

مخزنِ برکاتِ آلِ مصطفےٰ

شیرِ بیشۂ طریقِ مرتضےٰ

ہادیٔ حق ناصرِ دینِ متیں

حجۃ اللہ بود اندر عالمین

داد حق او را بعالم سروری

اوست فخرِ خاندانِ قادری

قبلۂ دیں والیٔ رنمل پاک
خادمانش اند چوں سچیار رح و پاک رح
سالِ وصلش جُست چوں برقِ حزیں
گفت ہاتف "رحلتِ نوشاہِ دیں"

۱۰۶۴ھ

آپ کا مزارِ اقدس موضع رنمل شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں واقع ہے۔

○

غوث پاک رح نے راہاں عرفان دیاں
معرفت دے راہیاں نوں بخشیاں نے
اِک دو دی گل نہیں رہی صائم
نوشاہیاں نوشاہیاں نوں بخشیاں نے

(صائم چشتی)

○

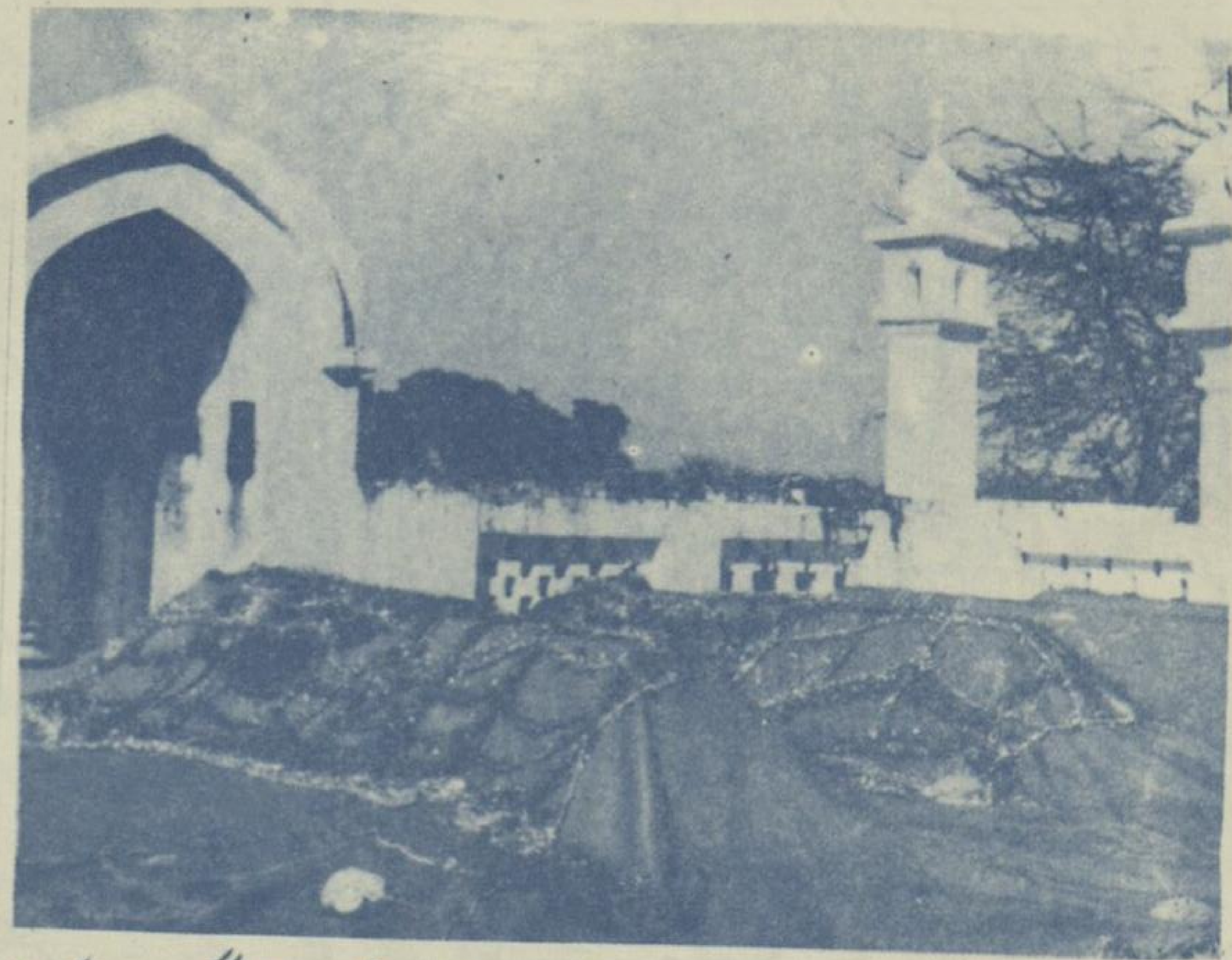
شیخ المشائخ حضرت پیر محمد سچیار قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نامِ نامی پیر محمد، خطاب سچیار اور لقب کمبل پوش تھا۔ قوم گکھڑ سے تھے آپ کا سلسلۂ نسب کیانی سلاطین سے ملتا ہے، جو ملک ایران پر حکمران گزرے ہیں۔ آپ کا وطن موضع نڑالی، تحصیل گوجر خاں ضلع راولپنڈی تھا۔ گیارھویں صدی ہجری کے آغاز میں آپ پیدا ہوئے ابھی خوردسال ہی تھے کہ والد صاحب نے ایک قومی جنگ میں شہادت پائی۔ والدہ صاحبہ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔

سنِ تمیز کو پہنچتے ہی جاذبۂ الٰہی نے کشش کی تو آپ نے وطن کو خیرباد کہہ کر سیر و سیاحت میں قدم رکھا۔ آپ جستجوئے شیخ کامل میں موضع چک منجو میں حضرت شاہ بھولا رح کے پاس پہنچے جو باکمال صاحبِ باطن بزرگ تھے اور بیعت کی درخواست کی۔ انہوں نے آپ کے اشتیاقِ قلبی اور استعدادِ بلند کو دیکھ کر فرمایا۔ "اے عزیز آپ جیسے بلند ہمت طالب کے لیے کوئی عالی بارگاہ چاہیئے اگر گوہرِ مقصود پانے کا ارادہ ہے تو امام اہلِ توحید، سائرِ میدانِ تجرید، سلطان العارفین واقفِ رموزِ علم الیقین حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ کی جنابِ فیض انتساب میں جاؤ۔"

آپ کو حضرت نوشہ پاک رح کا اسمِ گرامی سنتے ہی ایک خاص لذّت محسوس ہوئی۔ چنانچہ آپ دربارِ گوہر بارِ حضرت نوشہ گنج بخش رح میں حاضر ہوئے۔ حضرت نوشہ پیر رح حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ سے اجازت لے کر اندر داخل ہوئے اور شرفِ قدمبوسی سے مشرّف ہوئے۔ حضرت سرکار نوشہ پیر رح نے فرمایا۔ "میاں پیر محمد مدّت سے ہم کو تمہارا انتظار تھا۔ الحمد للہ کہ آج

مزار مبارک



حضرت پیر محمد سچیار قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ نوشہرہ شریف ضلع گجرات (پاکستان)

تم آگئے "۔ حضرت نوشہ پیرؒ نے آپ کو اپنی بیعت سے مشرف فرمایا اور ایک ہی نگاہ سے مقاماتِ علیا پر فائز کر دیا۔ نیز فرمایا کہ میاں پیر محمدؒ جو کچھ تمہارا حصّہ تھا تم کو دے دیا ہے اب تم نوشہرہ مُغلاں میں جاکر سکونت اختیار کرو۔ اور وہاں کی ولایت تمہارے سپرد کردی ہے وہاں جاکر لوگوں کو ہدایت کرو اور تبلیغ اسلام میں کوشش کرو۔

آپ کے فائز المرام ہونے کے بعد حضرت نوشہ گنج بخشؒ نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ آپ اکثر دریائے چناب کے کنارے پر بیٹھ کر یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن ایک بھٹیارن نے عرض کی کہ یا قبلہؒ آپ سارا دن دھوپ میں بیٹھے رہتے ہیں اگر حکم ہو تو کوئی جھونپڑی بنا دی جائے۔ اس مائی کے ہاتھ میں گُڈھنی (وہ لکڑی جس سے تنور میں آگ کو ہلاتے ہیں اور لکڑیاں جھونکتے ہیں) تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لکڑی مجھے دے دو۔ چنانچہ وہ لکڑی لے کر زمین میں گاڑ دی وہ سرس کے درخت کی تھی بحکم الٰہی اسی وقت سرسبز ہوگئی اور آپ پر سایہ کر دیا۔ وہ درخت تا دیر رہا۔ حق تعالیٰ نے اس میں تاثیر رکھدی تھی کہ بخار، اٹھرا، ڈبہ وغیرہ امراضِ اطفال کے لیے لوگ اس کے پتے لے جاتے اور شفا پاتے۔ وہ درخت ۱۸۹۱ء میں دریائے چناب کی طغیانی میں دریا بُرد ہوگیا۔

آپ زندگی کی تمام ضروریات میں اسوۂ حسنہ نبوی کا پورا پورا اتباع فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ بحالتِ استغراق آپ کا زانو ننگا ہوگیا۔ افاقہ ہونے پر آپ نے یاروں کو سخت ملامت کی کہ تم نے میرا زانو کیوں نہ ڈھانپ دیا۔ اگر کوئی شخص غیر راسخ دیکھ پاتا تو ہمارے فعل کی دلیل لے کر شریعت سے متزلزل ہو جاتا۔

آپ ہمیشہ اپنے یاروں کو فرماتے کہ اے میرے دوستو خلافِ شرع ہو کر ہمارے خاندان کو بدنام مت کرو۔ جو شخص غیر شرع ہوگا وہ قربِ خداوندی سے محروم ہوگا

آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا جن کی تفصیل اذکار الابرار میں درج ہے۔

ایک مرتبہ آپ بغرضِ سیر لاہور تشریف لے گئے۔ بزرگوں کی زیارت کرتے ہوئے حضرت میاں میر قادریؒ کی محفلِ اقدس میں حاضر ہوئے ــــ درویشوں کا مجمع تھا۔ شہزادہ داراشکوہ بھی وہاں حاضر تھا۔ آپ سیاہ کمبل اوڑھے اپنا حال چھپائے وہاں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے تبسّم فرمایا۔ حاضرین نے اس بات کو خلافِ ادب سمجھ کر ہنسنے کی وجہ پُوچھی تو حضرت میاں میرؒ نے فرمایا کہ آج جشنِ نوروز ہے اور قلعہ دہلی میں شادیانے گائے جا رہے ہیں۔ یہ فقیر اس کو دیکھ کر ہنسا ہے۔ داراشکوہ نے عرض کیا یا قبلہ ہم کو بھی یہ منظر دکھائیں۔ حضرت میاں میرؒ نے فرمایا کہ ہم میں اتنی طاقت نہیں۔ اگر اس کمبل پوش کو کہو تو شاید دکھا دے۔ داراشکوہ نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا تو آپ نے نعرہ لگایا "یا گنج بخش" اسی وقت تمام حاضرین کی آنکھوں سے پردہ اُٹھ گیا اور سب نے قلعۂ دہلی معہ ہجومِ خلائق بچشمِ خود دیکھا۔

آپ کی عمر مبارک ایک سَو سال سے زائد تھی۔ آخری ایام میں اسہال کی تکلیف ہوگئی تھی۔ وصال سے کئی روز پہلے فرمایا کہ مجھے آخری سفر درپیش ہے میرے یار جلدی جلدی آکر فیض حاصل کریں۔ چنانچہ کئی دوست حاضرِ خدمت ہو کر فیض یاب ہوئے۔

آخر آپ نے کئی خلفاء کی موجودگی میں بتاریخ ۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۱۲۰ھ

وصال فرمایا۔

قطعہ تاریخ

جنابِ فیض عالم پیر سچیار
بصدق و راستی صدیق فی الغار
بعالم فیضِ شاں نزدیک ہم دُور
وجودِ پاک شاں نورٌ علےٰ نور
منوّر، ہمچو خورشیدِ درخشاں
مقدس ذاتِ شاں چوں ماہِ تاباں
شدہ در غرب چوں خورشید انور
زخورشید، آمدہ تاریخ اظہر
۱۱۲۰ھ

مزار پاک نوشہرہ شریف ضلع گجرات میں ہے۔

شیخ المشائخ حضرت بخت جمال قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصلی وطن موضع چوپالہ ضلع گجرات تھا۔ دن رات حضرت پیر محمد سچیار رحؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہتے۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے کمال مہربانی سے خطاب "تیر انداز" سے مخاطب فرما کر دریائے راوی کی طرف جانے کا حکم دیا۔ آپ حسب الارشاد وہاں کنارہٗ دریا پر جا کر یادِ خدا میں مشغول ہو گئے۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبّت جاگزین ہوئی۔ مویشی چرانے والے لڑکے اپنے گھروں سے ٹکڑے لے آتے، آپ ان سے گزارہ کرتے۔ ایک مرتبہ دریائے راوی میں سخت طغیانی آئی۔ پانی کناروں سے باہر چڑھ آیا۔ گرد و نواح کے دیہات کا بہت نقصان ہوا لوگوں نے خیال کیا کہ آج وہ فقیر دریا میں بہہ گیا ہوگا۔ جب جا کر دیکھا تو آپ صحیح سلامت بیٹھے تھے۔ البتہ اُن کے گرد ایک دائرہ کھینچا تھا جس کے اندر پانی کا قطرہ تک نہیں آیا۔

ایک روز آپ نے حضرت سچیار رحؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں غریب زمیندار ہوں، مجھ پر مہربانی ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو روحانی بیماریوں کا طبیب کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ ایسے ہی ہوئے اور اکثر لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

ایک روز کوئی آدمی چاول اور شکر آپ کو دے گیا کہ پکاؤ اور کھاؤ۔ لیکن یادِ الٰہی سے اتنی فرصت کہاں تھی کہ پکاتے۔ وہ چیزیں ویسے ہی پڑی رہیں۔ دوسرے دن ایک پیرمرد بمعہ تین حاجی مردوں کے آیا اور کچھ کھانے کو مانگا۔ آپ نے وہ چاول اور شکر ان کو دے دیئے وہ کھا کر چل دیئے۔ اس پیرمرد نے کہا کہ شاباش تُو نے ہماری لاج رکھ لی۔ یہ کہہ کر غائب ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور وہ تینوں آدمی ہمارے پیرانِ عظام میں سے تھے۔

ایک زمیندار کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جو گونگا اور بہرہ تھا۔ والدین نے اس کے

بہت علاج کیے مگر کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ انہوں نے سُنا کہ جو شخص حضرت پیر محمد سچیارؒ کے مزار پر حاضر ہو وہ کبھی خالی نہیں گیا۔ چنانچہ وہ لڑکے کو لے کر دربارِ اقدس پہ آیا۔ عُرس کا دن تھا۔ حضرت کے خلفا، حضرت میاں میہوںؒ۔ میاں شہمیر قلندرؒ۔ حافظ قائم الدین برقندازؒ۔ شاہ مراد شرقپوریؒ۔ خواجہ بخت جمال تیراندازؒ صاحبان حاضر تھے۔ اُن سے عرض کیا گیا کہ اس لڑکے کے لیے دُعا فرمائیں۔ چنانچہ سب یار مل کر تربتِ سچیار پیرؒ پر گئے اور دعا فرمائی۔ مجلسِ سماع بھی وہاں شروع تھی۔ عام درویشوں کو وجد و ذوق ہُوا۔ اس لڑکے پر بھی حالتِ وجد طاری ہوئی۔ دیر تک محو و سرمست رہا۔ جب اُسے افاقہ ہُوا تو بالکل تندرست تھا۔ سب لوگ یہ عظیم الشان تصرّف دیکھ کر متعجب ہوئے اور اس سے پوچھا کہ یہ زبان تجھ کو کس نے دی۔ اُس نے کہا جب مجھے وجد ہُوا تو میں نے دیکھا کہ مزار شریف شق ہو گیا اور اس میں سے ایک ضعیف العمر بزرگ جو نہایت نورانی شکل تھے ظاہر ہوئے اور مجھے فرمایا تو بولتا کیوں نہیں اور کیوں نہیں سُنتا۔ اُسی وقت میرا بہرہ پن اور گونگا پن جاتا رہا۔ بعد ازاں وہ لڑکا حضرت خواجہ بخت جمال تیرانداز کا مرید ہُوا۔

حضرت خواجہ بخت جمال قادریؒ کا روضۂ مبارک جھنگی شریف ضلع گورداسپور (بھارت) میں ہے۔ سالِ وصال اور تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔

شیخ المشائخ حضرت بابا ماہی شاہ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سرکار سخت جمال تیر انداز رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء عظام میں تھے۔ صاحبِ ارشاد، نیک طینت، زاہد اور پرہیزگار تھے۔ اہلِ ذکر و فکر و مشاہدہ تھے۔ بے شمار لوگ آپ کی سرکار سے فیض یاب ہوئے۔ آپ مستجاب الدعوات، صاحبِ تصرف اور ولیٔ کامل تھے۔ بے شمار کرامات کا ظہور آپ کی ذاتِ گرامی سے ہوا۔ حضرت شاہ نور جمال اپنی زندگی میں بابا ماہی شاہؒ سے ملاقات کے لیے گئے۔

آپ کے تین مشہور خلفائ تھے۔ حضرت بابا دارے شاہ قادری نوشاہیؒ۔ ان کا مزار جھنگی بابا دارے شاہؒ نزد مقصود پور ریاست کپورتھلہ میں ہے۔ ریاست کے نواب نے آپ کے مزارِ مبارک کے لیے بہت جائداد وقف کر رکھی تھی۔ ان کی اولاد میں سے کوئی صاحبِ ولایت نہیں ہوا۔

آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت بابا ماہی شاہؒ کی اولاد میں سے تھے ان سے بھی آگے کوئی سلسلہ جاری نہیں ہوا۔

آپ کے تیسرے خلیفہ حضرت سید حفیظ علی شاہ بخاری قادری نوشاہیؒ تھے۔ جو میانی شریف افغاناں کے رہنے والے تھے۔ ان سے آگے سلسلہ جاری ہوا جن کا ذکر اگلے صفحات میں درج ہے۔

آپ کا روضہ مبارک جھنگی بابا ماہی شاہؒ ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے اپنے مزار کا نقشہ گنبدِ خضرا مدینہ طیبہ کی طرز پر بنوایا تھا۔ معماروں کو وہیں بیٹھے بیٹھے تین مرتبہ روضۃ الرسولؐ کی زیارت کروا دی تھی تاکہ نقشہ پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔

شیخ المشائخ

حضرت سیّدنا حفیظ علی شاہ بخاری قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو حضرت بابا ماہی شاہ قادری علیہ الرحمۃ سے خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔ آپ اپنے مرشدِ پاک کا بے حد احترام کرتے تھے۔ آپ نے تمام عمر سوتے جاگتے کبھی جھنگی شریف بابا ماہی شاہ رح کی طرف پُشت نہیں کی۔ جب کبھی آپ اپنے مُرشد پاک کی زیارت کے لیے جھنگی شریف جاتے تو واپسی پر اُلٹے پاؤں واپس ہوتے تھے کہ مرشدِ پاک رح کے مقامِ رہائش کی طرف پُشت نہ ہو۔ میانی شریف افغاناں سے جھنگی شریف بابا ماہی شاہ علیہ الرحمۃ کا فاصلہ تقریباً ۸ میل ہے۔

حضرت بابا ماہی شاہ قادری علیہ الرحمۃ کے تین خلفاء مشہور تھے۔ دو قوم ارائیں سے تھے اور ایک آپ جنابؒ تھے۔ دربار بابا ماہی شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار کے لیے ۳۶-ایکڑ اراضی مختص تھی۔ اس میں سے بارہ بارہ ایکڑ اراضی کی پیداوار ہر خلیفہ کو پہنچتی تھی۔

ایک مرتبہ کمہار گدھوں پر دربار شریف کی زمین سے آپ کے حصہ کی جنس لے کر آئے۔ آپ کمہاروں کے لیے گھر روٹی لینے کے لیے آئے اور اس دوران میں بارش آگئی۔ بارش رُکنے پر جب آپ کھانا لے کر اپنے حجرے میں پہنچے تو دیکھا کہ تمام گدھے بارش سے بچنے کے لیے حجرے میں جمع ہیں اور اپنے پیشاب اور لید سے حجرہ کو ناپاک کر رہے ہیں۔ آپ اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے کہ مالِ دنیا کی وجہ سے اللہ رب العزت کی جگہ کی بے حرمتی ہوئی۔ آپ نے اسی وقت اپنے حصہ کی زمین سے دست برداری کا پروانہ لکھ دیا اور انہی کمہاروں کے ہاتھ دربار شریف بھجوا دیا کہ دوسرے خلفاء آپس میں تقسیم کر لیں۔ اس کے علاوہ اپنی اسی ۸۰ گھماؤں زمین بھی راہِ خدا میں لکھ دی اور تمام عمر دنیاوی لالچ سے بے نیاز رہے۔

آپ اصحابِ زُہد و ریاضت اور اربابِ سخاوت و شجاعت سے تھے ۔ سادات صحیح النسب میں سے تھے ۔ صائم الدہر، قائم اللیل اور اہلِ شریعت و طریقت تھے۔ نمازِ باجماعت کے سختی سے پابند تھے اور کوئی بات خلافِ شرع پسند نہ فرماتے تھے ۔

آپ کا مزارِ مبارک محلہ دائرہ خاکی شاہ میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیارپور (بھارت) میں مسجد کے صحن میں ہے۔

مدحِ غوثِ پاکؓ

فرزندِ نبیؐ فاطمہؓ را نورُالعین
لختِ جگرِ شہنشہِ بدر و حنین
دلہا پابوس قطبِ ربّانی را
سلطان الاولیاء غوث الثقلینؒ

(مولانا غلام قادر گرامی مرحوم)

شیخ المشائخ حضرت سیدنا امیر شاہ گیلانی قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت سیدنا حفیظ علی بخاری قادری علیہ الرحمۃ کے داماد اور خلیفہ تھے۔ آپ کا لباس ایک چادر کا احرام تھا۔ سر پر چہار ترکی ٹوپی بر رنگِ سفید پہنتے تھے۔ تمام دن جنگلوں میں محوِ عبادت رہتے تھے۔ ایک گائے اور بکری رکھی ہوئی تھی۔ ان کو ساتھ جنگل میں لے جا کر چرنے کے لیے چھوڑ دیتے تھے اور واپسی پر ان کو ساتھ لے آتے۔ تمام عمر کبھی آپ نے گائے کا دودھ یا مکھن لسی استعمال نہ کی۔ مائی صاحبہ نے ایک دن عرض کیا کہ آپ گائے پر اتنی محنت کرتے ہیں مگر آپ نے کبھی اس کا دودھ یا مکھن لسی استعمال نہ کیا۔

آپ نے ہنس کر فرمایا:۔

مکھن مکریاں چھاہ مولانیاں ‏ ‏ ‏ پانی اوہناں جنہاں رب پچھانیاں

آپ سیدِ عالی نسب، ہادیٔ دینِ متین اور مسند آرائے شرعِ رسولِ امین تھے۔ شب بیدار تھے۔ تمام عمر عبادات اور اورادِ مسنونہ پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ اسوۂ حسنہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دلدادہ تھے اور اپنے اسلافِ کرام کی طرح تبلیغ میں تمام عمر مصروف رہے۔ توحید کی رنگت سے آپ کا چہرہ نورٌ علیٰ نور تھا۔ طالبانِ اہلِ ارادت کی مشکلات آپ کی وجہ سے آسان ہوتی تھیں۔ نہایت فیاض، جواد، سخی، علم دوست اور علماء فضلا کے قدر دان تھے۔ حضرت سیدنا غلام مرتضیٰ گیلانی علیہ الرحمۃ ان کے وصال کے بعد ان کی جگہ امورِ دینی و دنیوی میں ان کے جانشین ہوئے۔

آپ نے ۱۳۱۰ھ میں وصال فرمایا اور قبرستان میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں مدفون ہوئے۔

شیخ المشائخ قطب عالم حضرت سیّدنا غلام مرتضٰی گیلانی

قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت قبلہ پیر امیر شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے بڑے صاجزادے اور خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت مولانا مولوی امیرالدین علیہ الرحمۃ اور مولانا مولوی نور احمد علیہ الرحمۃ کے درس میانی شریف افغاناں سے دینی تعلیم حاصل کی۔

جب انگریزوں نے سکھوں کے خلاف جنگ کے لیے جبری بھرتی شروع کی تو آپ دو تین ساتھیوں کے ہمراہ رات کے وقت قصبہ سے نکل گئے اور دو دن رات کے سفر کے بعد لاہور کی تحصیل چونیاں میں پہنچے۔ سب ساتھی بھوکے تھے۔ شام کا وقت تھا کہ آپ چند دیہاتیوں کے پاس پہنچے جو کھیتوں میں نلائی (گوڈی) کر رہے تھے ان سے کہا کہ ہم مسافر ہیں اور کھانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے کھیتوں میں ہمارے ساتھ کام کریں ہم سب کو روٹی کھلا دیں گے۔ چنانچہ آپ اور سب ساتھی نلائی میں مصروف ہو گئے اور جب فارغ ہوئے تو ایک کسان گھر سے روٹی لے کر آ گیا۔ سب کو کھانے کے لیے دی اور کہا کہ روزانہ کام کرو گے تو روزانہ روٹی مل جایا کرے گی۔ کھیتوں میں کام کرنے سے آپ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔

آپ صبح کی نماز کے بعد گاؤں کا جائزہ لینے کے لیے نکلے تو ایک طرف سے بچّوں کے پڑھنے کی آواز آئی آپ اُسی طرف تشریف لے گئے۔ اور دیکھا کہ ایک مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہے۔ آپ وہاں جاکر خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گئے۔ جب مولوی صاحب فارغ ہوئے تو آپ نے اُن سے کہا کہ آپ مجھے بچّوں کو پڑھانے کے لیے اپنا معاون رکھ لیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے آپ کا امتحان لیا، جس میں آپ کامیاب ہوئے تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں گاؤں والوں سے مشورہ

کہ کہ آپکو بتاؤں گا۔ چنانچہ شام کو اہلِ دیہہ کی منظوری کے بعد آپ کو تین روپے ماہوار پر مولوی صاحب نے اپنا نائب مدرس رکھ لیا جبکہ مولوی صاحب کی تنخواہ چار روپے ماہوار تھی۔ آپ نے چونیاں میں اٹھائیس سال تعلیم دی اور مولوی صاحب کی وفات کے بعد آپ اس درس کے مدرس اعلیٰ بھی رہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں مولوی صاحب جیسا متبحر عالم نہیں دیکھا۔

بعد میں آپ لاہور تشریف لے گئے وہاں پر ایک مطبع میں بطور کاتب چار آنے روزانہ پر ملازم ہو گئے۔ ایک دن ایک شخص نے آپ کی کتابت دیکھی اور کہا کہ آپ ناحق یہاں وقت ضائع کرتے ہیں۔ یہاں سے کام چھوڑ دیں۔ اور پرائیویٹ کام شروع کریں میں آپ کو کام لاکر دیا کروں گا۔ آپ نے پرائیویٹ کام شروع کیا تو روزانہ سوا روپیہ کمانے لگے۔ آپ نے لاہور میں ۳۱ سال کتابت کا کام کیا۔ آپ کچھ عرصہ منشی نولکشور کے مطبع میں بھی بطور ہیڈ کاتب رہے۔

مدت کے بعد آپ واپس وطن کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں موضع رائے پور میں جمعہ کا دن آگیا۔ آپ نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے وہاں رُک گئے۔ آپ نہایت نفیس طبع اور خوبصورت بزرگ تھے۔ ولایت آپ کے چہرۂ مبارک سے عیاں تھی۔ لوگوں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی نورانی صورت سے متاثر ہو کر نمازِ جمعہ کے وعظ اور امامت کے لیے درخواست کی۔ آپ نے وہاں پر وعظ فرمایا اور نمازِ جمعہ کی امامت فرمائی۔ آپ نہایت خوش الحان تھے۔ نماز میں قرأت سُننے والے سب وجد میں آگئے۔ نماز سے فارغ ہو کر اہلِ قصبہ نے اصرار کیا کہ آپ جامع مسجد کی خطابت اور امامت قبول فرمائیں

آپ وہاں سے میانی شریف افغاناں تشریف لائے اور والدین سے اجازت سے لے کر موضع رائے پور تشریف لے گئے۔ رائے پور کے اکثر راجپوتوں

نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی

آپ مثنوی مولانا رومؒ کے بھی حافظ تھے۔ اور مثنوی شریف اس خوش الحانی سے پڑھتے تھے کہ سامعین جھوم جھوم اُٹھتے۔ آپ نے موضع رائے پور میں رشد و ہدایت کی شمع ۲۶ برس تک روشن رکھی۔

آپ اپنے وقت کے بہت اُونچے طبیبِ رُوحانی و جسمانی تھے۔ آپ سے متعدد حکماء اور علماء نے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ عربی اور فارسی زبان میں طب پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کو سات زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ یعنی آپ ہفت زبان تھے۔ آپ نے عربی، فارسی، اُردو، پنجابی، سنسکرت اور بھاشا زبانوں میں علمِ طب، علم نجوم و جفر، صرف و نحو، موسیقی اور مسائلِ فقہ و فقر پر کئی کتابیں بقلم خود لکھیں۔ جب ۱۹۴۷ء کے فسادات میں آپ کے خاندان کے لوگ میانی شریف افغاناں سے ہجرت کر کے پاکستان کی طرف آنے لگے تو ایک گڈا آپ کے لکھے ہوئے قلمی نسخوں کا بھر گیا تھا۔ راستے میں بیاس کے مقام پر سکھوں کے حملہ کی وجہ سے قافلہ تتر بتر ہو گیا۔ اور لوگ بمشکل جانیں بچا سکے۔ اس افراتفری کے عالم میں خاندانِ گیلانیہ میانی شریف کا تمام علمی اثاثہ ضائع ہو گیا۔ صرف علم نجوم و جفر، تعویذات اور علمِ طب کی چند کتابیں نیز پنجسورہ شریف کے چند نسخے اور وہ کتابیں جو پہلے سے سرکار مجمع البحرین سیدنا فتح محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے پاس پاکستان میں موجود تھیں۔ بطور یادگار بچیں۔ اب یہ کتب راقم کے پاس بطور تبرک موجود ہیں۔ کیونکہ سرکار مجمع البحرین علیہ الرحمۃ نے یہ کتب اپنی زندگی میں راقم کو عطا فرما دی تھیں۔ البتہ مثنوی رمز العشق کا ایک قلمی نسخہ سید غلام حسن گیلانی ساکن شاہکوٹ کے پاس بھی ہے۔

نمونہ تحریر حضرت سیّد غلام مرتضیٰ علی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝
خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝
وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا ۝
وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ مَآ
اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ مَآ اَصْحٰبُ
الْمَشْئَمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ
الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّ
لِيْنَ ۝ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْ
ضُوْنَةٍ ۝ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ يَطُوْفُ

آپ صاحبِ وجد و سماع تھے، ایک مرتبہ رات کے وقت اپنے مکان کی چھت پر محوِ عبادت تھے کہ دُور کھیتوں سے بنسری کی آواز آپ کے کانوں میں پڑی۔ آپ نے عشقِ الٰہی میں سرمست ہو کر چھت سے چھلانگ لگائی اور نیچے کُود گئے اور پھر اسی سرمستی میں دوبارہ جست لگا کر چھت پر پہنچ گئے۔

آدم پور کے رہنے والے دو اشخاص (یہ دونوں سرکارؒ کے مرید تھے) حج پر تشریف لے گئے۔ اِن دونوں نے اور دوسرے بہت سے جاننے والوں نے آپ کو ایامِ حج میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں نے آپ سے ملاقات کی حالانکہ آپ حج کو تشریف نہیں لے گئے تھے۔

آپ کے بچپن کے چار دوست تھے جو چار یار کے نام سے مشہور تھے ان کے نام مولوی فیروزالدین صاحب، شیر محمد خان پٹھان، مولوی محمد الدّین صاحب اور اللہ دتہ صاحب درزی تھے۔

آپ ایک دن میانی شریف تشریف لائے تو اِن چاروں یاروں نے کہا۔ کہ ہم آپ کو بہت یاد کرتے تھے اور آپ سے ملنے کو بہت دل چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں جھوٹ بولتے ہو، تم نے مجھے کب یاد کیا۔ میں تو خود ملنے چلا آیا ہوں۔ مگر انہوں نے کہا۔ سرکار ہم تو آپ کو بہت یاد کرتے رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اب میں آپ کو یاد کروں گا۔ چنانچہ آپ واپس رائے پور پہنچے اور گھر میں اطلاع دی کہ جب چار یار یہاں پہنچیں تو اُن سے کہیں کہ میں ساتھ والے گاؤں میں ہوں۔ آپ رائے پور سے روانہ ہوئے تو چاروں یار پہنچ گئے۔ ان کو آپ کا پیغام دیا گیا تو وہ آپ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ آپ دوسرے گاؤں میں بھی پیغام دے کر تیسرے گاؤں روانہ ہو گئے اس طرح آپ نے ان کو اپنے پیچھے نو گاؤں میں پھرایا اور پھر ہنس کر فرمایا

کہ مجھے تم لوگوں پر ترس آگیا۔ ورنہ بتاتا کہ کس طرح یاد کیا جاتا ہے۔ ان چاروں یاروں نے بتایا کہ سرکار کے جانے کے بعد ہمارے دلوں میں سرکار کو ملنے کے لیے اس قدر کشش پیدا ہوئی کہ ہم بے اختیار آپ کے پیچھے پیچھے پھرتے رہے۔

آپ زبدۃ العارفین، عمدۃ السالکین، سلطان ملکِ طریقت، دریائے حقیقت، پیرِ جہاں، دستگیرِ مریداں، عارف باللہ اور واصل الی اللہ تھے۔

علومِ ظاہری و باطنی سے خوب واقف تھے۔ ہر دم یادِ خدا میں مشغول اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ نمازِ باجماعت کے سختی سے پابند تھے۔ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ خلقِ خدا آپ سے فیض یاب ہوتی تھی۔ آپ ایک نگاہ سے طالب کو مدارج علیا پر فائز کر دیتے۔ آپ محبتِ ایزدی سے معمور تھے۔

آپ نہایت خوبصورت تھے گویا کہ یوسف ثانی تھے۔ مزاج شریف بہت نازک تھا۔ لمبا چغہ پہنتے تھے۔ سرِ اقدس پر لسوڑیا رنگ کی دستار پہنتے تھے۔

آپ سُنتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے زبردست پیروکار تھے۔ اکثر فرمایا کرتے:

؎ جس کو ناہیں شرع گواہ | اس کو جانو تم گمراہ
؎ جس کو ناہیں شرع آئین | اس کو جانو تم بے دین
؎ خلافِ پیمبر کسے راہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وصالِ مبارک:۔ آپ کا وصالِ مبارک کا واقعہ یوں ہے کہ آپ نے بذریعہ خطوط اپنے تمام رشتہ داروں کو موضع رائے پور اپنے مکان پر بلوالیا۔ حضرت مجمع البحرین سرکار سیدنا فتح محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ بھی میانی شریف فیصل آباد سے تشریف لے گئے۔ جب سب عزیز و اقارب پہنچ گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ اور چارپائی پر لیٹ گئے۔ جمعہ کا روز تھا۔ جمعہ کی اذان کی آواز آنے لگی تو آپ نے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نام مبارک پر دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ اذان ختم ہونے پر دُعا مانگی اور چہرۂ مبارک اپنے ہاتھ سے چادر سے ڈھانپ لیا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا الیہ راجعُون۔

موضع رائے پور کے عقیدتمندوں اور مریدوں نے آپ کو آپ کے مکان میں دفن کرنے کا فیصلہ کر لیا اور سب تیاریاں مکمل کر لیں۔ اُدھر آپ کے عزیز و اقارب آپ کو میانی شریف افغاناں لے جانا چاہتے تھے۔ اس موضوع پر کافی بحث و تمحیص جاری تھی کہ آپ کی وصیت دیکھی گئی جس میں آپ نے لکھا تھا کہ مجھے میرے والدِ محترم سرکار امیر شاہ گیلانی رحؒ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وصیت کے مطابق جسدِ مبارک کو میانی شریف لا کر قبرستان میں آپ کے والدِ محترم رحؒ کے پاس دفن کیا گیا۔

آپ کے خلفاء میں سے چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ جن کا تذکرہ آئندہ صفحات میں مختصراً درج کیا جاتا ہے

۱۔ حضرت سیدنا بابا علی اکبر شاہ گیلانی شہید رحمۃ اللہ علیہ

میانی شریف افغاناں (بھارت)

۲۔ حضرت سیدنا غلام مصطفٰے گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

میانی شریف افغاناں (بھارت)

۳۔ حضرت سیدنا محمد غنی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

میانی شریف افغاناں (بھارت)

۴۔ حضرت سیدنا مخدوم باباجی محمد علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

میانی شریف ۲۷۲ ر ب فیصل آباد

۵۔ حضرت سرکار مجمع البحرین سیدنا فتح محمد شاہ گیلانی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

میانی شریف ۲۴۷ ر ب۔ فیصل آباد

۶- حضرت سیدنا ڈاکٹر محمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بڑا قبرستان نزد زرعی یونیورسٹی۔ فیصل آباد

ذکرِ خلفاء

①

حضرت سیّدنا بابا علی اکبر شاہ گیلانی شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت قبلہ سخی جیون شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے فرزند اور حضرت قطب عالم سیّدنا غلام مرتضیٰ گیلانی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔

لباس نہایت سادہ اور سفید رنگ کا ہوتا تھا۔ سرِ اقدس پر سفید رنگ کا بہت بڑا عمامہ باندھتے تھے۔ درِ اقدس پر ہر وقت حاجت مندوں کا ہجوم رہتا تھا۔ آپ نے اپنی رہائش گاہ واقع میانی شریف افغاناں (بھارت) میں مسجد تعمیر کروائی تھی جس میں نماز باجماعت کا باقاعدہ انتظام تھا۔ لنگر میں بُھنا گوشت ملتا تھا۔ جنّات اور آسیب وغیرہ آپ کا نام سنتے ہی رفوچکر ہوجاتے تھے۔ آپ آخری عمر میں زیارتِ حرمین شریف و حج سے مشرّف ہوئے

سنہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے موقع پر بلوائیوں نے حملہ کر کے آپ کو کُلّے گاؤں کے قریب شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ حملہ کے بعد کُلّے گاؤں کے جاٹوں نے آپ کی میّت کو جھنگی شریف بابا ماہی شاہ علیہ الرحمۃ لے جاکر دربار شریف کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

آپ لاولد تھے۔

(۲)

حضرت قبلہ سیّدنا غلام مصطفےٰ گیلانی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت قبلہ امیر شاہ گیلانیؒ کے فرزند اور اپنے بڑے بھائی حضرت قطب عالم سیّدنا غلام مرتضیٰ گیلانی قادریؒ کے خلیفہ تھے۔ شروع میں آزاد خیال تھے مگر بعد میں اپنے بڑے بھائی حضرت قبلہ عالمؒ کی نظر کیمیا اثر سے تائب ہو کر خلافت کے عہدہ پر فائز المرام ہوئے۔ محلہ دائرہ خاکی شاہ میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیارپور (بھارت)، کی مسجد کی امامت آپ کے سپرد تھی۔

آپ کی وفات پر جب آپ کے جسدِ خاکی کو غسل دے دیا گیا اور نماز جنازہ کے لیے جنازہ تیار ہو گیا تو مولوی میاں فیروزالدین صاحب خطیب جامع مسجد میانی شریف افغاناں اور میاں امیراحمد صاحب خطیب مسجد بارہ دری میانی شریف افغاناں ایک دوسرے کو نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کہنے لگے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد تالاب والی کے اندر سے ایک نہایت نورانی صورت بزرگ جنہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، شلوار ٹخنوں سے اُوپر تھی اور سر پر بھی سفید رومال تھا، نکلے۔ آکر سیدھے امام کی جگہ کھڑے ہو گئے اور نماز جنازہ پڑھا کر واپس مسجد میں تشریف لے گئے۔ یہ بزرگ پہلے کسی نے نہ دیکھے تھے اس لیے کچھ لوگ ان کے پیچھے زیارت و مصافحہ کے لیے مسجد میں دوڑے گئے مگر وہ مسجد میں کہیں نظر نہ آئے۔ حضرت کے جنازہ میں بے شمار لوگ اردگرد کے دیہات سے شرکت کے لیے آئے تھے۔

آپ کے دو صاحبزادے سیّد عبدالعزیز شاہ گیلانی اور سیّد غلام حسن شاہ گیلانی ہیں۔

سیّد عبدالعزیز گیلانی نے یزمان منڈی بہاولپور میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔ ان کے سات بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہوئیں۔

بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ سیّد رشید الحسن گیلانی	شاہکوٹ
۲۔ سیّد شبیر الحسن گیلانی	ایڈووکیٹ فیصل آباد
۳ ڈاکٹر سیّد واجد علی گیلانی	شاہکوٹ
۴۔ ڈاکٹر سیّد محمد جمیل اختر گیلانی	مغلپورہ لاہور
۵۔ سیّد رضا حسن گیلانی	مغلپورہ لاہور
۶۔ سیّد منوّر گیلانی	یزمان منڈی
۷۔ سیّد زبیر گیلانی	یزمان منڈی

فرزند دوم حضرت سیّد غلام حسن گیلانی اپنے تایا محترم حضرت قبلۂ عالم سیّدنا غلام مرتضیٰ گیلانی قادریؒ کے مرید ہیں اور اس وقت شاہکوٹ ضلع شیخوپورہ میں مقیم ہیں۔ ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیّد محمد امین شاہ گیلانی	مرحوم
۲۔ سیّد ارشاد الحسن گیلانی	شاہکوٹ
۳۔ سیّد وقار الحسن گیلانی	شاہکوٹ

۳

حضرت سیّدنا محمد غنی شاہ گیلانی شہید قادریؒ

آپ حضرت سیّدنا نبی بخش گیلانیؒ خلف سیّدنا سخی جیون شاہ کے صاحبزادے تھے اور حضرت قبلہ عالم سیدنا غلام مرتضےٰ گیلانی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ بہت جلالی طبیعت رکھتے تھے۔ جب کبھی بازار میں تشریف لے جاتے تھے تو مُنہ پر پلّو ڈال لیتے تھے اور راستہ میں اِدھر اُدھر بالکل نظر نہ کرتے تھے آپ کے فرزندوں میں سیّد زاہد حسین گیلانی قلندر بہت مشہور گذرے ہیں۔ لوگ ان کو اپنے بچے بطور نذر دیتے تھے۔ ان میں سے سائیں صدقی اور سائیں پپیہ جو کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات سے بچ کر پاکستان پہنچے تھے۔ راقم نے دیکھے ہیں قلندر صاحبؒ کا قیام کلّے گاؤں کے قریب تھے۔

۱۹۴۷ء کے غدر میں سیدنا علی اکبر شاہ گیلانی۔ سیّد محمد غنی شاہ گیلانی سیّد خادم حسین شاہ گیلانی خلف سید محمد غنی شاہ گیلانی اور سید زاہد حسین شاہ گیلانی قلندر خلف سیّد محمد غنی شاہ گیلانی جب کُوچ کر کے میانی شریف سے کُلّے گاؤں کے قریب پہنچے تو وہاں پر بلوائیوں نے حملہ کر کے تمام کو شہید کر دیا۔ بعد میں معلوم ہُوا کہ کُلّے گاؤں کے جاٹوں نے تمام سادات کی میّتوں کو جھنگی شریف بابا ماہی شاہ قادری علیہ الرحمۃ لے جاکر دفن کر دیا۔ وہیں پر آپ کے مزارات ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت سیدنا محمد غنی شاہ گیلانیؒ کی اولاد میں سے اس وقت سیّد محمد حسین شاہ گیلانی موجود ہیں جو قیام پاکستان سے قبل ہی اپنی معاش کے سلسلہ میں سکھّر میں مقیم تھے۔ ان کی شادی اپنی پھوپھی کی لڑکی سے ہوئی جن کے بطن سے دو صاجزادے سیّد زاہد حسین گیلانی اور سیّد شاہد حسین گیلانی ہیں اور دو صاجزادیاں سیّدہ کوثر گیلانی اور سیّدہ نزہت گیلانی ہیں۔

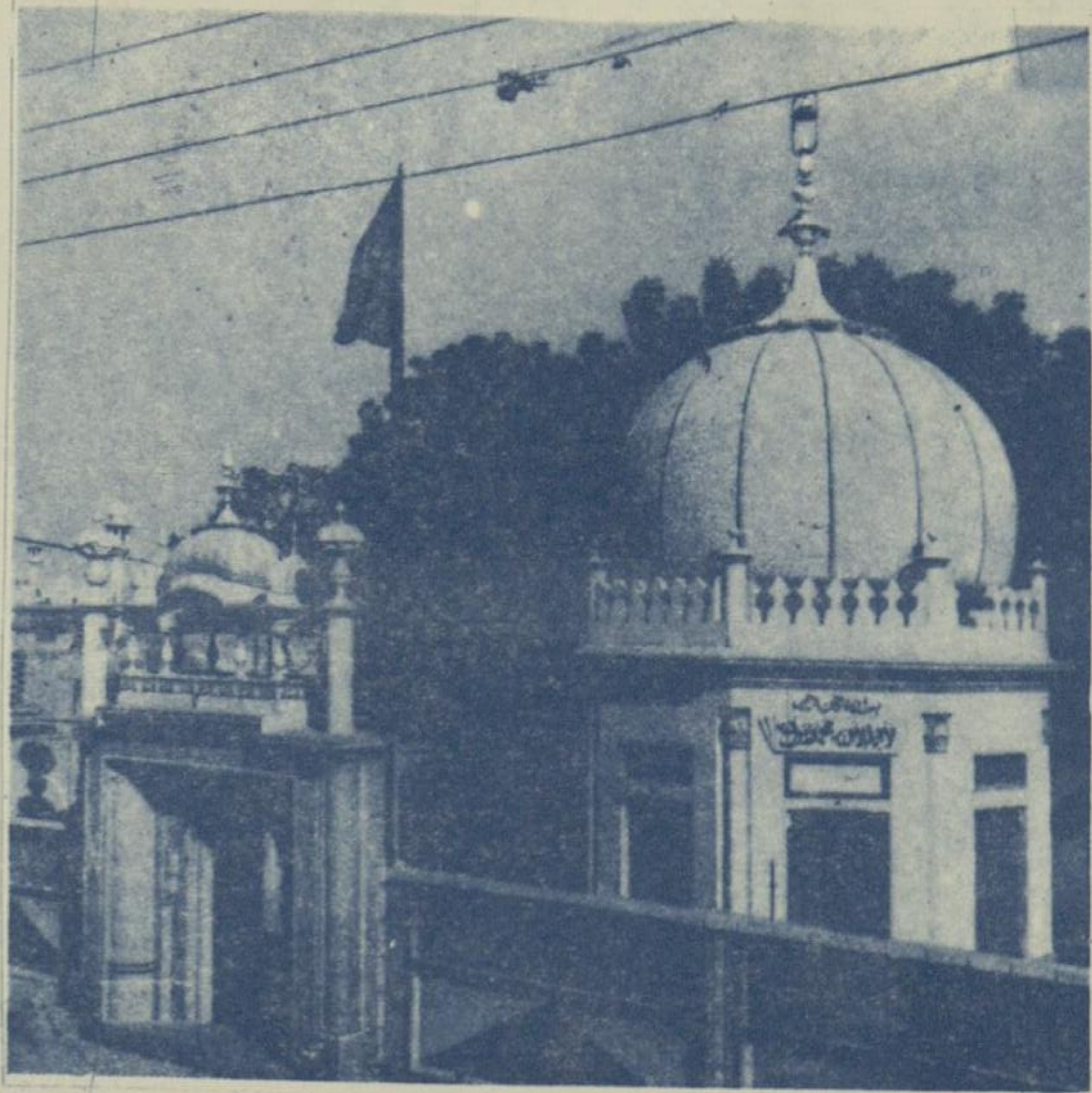
(۴)

شیخ المشائخ مخدوم حضرت سیدنا باباجی محمد علی شاہ گیلانی

قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت سیدنا غلام مرتضیٰ گیلانی علیہ الرحمۃ کے خلفائے عظام میں سے تھے آپ کی ولادتِ باسعادت میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں ہوئی آپ کے والدِ گرامی حضرت سیدنا سخی جیون[۱] شاہ گیلانی رح اپنے وقت کے بہت بڑے ولی گزرے ہیں۔ تمام عمر پیشہ کاشتکاری سے منسلک رہے۔

۱؎ حضرت سخی جیون شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کا مزار میانی افغاناں کے قصبہ میں سید علی اکبر شاہ گیلانی شہید رح کی مسجد کے پاس واقع ہے۔ الحاج سید عباس حیدر شاہ گیلانی کو انقلاب ۱۹۴۷ء کے کچھ عرصہ بعد ایک شخص نے میانی افغاناں سے خط لکھا کہ ہم آپ کے بزرگوں کی شان میں ایک گستاخی کر کے مصیبت میں گرفتار ہیں۔ آپ میانی افغاناں تشریف لا کر ازراہِ خدا ہماری امداد فرمائیں۔ چنانچہ آپ بسلسلہ زیارات جب بھارت گئے اور میانی افغاناں پہنچے تو پتہ چلا کہ حضرت سخی جیون شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کی قبر مبارک کو توڑ کر ہموار کرنے والے کچھ لوگ مفلوج ہو گئے ہیں اور کسی کام کاج کے قابل نہیں رہے۔ اُن سب نے مل کر سید عباس حیدر شاہ سے عرض کیا کہ آپ اس سلسلہ میں ہماری امداد فرمائیں اور صاحبِ مزار بزرگ سے ہمیں معافی دلوا دیں ہم آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کریں گے۔ چنانچہ سید عباس حیدر گیلانی بتلاتے ہیں کہ میں نے وضو کر کے درود شریف پڑھ کر اُکھڑی ہوئی اینٹ اٹھا کر دوبارہ قبر مبارک میں لگا دی اور ان کے لیے معافی چاہی تو اُسی وقت وہ سب لوگ ٹھیک ہو گئے۔ اب باقاعدہ مزار مبارک پر دیا جلاتے ہیں اور چادر چڑھا رکھی ہے اور اس جگہ کو متبرک جانتے ہیں۔



آستانہ مُبارک

مخدوم حضرت سیّدنا
باباجی محمد علی شاہ گیلانی
قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ

میانی شریف
ضلع فیصل آباد

۔جب ضلع فیصل آباد کی آباد کاری کا کام شروع ہوا تو میانی افغاناں کے زمینداروں (ارائیں اور کمبوہ) نے حصولِ زمین کے لیے "بار" کا رُخ کیا۔آپ بھی ان زمینداروں کے ہمراہ میانی شریف افغاناں سے فیصل آباد تشریف لائے۔چونکہ میانی شریف افغاناں میں موروثی زمین اتنی نہ رہی تھی جو بڑھتے ہوئے کُنبوں کے لیے خود کفیل ہوتی۔

چک نمبر ۲۴۷ ر ب تحصیل و ضلع فیصل آباد میں زمینیں الاٹ کر دی گئیں اور اس چک کا نام بھی میانی رکھا گیا۔اُس وقت سادات ہوشیار پور کو اگرچہ وہ اپنی ملکیتی زمینیں کاشت کرتے تھے انگریز حکومت غیر کاشتکار تصوّر کرتی تھی۔ اس بنا پر ضلع فیصل آباد میں زمین الاٹ کروانے کے سلسلہ میں دشواری پیش آئی لہٰذا آپ نے واپس ہوشیار پور جانے کا ارادہ کیا۔(بعد میں حکومت کے ایک اعلان کے مطابق ساداتِ ہوشیار پور کو کاشتکار تسلیم کر لیا گیا) اس وقت کے مال افسر راجہ اورنگ زیب نے حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کو مشورہ دیا کہ آپ سادات کے علاوہ کوئی اَور ذات لکھوا دیں میں آپ کو زمین الاٹ کر دیتا ہوں (جیسا کہ بعض سادات نے اعوان بن کر زمینیں حاصل کیں) مگر حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرا نسب اس دنیاوی جائیداد سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ میں نسب بیچ کر زمین نہیں لینا چاہتا۔"

گاؤں والوں نے مشترکہ طور پر دو مربع زمین گذر اوقات کے لیے فراہم کر کے حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کو یہاں گاؤں میں قیام کرنے پر راضی کر لیا۔اس طرح یہ بستی خاندانِ ساداتِ گیلانیہ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئی

شادی:۔ آپ کی شادی حضرت قبلہ سیدنا امیر علی شاہ گیلانی قادری کی صاحبزادی

اور آپ کے مُرشد حضرت قبلہ عالم سیدنا غلام مرتضیٰ گیلانی کی ہمشیرہ صاحبہ حضرت فاطمہ بی بی سے ہوئی۔ موصوفہ نہایت نفیس طبع عالمہ اور قاریہ تھیں۔ ہر وقت باوضو رہتیں اور شب بیدار تھیں۔ گاؤں کی بچیوں کو قرآن پاک پڑھاتی تھیں اور مسائل فقہ کی تعلیم دیتی تھیں۔ آپ کے اپنے بچوں نے بھی قرآن پاک آپ سے ہی پڑھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے مجمع البحرین سیدنا فتح محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ ہمیشہ پیران کلیر حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر علیہ الرحمۃ کے عُرس مبارک پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عُرس کے موقع پر نمازِ عشاء کی امامت فرمائی۔ قرآنِ پاک کی قرأت ایسی خوش الحانی سے کی کہ نماز کے بعد مخلوق زیارت و مصافحہ کے لیے ٹوٹ پڑی۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے کس قاری سے قرأت سیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے قرآن پاک کی قرأت اپنی والدہ ماجدہ سے سیکھی ہے۔ اس کے بعد ہر نماز کے وقت آپ کو امامت کے لیے کھڑا کیا جاتا اور آپ وہاں "پیر پنجابی" کے لقب سے مشہور رہتے۔ یہ سلسلہ کئی سال تک چلتا رہا۔

حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ نے بڑی جانفشانی سے کام کیا۔ بچوں کو اعلیٰ تربیت اور انہیں دینی اور دنیاوی تعلیم دلوائی۔ جب سب بچے برسرِ روزگار ہو گئے تو آپ نے گاؤں والوں کی زمین واپس کر دی اور بقیہ تمام عمر یادِ الٰہی میں گذار دی۔

آپ نہایت زاہد، متقی، پرہیز گار اور جفاکش تھے۔ علم دوست اور صاحبِ شریعت و طریقت تھے۔ عمر بھر نہ تو آپ سے کبھی نماز ہی قضا ہوئی اور نہ ہی فرائض کو بغیر جماعت کے ادا کیا۔

اہلِ دیہہ آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ راہ چلتے ہوئے لوگ راستہ چھوڑ کر ایک طرف احتراماً کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب تک آپ گذر نہ جاتے راہ پر نہ آتے تھے۔

طبیعت نہایت خلیق تھی۔ نورانی چہرہ پر ہر وقت تبسم رہتا تھا۔ آپ کو کبھی غصہ نہ آتا تھا۔ ہر چھوٹے بڑے سے نہایت شفقت سے پیش آتے۔ ہر کوئی سمجھتا کہ آپ مجھے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

منشی امیر دین مرحوم فرماتے تھے کہ میں نے جب حضور غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضؓ کے حالاتِ زندگی اور حلیہ مبارک پڑھا تو مجھے بعینہٖ حضرت قبلہ باباجی اس صورت میں نظر آئے۔ آپ شکل و صورت۔ عادات و خصائل میں اپنے جدّ کے مشابہ تھے۔

کرامات

آپ سے بے شمار کرامات منسوب ہیں :۔

(۱)

ایک مرتبہ آپ اور آپ کے بڑے صاحبزادے مجمع البحرین حضرت سیّدنا فتح محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ بڑی مسجد کے باہر بڑ کے درخت کے نیچے قیلولہ فرما رہے تھے کہ آپ نے صاحبزادہ صاحب کو جگا کر فرمایا کہ بڑ کے پتّوں کی طرف دیکھو۔ صاحبزادہ صاحب نے دیکھا کہ تمام پتّوں پر جلی حروف میں کلمہ طیّبہ لکھا ہوا ہے۔

(۲)

سانپ کا آپ کے مزار کا طواف کرنا

مولوی محمد اسماعیل صاحب کمبوہ مرحوم ہمیشہ باباجی علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کی جاروب کشی کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ صفائی کے لیے دربارِ عالیہ کے صحن میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک سانپ باہر سے اندر داخل ہوا۔ مولوی صاحب ڈر کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ سانپ دربار عالیہ کی سیڑھیوں پر چڑھا۔ اور وہاں اُس نے اپنی کینچلی (کُنج) اُتاری۔ پھر دربار شریف کے اندر داخل ہو کر قبر مبارک کا طواف کرنے لگا۔ پھر باہر نکل کر کھیتوں کی جانب چلا گیا۔ مولوی صاحب نے وہ کینچلی لا کر حضرت

مجمع البحرین علیہ الرحمۃ کو دکھائی اور تمام واقعہ بیان کیا۔ وہ کینچلی کافی عرصہ تک ایک بوتل میں رکھی رہی۔ ایک دن حضرت قبلہ مجمع البحرین علیہ الرحمۃ نے راقم کو فرمایا کہ بمعہ بوتل اس کینچلی کو زمین میں دفن کر دو۔ جو کہ حسب الحکم زمین میں دفن کر دی گئی۔

(۳)

جنّات کا آپ کا حُکم ماننا

ایک مرتبہ آپ تہجّد کی نماز کے لیے مسجد میں آگئے تو آپ نے دیکھا کہ چوہدری غلام محمد صاحب کمبوہ نمبردار باہر صحن میں کھڑے سردی میں ٹھٹھر رہے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ چوہدری صاحب آپ مسجد کے اندر کیوں نہیں گئے۔ تو چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ سرکار مسجد کا دروازہ اندر سے بند ہے۔ میں نے بہت کھٹکھٹایا ہے۔ شاید کوئی مسافر اندر سو گیا ہے یا تو وہ مر گیا ہے یا پھر بہت گہری نیند سویا ہے کہ اتنے زور سے دروازہ پیٹنے پر بھی بیدار نہیں ہوا۔ آپ دروازہ کے پاس تشریف لے گئے اور آہستہ سے کہا کہ تمام رات تمہاری تھی اب ہماری باری ہے۔ فوراً دروازہ کی کُنڈی کھلی اور دروازہ کھُل گیا۔ نمبردار صاحب نے اندر جا کر دیا جلایا تو اندر کوئی ذی رُوح نظر نہ آیا۔ نمبردار صاحب نے دریافت کیا کہ سرکار اندر تو کوئی نہیں ہے پھر دروازہ کیسے بند تھا اور آپ کے فرمانے پر کس نے کھولا۔ آپ نے فرمایا جنّ تھا اور وطن (میانی افغاناں ہوشیارپور) سے ملنے آیا تھا۔

(۴)

آپ کی دُعا سے بارش کا فی الفور برسنا

مرزا محمد دین راوی ہیں کہ ایک سال گرمیوں کے موسم میں اتنی شدید گرمی



دربار عالیہ مخدوم حضرت سیدنا باباجی محمد علی شاہ گیلانی قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ
میانی شریف۔ ضلع فیصل آباد (پاکستان)

پڑی کہ تمام کھیتیاں جُھلس گیئں۔ انسان اور جانور خشک سالی کا شکار ہونے لگے تو گاؤں والے آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر ملتجی ہوئے۔ آپ نے تمام اہلِ دیہہ کو گاؤں سے باہر میدان میں اکٹھا ہونے کے لیے کہا اور نمازِ استسقار پڑھنے کے بعد دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تھے کہ گھنگھور گھٹائیں اُٹھیں اور تمام آسمان کو ڈھانپ لیا۔ اور آپ کے دُعا فرمانے کے دوران ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ ٹخنے ٹخنے پانی سے گذر کر واپس گاؤں میں پہنچے۔

(۵)

حقیقتِ رُوح اور دیگر مدارج کا فی الفور طے کرا دینا

قبلہ ڈاکٹر فضل الٰہی عاکف صاحب نے بتایا کہ میں حقیقتِ رُوح کے اسرار پر رُک گیا اور کسی طرح اس ستر سے پردہ نہ اُٹھتا تھا۔ کئی ایک زندہ بزرگوں سے ملا۔ اور وصال شدہ بزرگوں کے مزارات پر بھی حاضری دی۔ مگر ناکام رہا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کے مزارِ اقدس پر بھی حاضر ہوا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں ابھی مراقبہ میں بیٹھا ہی تھا کہ سرکار باباجی علیہ الرحمۃ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ بیٹا آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کیں تو حقیقتِ رُوح اور کئی دیگر مدارج کی سیر کرا دی۔

(۶)

وجد کا منتقل ہونا

حضرت مجمع البحرین علیہ الرحمۃ کا غدودوں (PROSTRATE GLANDS) کا اپریشن ہوا۔ ابھی آپ پوری طرح صحت یاب نہیں ہوئے تھے کہ عُرسِ مُبارک کی

تاریخ آگئی اس لیے ہم آپ کو اسی حالت میں دربار شریف لے گئے۔ عُرس کی تقریبات میں محفلِ سماع کے دوران حضرت قبلہ مجمع البحرین علیہ الرحمۃ کو وجد آگیا۔ (آپ وجد کی حالت میں صرف دایاں ہاتھ بلند فرماتے تھے) راقم نے اس خیال سے کہ ابھی زخم تازہ ہے کہیں وجد کی شدّت میں زخم کے ٹانکے نہ کھُل جائیں۔ حضرت مجمع البحرین علیہ الرحمۃ کو گود میں اٹھایا اور بستر پر جو کہ پہلے ہی دربار شریف باباجی علیہ الرحمۃ کے سامنے بچھایا ہُوا تھا، لٹا دیا۔ آپ نے وجد کی حالت میں اپنا چہرہ مُبارک خوب خوب راقم کے چہرہ سے مَلا اور راقم کو بھینچنا شروع کر دیا۔ کہ اچانک آپ پُرسکون ہو گئے اور بھائی الحاج عباس حیدر گیلانی جو کہ میرے پیچھے مدد کے لیے آرہے تھے پچھاڑی کھا کر گرے اور وجد میں آکر کھیلنے لگے۔ بعد میں حاجی صاحب نے بتایا کہ جب حضرت مجمع البحرین راقم کو بھینچ رہے تھے اُس وقت دربار اقدس سے حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ تشریف لے آئے اور حضرت مجمع البحرین کا ہاتھ پکڑ کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ اس طرح باباجی علیہ الرحمۃ نے وجد حضرت قبلہ مجمع البحرین سے حاجی صاحب کی طرف منتقل کر دیا۔

(۷)

قبر مبارک سے کلمہ پاک کی آواز کا آنا

اکتوبر ۱۹۷۶ء میں عُرس مبارک کے بعد حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کی مرمت کے سلسلہ میں راقم نے تعویذات کے اردگرد کی تمام مٹی جو نمدار ہو گئی تھی اس خیال سے نکلوا دی کہ مٹی کی جگہ ریت بھروا دی جائے تاکہ نمی اور سیم کی وجہ سے مزار اقدس محفوظ ہو جائے اس طرح تعویذ اور مزار شریف کی عمارت

کی دیوار کے درمیان کافی خلا پیدا ہو گیا جس کے اندر بیٹھ کر مزدور کام کر رہا تھا۔ (علی احمد ارائیں گوہیرا) صفائی کے دوران اس کی ہتھوڑی قبر مبارک کے تعویذ کی دیوار سے لگ گئی۔ اُسی وقت اندر سے باآوازِ بلند کلمہ پاک پڑھنے کی آواز آنے لگی جس کو محسن علی شاہ گیلانی خلف سید مہدی حسن گیلانی نے جو باہر کھڑے تھے سُنا۔ علی احمد خوفزدہ ہو کر باہر نکل آیا۔ اور یہ واقعہ سیّد مہدی حسن شاہ گیلانی کو بتایا۔ اور کہا کہ میں دوبارہ اندر نہیں اُتروں گا مجھے خوف آتا ہے مہدی حسن گیلانی صاحب نے اُسے بہت سمجھایا۔ کہ دوبارہ کلمہ پاک کی آواز آئے تو تم بھی ساتھ وِرد شروع کر دینا۔ کرم ہو جائیگا مگر وہ نہ مانا۔ مجبوراً ایک بہرے مزدور کو اس کام پہ لگایا گیا۔

(۸)

آپ کے جسمِ مبارک کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا

اِس بات کے اب بھی گاؤں میں لوگ شاہد ہیں کہ آپ کو رات کے وقت کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ کھیتوں میں آپ کے جسم کے اعضاء بکھرے پڑے ہیں اور صبح کے وقت آپ صحیح سالم حالت میں جلوہ فرما ہوتے۔ آپ قصیدہ غوثیہ کے عامل تھے۔

وصال

آپ کا وصال مبارک ۱۴ ارجمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ ر جولائی ۱۹۴۰ء کو آپ کے صاحبزادے سیّد تصدّق حسین گیلانی دامت فیوضہم کے مکان واقع محلہ دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں ہُوا۔ وصال کے بعد میّت کو میانی شریف لا کر آپ کی عبادت گاہ میں آپ کے مکان میں دفن کر دیا گیا جنازہ کے جلوس میں اتنی مخلوق آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ تمام راستہ میں کلمہ پاک کا بلند آواز ذکر جاری تھا۔

قبر مبارک پر خوبصورت اور سُبک روضۂ عالیہ آپ کے بڑے صاحبزادے

حضرت مجمع البحرین سیّد فتح محمد شاہ گیلانی قادری چشتیؒ نے تعمیر کروایا۔ بعد ازاں نہایت خوبصورت دروازہ پختہ چپس میں تعمیر کروا کے روضۂ عالیہ کی شان کو دوبالا کیا گیا۔ روضۂ عالیہ کے اندرونی دروازہ کی پیشانی پر تاریخ وصال ارسال کردہ حضرت پیر ابوالکمال برق قادری نوشاہی (گجرات) سنگِ مرمر کی تختی پر کندہ ہے

قطبِ عالم غوثِ وقت اندر جہاں
سیّدِ والانسب معصوم گو
سالِ وصلش جُست چوں برقِ حزیں
گفت ہاتف رحلت المخدوم گو
۱۳۵۹ھ

قطعات

تاریخِ وصال حضرت مخدوم سیدنا باباجی محمد علی شاہ گیلانی قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ

(۱)

محمدؐ شاہ علی سلطانِ عالم
دُرِ تاریخِ رحلت اُو بسُفتم
بخاطر سیّدِ مرغوبُ محسن
برق وصلش "قطبِ مرغوب" گفتم،
۱۳۵۹ھ

(۲)

دریغا شہِ دیں از ما نہاں شُد
ازیں دارِ فانی بسوئے جناں شُد
برقؔ از سرِ مرگ وصلش بگفتم
محمد علی شاہ بجنت رواں شُد
۱۳۵۹ھ

(۳)

آں محمد شاہ علی نورِ ھُدیٰ
سینہ اش از نورِ حق معمُور بود
قطبِ عالم غوثِ وقت اندر جہاں
از شرابِ معرفت مخمُور بود
درمیانی چشمۂ فیضش رواں
مسکنِ اُو از تجلّیٔ طور بود
از سرِ الہام وصلش برقؔ جُست
گفت ہاتف "ہادیٔ مغفور بود"
۱۳۵۸ھ

۱+ ۱۳۵۸ = ۱۳۵۹ھ

(۴)

اسم محمد ﷺ سنگ علیؓ رل کے گھنڈ کھولیا مخفی اسرار دا اے
سیّد سخی لج پال محمد علی، عالی مرتبہ عالی وقار دا اے

غوث پاک دا لاڈلا لال سُچا لختِ جگر ایہہ حیدر کرّار دا اے
لج پال گھرانہ گیلانیاں دا شہرہ عرش تک سخی دربار دا اے
دستگیرؒ دا نورُ سبحان اللہ منبع فیض تے مخزن انوار دا اے
بزم پرم وچ عالی مقام رکھدا نورِ نظر ایہہ پیر سچیار دا اے
حج اکبری اُنہاں نصیب ہویا کیتا جنہاں طواف مزار دا اے
رشکِ طورُ میانی شریف اندر بحرِ فقر پیا ٹھاٹھاں مار دا اے
سبق نفی اثبات دا دے کے تے سوہناں دِلاں دے زنگ اُتار دا اے
طالب صدق تھیں کرن مقصود حاصل صِدق ڈُبیاں بیڑیاں تار دا اے
کیتا فکر جاں سال وصال دا میں ہویا فضل رب بخشنہار دا اے
سِر ھُو تھیں آکھیا برق ہاتف حق کرم نوشہ تاجدار دا اے

۵ ــــ ۱۳۵۴

۵+۱۳۵۴ = ۱۳۵۹ھ

از حضرت سیّد پیر ابوالکمال برق قادری نوشاہی (گجرات)

(۵)

قطعۂ تاریخ حضرت سیّدِ آلِ رسُول

ماہ جولائی کی تھی اکیسویں وقتِ وصُول
سن تھا انیس صد چالیس انگریزی ثمر
شاہ کا مُلکِ بقا میں ہو گیا جس دم نزُول

(۶)

تیرہ صد اُنسٹھ ہجری چودہ جمادی الثانی
جسدن شاہ محمد علی نے چھوڑی دنیا فانی
سیّدِ صادق، عارف کامل مشعلِ نورِ حقیقی
پیر ولی مخدوم مکرّم مخزنِ سرِّ حقانی
(از چراغ دین ثمر قادری نوشاہی مرحوم)

(۷)

ہجری تیراں سو اُنہاٹھ دے وچہ آگئے سدّے غیب تھیں باصفا دے
دنیا قید تھیں وقت نجات دا ای آجا دوستا ملک بقا دے
توڑ حرص ہوا دے پھندیاں نوں آجا صاف ذاتِ کبریا دے
ایہہ وفات حیات تھیں ودھ مخلص ٹریا آشنا آشنا دے

(۸)

محمد علیؒ شاہ صاحب دا کی لکھاں کامل مردِ عالی باتوقیر سیّد
ہجری تیراں سو اُنہاٹھ دیوچہ آکے کیتا حق دی تاہنگ اسیر سیّد
ماہ جمادی الثانی تاریخ چوداں کیتا کُوچ جاں اساں دے پیر سیّد
اِنّا لِلّٰہ پکاریا قلم مخلص جاندا دیکھ اکھیں خوش تصویر سیّد

(۹)

بابا محمد علی شاہ صاحب سوہنے مرد گیلانی
اولاد علیؓ دی آل نبی دی مظہر نُور حقانی

سیّد صادق عارف کامل بخت ہما دے سائے
تیراں صد اٹھاسٹھ ہجری داغ ہجر دے لائے
چوداں جمادی الثانی ملک بقا سدھائے
نہیں انہاندی بھلدی مخلص سوہنی شکل نورانی
بابا محمد علی شاہ صاحب حسنی مرد گیلانی
اولاد علیؓ دی آل نبیؐ دی مظہر نور حقانی

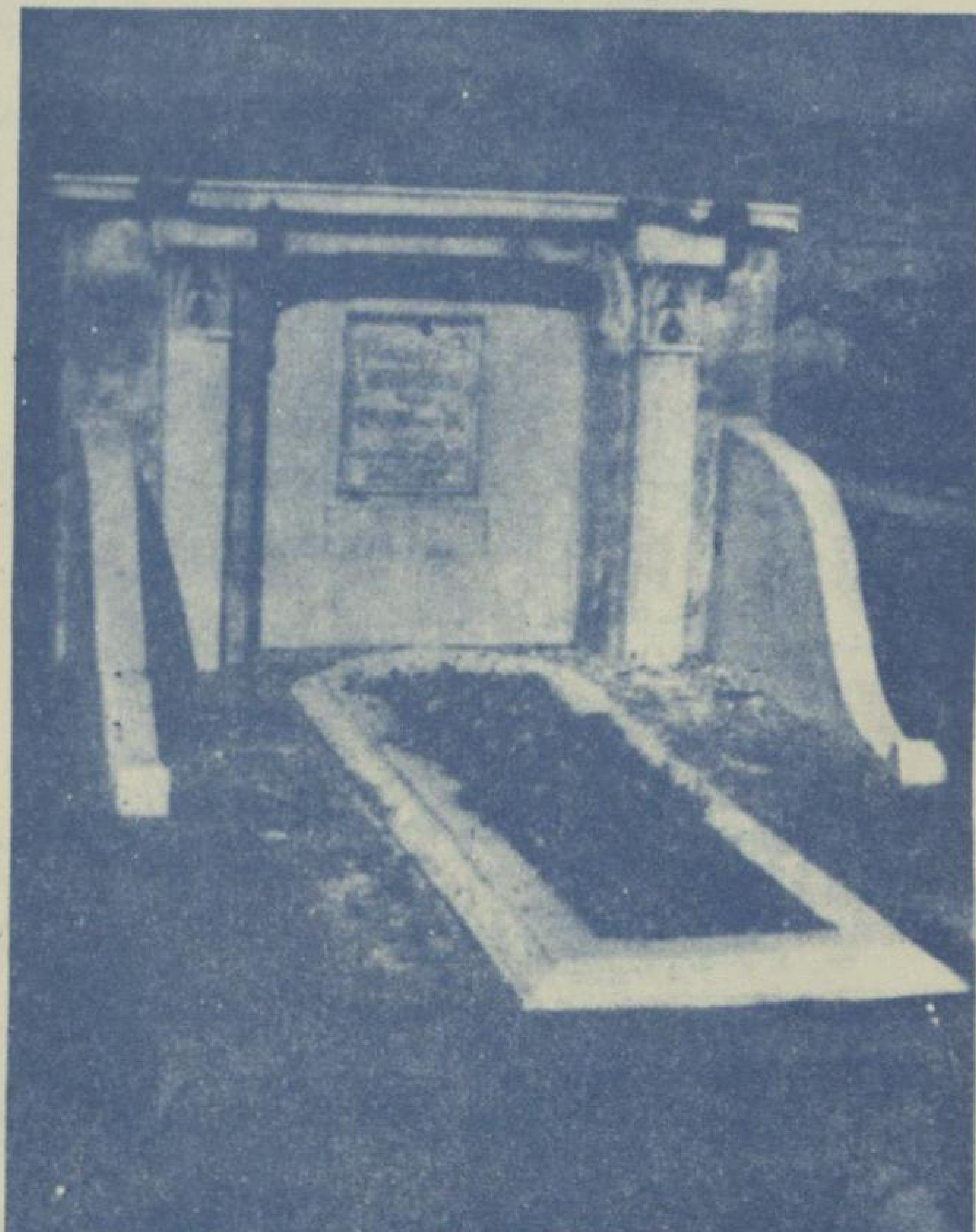
آپ کا عُرس مُبارک دربارِ عالیہ میانی شریف چک ۲۴۷ ر ب میں ہر سال بمطابق ۱۰-۱۱ اکتوبر منعقد ہوتا ہے۔

اولاد حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں جن کے نام اور مختصر حالات درج ذیل ہیں۔

(۱) آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مجمع البحرین سیّدنا فتح محمد شاہ گیلانی قادری نوشاہی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ تھے جو حضرت قطب الکونین سیّدنا غلام مرتضیٰ گیلانی قادری نوشاہی کے خلیفہ اعظم تھے اور جو بلاشبہ قادری نوشاہی سلسلے کی بہت اہم کڑی ہیں۔ آپ کا ذکر آئندہ صفحات پر تفصیلاً مذکور ہے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے ڈاکٹر حضرت سیّدنا محمد شاہ گیلانی قادری نوشاہی بھی حضرت قبلہ عالم سیّدنا غلام مرتضیٰ گیلانی کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نہایت خلیق۔ نفیس طبع اور خوش پوش تھے۔ نورانی چہرہ سے ولائیت عیاں تھی۔ آپ زیادہ عرصہ بسلسلہ ملازمت (ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن) سانگلہ ہل شاہکوٹ کے علاقہ جات میں رہے۔ آپ کے پاس جانوروں کے علاج کے علاوہ بکثرت انسان بھی بغرضِ علاج حاضر ہوتے تھے۔ بے شمار چارپائیاں مریضوں کی احاطہٗ ہسپتال میں پڑی رہتی تھیں۔ دن رات مریضوں اور عقیدتمندوں کا ہجوم درِاقدس پر رہتا تھا۔ آپ

مزار مبارک



حضرت سیدنا ڈاکٹر محمد شاہ گیلانی قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ
بڑا قبرستان نزد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

لوگوں کو نمازِ باجماعت اور نیک کاموں کی تلقین کرنے میں ہر وقت کوشاں رہتے۔
آپ کی زیارت سے دل کو سکون ملتا تھا۔ صفائی اور طہارت کا بہت خیال رکھتے تھے
ہر وقت تلاوتِ قرآنِ پاک آپ کا مشغلہ تھا۔ کثرت سے نوافل ادا کرتے۔ اور
نمازِ باجماعت کے سختی سے پابند تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد فیصل آباد تشریف لے
آئے اور متصل جامع مسجد کچہری بازار سکونت اختیار فرمائی۔ لوگ فیض یاب ہونے
کے لیے جوق در جوق حاضر ہوتے تھے۔ خاص طور پہ مارگزیدہ کا علاج بذریعہ دم کرتے
تھے جس سے مریض کہیں بھی ہوں فی الفور ٹھیک ہو جاتے تھے۔

آپ کا وصال ۱۴ اپریل ۱۹۵۱ء میں ہوا۔ مزارِ مبارک بڑا قبرستان نزد زرعی
یونیورسٹی فیصل آباد میں ہے۔

اولاد:۔

حضرت سیّد محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کی شادی سیدہ سردار بی بی بنت سیّد غلام مصطفٰے
گیلانی قادری نوشاہی میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیارپور سے ہوئی۔ ان کے
بطن سے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تولّد ہوئیں۔

(۱) ا۔ سب سے بڑے صاحبزادے سیّد ریاض علی گیلانی ایم اے علیگ ہیں۔
آپ گاؤں کے سب سے پہلے ایم اے ہیں۔ آئی سی ایس کا امتحان پاس کر کے
بمبئی میں ڈپٹی کنٹرولر آف پرچیز کے عہدہ پر متمکن ہوئے۔ مگر کچھ عرصہ ملازمت
کرنے کے بعد انگلینڈ میں اپنا ذاتی کاروبار شروع کر دیا۔ آجکل نیویارک میں
بزنس کر رہے ہیں۔

(۲) دوسرے صاحبزادے سیّد اختر سعید گیلانی ہیں۔ بجلی کے کام کا کورس پاس
کیا ہے اور آجکل شورکوٹ میں ٹیکسٹائل ملز میں ملازم ہیں۔ آپ کی شادی

سیّد قاسم علی شاہ پٹی والے کی دُختر سے ہوئی ہے جن کے بطن سے تین صاحبزادگان سیّد احمد مغیث۔ سیّد احمد غیاث اور سید احمد صہیب اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

(۳) تیسرے صاحبزادے سیّد منظہر علی گیلانی ہیں۔ آپ حضرت سیدنا مجمع البحرین سے بیعت ہیں اور شعر و ادب کا خاصہ ذوق رکھتے ہیں۔ کچہری بازار گلی وکیلاں والی میں گیلانی فوٹوسٹوڈیو کے مالک ہیں۔ آپ کی شادی سیّد عبدالعزیز گیلانی کی دختر سے ہوئی ہے جن کے بطن سے دو صاحبزادے سیّد سبطِ حسن گیلانی اور سیّد فخرِ حسن گیلانی ہیں اور سات صاحبزادیاں ہیں۔ سب بچے زیرِ تعلیم ہیں۔

(ب) حضرت سیّد محمد شاہ کی صاحبزادیاں

۱۔ سیدہ امت الرشید گیلانی زوجہ سیّد مہدی حسن گیلانی میانی شریف ۲۴۷ ر ب فیصل آباد

۲۔ سیّدہ امت المجید گیلانی زوجہ سید ریاض الحسن گیلانی شاہکوٹ ضلع شیخوپورہ

۳۔ سیدہ امت الرفیق گیلانی زوجہ سیّد شبیر الحسن گیلانی ایڈووکیٹ۔ فیصل آباد

۴۔ سیدہ امت الشفیق گیلانی زوجہ سیّد محمد رشید حسین شیرازی سائل کنزرویشنٹ جہلم

(۳) حضرت باباجی علیہ الرحمۃ کے تیسرے صاحبزادے حضرت سیّد تصدق حسین گیلانی چشتی سلیمانی دامت فیوضہم ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۱ ذیقعد ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء بروز دوشنبہ میانی شریف چک ۲۴۷ ر ب میں ہوئی۔

حُسنِ اخلاق و گفتار میں اپنے والدِ ماجد کے صحیح جانشین ہیں۔ نہایت ملیح گفتگو، منکسر المزاج اور غریب پرور ہیں۔ حضرت قبلہ مجمع البحرین علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد دربارِ عالیہ میانی شریف کا انتظام و انصرام آپ کے ذمہ ہے۔ حق تو یہ ہے کہ مسند پر آپ کا رونق افروز ہونا معتقدین کے لیے باعثِ رحمت اور تائید ایزدی ہے۔

بیعت و خلافت:۔ آپ قطبِ ربانی وارثِ نعمتِ سلیمانی حضرت خواجہ خان محمد

تونسوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف سے بیعتِ ارادت رکھتے ہیں اور خلافت آپ کو حضرت خواجہ تونسوی کے خلیفہ مجاز پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی صاحب سے ہے۔ جنہوں نے ۱۹۷۹ء میں دربارِ عالیہ میانی شریف میں سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر آپ کو چاروں سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ ڈسٹرکٹ کونسل فیصل آباد سے بطور جنرل ہیڈ کلرک ۱۹۵۵ء میں ریٹائر ہوئے۔ محکمہ تعلیم میں آپ نے مسلمانوں کے لیے بہت خدمات سرانجام دیں اور ضلع کے اکثر سکولوں میں ہندوؤں سکھوں کے مقابلہ میں مسلمان اساتذہ کی تقرریاں آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھیں۔

موصوف انجمن اسلامیہ رجسٹرڈ فیصل آباد کے دیرینہ ممبروں میں سے ہیں۔ اس کے علاوہ انجمن اہل سنت والجماعت کے ممبر اور مسلم گرلز ہائی سکول فیصل آباد کے تادیر آنریری مینجر بھی رہے۔

شادی: - آپ کی شادی حضرت قبلہ سید مردان علی شاہ گیلانی[1] علیہ الرحمۃ نتھو چک (راموانہ) ضلع شیخوپورہ کی دختر نیک اختر سیدہ عالم بی بی علیہ الرحمۃ سے ہوئی۔ بی بی صاحبہ نہایت نیک، غریب پرور خدا ترس خاتون تھیں۔

---

[1] حضرت سید مردان علی شاہ گیلانی حضرت سید بہار علی شاہ گیلانی ساکن کیڑی پٹھاناں ضلع گورداسپور کے صاحبزادے تھے اپنے وقت کے ولی اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ آپ کے چار صاحبزادے ۱۔ سید محبوب علی شاہ گیلانی (۲) سید محمد علی شاہ گیلانی (۳) سید محمد شریف گیلانی (۴) سید محمد طفیل گیلانی اور دو صاحبزادیاں (۱) حضرت سیدہ عالم بی بی علیہ الرحمۃ اور (۲) حضرت سیدہ زینت بی بی گیلانی علیہ الرحمۃ تھیں۔

مستجاب الدعوات تھیں۔ بچپن میں لوگ آپ سے دُعائیں کروایا کرتے تھے۔ جو قبول بارگاہ ہوتی تھیں۔ محلہ دھوبی گھاٹ فیصل آباد کی بہت سی بچیوں نے قرآنِ پاک آپ سے پڑھا۔ وصال ۱۶ دسمبر ۱۹۶۲ء کو محلہ دھوبی گھاٹ میں ہوا۔ اور میّت کو حسب الارشاد حضرت قبلہ مجمع البحرین علیہ الرحمۃ دربارِ عالیہ میانی شریف کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔

اولاد:۔ حضرت سیّد تصدق حسین گیلانی دامت فیوضہم کے چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادگان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیّد مسعود محسن گیلانی (صغر سنی میں وفات پائی اور قبرستان میانی شریف ۲۴۷ ر۔ب میں مدفون ہوئے)

۲۔ سیّد مقبول محسن گیلانی

۳۔ سیّد مسعود محسن گیلانی

۴۔ سیّد محمود محسن گیلانی

۵۔ سیّد مرغوب محسن گیلانی

۶۔ سیّد منصور محسن گیلانی

مختصر تعارف صاحبزادگان

۱۔ سب سے بڑے صاحبزادہ سیّد مقبول محسن گیلانی (ریذیڈنٹ ڈائریکٹر کریم ٹیکسٹائل ملز کوٹری) ہیں۔ آپ حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ سے بیعت ہیں۔ نہایت محنتی، ایماندار۔ اور پاکستان کے قابلِ فخر ٹیکسٹائل ٹیکنیشن ہیں۔ زیارتِ حرمین شریف وعمرہ سے مشرّف ہو چکے ہیں۔ دربارِ عالیہ میانی شریف کی خدمت اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ سے حد درجہ عقیدت رکھتے ہیں حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ نے ایک مرتبہ خواب میں آپ کو مدینہ منوّرہ روضۂ

اقدس کی زیارت کروائی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کو زیارتِ خانہ کعبہ اور سعادتِ عمرہ نصیب ہوئی۔ جب آپ مدینہ منوّرہ پہنچے۔ تو بعینہٖ سب مقامات جیسا کہ خواب میں دیکھ چکے تھے دیکھے۔

شادی:۔ آپ کی شادی سیّد ہاشم علی شاہ ترمذی (خلیفہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب لاثانی علی پوریؒ) کی صاحبزادی کنیز فاطمہ سے ہوئی ہے۔

اولاد:۔ ۱۔ سیّد محمد محمود محسن گیلانی ۔ ۲۔ سیّدہ سمیعہ محسن گیلانی
۳۔ سیّدہ ملیحہ محسن گیلانی ۔ ۴۔ سیّدہ ثوبیہ محسن گیلانی
۵۔ سیّدہ سائرہ محسن گیلانی ـــــ سب بچے زیرِ تعلیم ہیں۔

۲۔ سیّد مسعود محسن گیلانی۔

(مینجنگ ڈائریکٹر حمید مسعود لمیٹڈ کنسٹرکشن کمپنی)

آپ حضرت سیّد تصدّق حسین گیلانی کے دوسرے صاحبزادے ہیں اور حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ سے شرفِ بیعت حاصل ہے۔ محکمہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ میں بطور سب ڈویژنل انجنیئر نہایت ایمانداری سے ملازمت کی۔ ۱۹۶۵ء میں ملازمت چھوڑ کر چودھری حمید اصغر صاحب سابق سب ڈویژنل انجنیئر سے اشتراک کے ساتھ حمید مسعود لمیٹڈ کنسٹرکشن کمپنی بنائی۔ جو ملکی ترقی میں نہایت ایمانداری اور جانفشانی سے کوشاں ہے۔ دربارِ عالیہ میانی شریف کی مسجد "الفتح" آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپ نے زرِ کثیر صرف کر کے زائرین کے لیے پختہ کمرے لنگر خانے، مہمان خانے اور فلش سسٹم بیت الخلاء تعمیر کروائے ہیں۔

شادی:۔ آپ کی شادی سیّد بختیار حسین شاہ گیلانی ساکن جڑانوالہ کی بڑی صاحبزادی سیّدہ ثریا خانم گیلانی سے ہوئی ہے۔

اولاد:۔ ۱۔ سیّدہ عطیہ محسن گیلانی (۲) سیّدہ نوید محسن گیلانی

۳۔ سیدہ سمیرا محسن گیلانی (۴) سیّدہ وجیہہ محسن گیلانی

سب بچے زیرِ تعلیم ہیں۔

۳۔ سیّد محمود محسُن گیلانی ایم ایس سی (ایگری) پنجاب

آپ بھی حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ سے بیعت ہیں۔ اس وقت محکمہ زراعت حکومتِ پاکستان میں بطور SEED CERTIFICATION OFFICER کام کر رہے ہیں۔ نہایت خوش اخلاق، ملنسار شخصیت ہیں۔ زیارتِ حرمین شریف سے مشرّف ہو چکے ہیں۔

شادی:۔ آپ کی شادی سیّد شریف الحسن گیلانی دامت اقبالہ (آپ کے چچا) کی صاحبزادی سیّدہ نسیم اختر گیلانی سے ہوئی ہے

اولاد:۔ ۱۔ سید مسرور محسن گیلانی۔ ۲۔ سیّد مشہود محسُن گیلانی

۳۔ سیدہ صائمہ محسن گیلانی۔ ۴۔ سیّدہ عاصمہ محسُن گیلانی

سب بچّے زیرِ تعلیم ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر سیّد مرغوب محسُن گیلانی بی ایس سی (ایگری) پنجاب

ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ایس (پاکستان)

راقم خاندان میں سب سے پہلے حضور مجمع البحرینؒ سے بیعت ہوا۔ حضور کی جو شفقت اور مہربانی میرے ساتھ تھی اور ہے، وہ بیان سے باہر ہے۔ عُرس کا انتظام و انصرام سرکارؒ نے اپنی زندگی ہی میں راقم کے سپُرد کر دیا تھا۔ اور خاندانی قلمی نسخے بھی عنایت کر دیئے تھے۔ تعویذات اور دُعا کے لیے خاص اجازت عطا فرما دی تھی۔

خاندانی قلمی نسخے دیکھ کر راقم کو بھی شوق ہوا اور راقم نے سرکار

مجمع البحرینؒ کی زندگی میں ایک قرآنِ پاک قلمی لکھ کر اُن کی خدمت میں پیش کیا جس کو دیکھ کر آپ نے بے پایاں محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا۔ اور خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ گو اُس وقت سرکارؒ بوجہ علالت اور پیری کے بہت کمزور ہوگئے تھے اور بینائی بھی بہت کم ہوگئی تھی۔ پھر بھی میری درخواست پر اس قرآن پاک کے نسخہ پر اپنے دستخط ثبت فرمائے۔ اور اُس دن سے پورے سات دِن بعد سرکار مجمع البحرین علیہ الرحمۃ کا وصال ہوگیا۔ راقم اس وقت محکمہ زراعت ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں بطور اسسٹنٹ پلانٹ پیتھالوجسٹ کام کر رہا ہے۔

شادی۔ راقم کی شادی سیّد دلدار حسین شاہ گیلانی دامت برکاتہ کی صاحبزادی سیّدہ کلثوم اختر گیلانی سے ہوئی ہے۔

اولاد۔ ۱۔ سیّد معروف محسن گیلانی
۲۔ سیّد معطوف محسن نظیر محی الدین گیلانی
۳۔ سیّد منسوب محسن گیلانی
۴۔ سید مظفور محسن گیلانی
۵۔ سیدہ شہیرہ محسن گیلانی
۶۔ سیّدہ مغیرہ محسن گیلانی
سب بچے زیرِ تعلیم ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر سیّد منصور محسن گیلانی ایم ایس سی (ایگری) پنجاب
پی۔ایچ۔ڈی ویلز (برطانیہ)

حضرت سیّد تصدق حسین گیلانی کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ آپ بھی حضرت قبلہ مجمع البحرین سے بیعت ہیں۔ دربارِ عالیہ کی خدمت میں ہر وقت کوشاں

رہتے ہیں۔ زرعی یونیورسٹی میں تدریس کا کام کرتے ہیں۔

شادی۔ آپ کی شادی سید انتصار[۵] علی شاہ گیلانی (ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر) کی صاحبزادی سیدہ شاہدہ شاہین سے ہوئی ہے۔

اولاد۔ ۱۔ سید مطہر محسن گیلانی

۲۔ سیدہ بازغہ محسن گیلانی

۳۔ سیدہ عاتکہ محسن گیلانی

سب بچے زیر تعلیم ہیں۔

حضرت سید تصدق حسین گیلانی کی دو صاحبزادیاں سیدہ امتہ المجیب گیلانی زوجہ سید محمد انور شاہ گیلانی خیمہ سادات ۸۷۔ اے غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد اور سیدہ امت السلیم گیلانی بی اے بی ایڈ ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ انجمن اسلامیہ کنڈر گارٹن سکول فیصل آباد ہیں جبکہ سیدہ امت الوحید گیلانی کا وصال صغر سنی میں ہو گیا تھا اُن کا مزار بڑا قبرستان نزد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ہے۔

(۴) حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کے چوتھے صاحبزادے سید شریف الحسن گیلانی ہیں۔ آپ گوجرہ میں انگلش ٹیچر رہے ہیں۔ آج کل ریٹائرمنٹ کے بعد ۱۰۲۴۔ غلام محمد آباد کالونی میں سکونت پذیر ہیں۔ آپ اپنے بڑے بھائی حضرت مجمع البحرین علیہ الرحمۃ سے بیعت ہیں۔ تمام عمر دربار عالیہ کے لنگر کا انتظام آپ کے سپرد رہا۔ اب بڑھاپے میں یہ ذمہ داری بچوں کے سپرد کر دی گئی ہے نہایت متوکل اور قانع شخصیت ہیں۔

---

[۵] سید انتصار علی شاہ گیلانی، حضرت سید برکت علی شاہ گیلانی رح سجادہ نشین بجواڑہ شریف ضلع ہوشیار پور کے صاحبزادے ہیں۔

شادی ۔ آپ کی شادی سیدہ انوری بیگم دختر سید فضل علی شاہ بجواڑہ شریف سے ہوئی ہے ۔

اولاد ۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں حسب ذیل ہیں ۔

۱ ۔ سید ضیاء الحسن گیلانی
۲ ۔ سیّد انصار الحسن گیلانی
۳ ۔ سیّد احسان الحسن گیلانی
۴ ۔ سیّدہ نسیم اختر گیلانی زوجہ محمود محسن گیلانی
۵ ۔ سیّدہ شمیم اختر گیلانی زوجہ رفیق علی شاہ گیلانی
۶ ۔ سیّدہ ناہید اختر گیلانی زوجہ ڈاکٹر شبیر حسین مشہدی

صاحبزادیاں حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کی دو صاحبزادیاں تھیں ۔ سیّدہ عائشہ بی بی زوجہ سید محمد شفیع[۱] شاہ گیلانی خلف سید میراں بخش گیلانی علیہ الرحمۃ میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیارپور (بھارت) اور دوسری سیّدہ زہرہ بی بی زوجہ سیّد عبدالعزیز گیلانی جو مرض طاعون سے شہید ہوئیں اور قبر مبارک قبرستان میانی شریف ۲۴۷ ر ۔ ب فیصل آباد میں ہے ۔ ان سے کوئی اولاد نہ تھی ۔

---

[۱] سیّد محمد شفیع شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ، حضرت سیّد میراں بخش گیلانی علیہ الرحمۃ میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیارپور (بھارت) کے صاحبزادے تھے ۔ ان کے دوسرے بھائی کا نام سیّد فیض محمد شاہ گیلانی تھا جو کہ لاولد فوت ہوئے اور دسوہہ ۲۴۲ رب کے قبرستان میں مدفون ہیں ۔

حضرت سیّد محمد شفیع شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ درویش صفت انسان تھے ۔ دراز قد ۔ دُبلے پتلے بسر بر دستار باندھتے تھے ۔ طبیعت میں سادگی اور ملاحت تھی ۔ آپ نے کئی ایک حج کیے ۔ آپ حضرت سید منظور الحسن گیلانی سہارنپوری خطیب جامع مسجد پیران کلیر سے

شیخ المشائخ مجمع البحرین حضرت سیّدنا فتح محمد شاہ گیلانی

قادری نوشاہی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ

آپ سیدنا باباجی محمد علی شاہ گیلانی قادری علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے اور قطبِ عالم حضرت قبلہ سیدنا غلام مرتضیٰ گیلانی قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اعظم تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۲ ستمبر ۱۸۸۴ء کو بمقام میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیارپور (بھارت) میں ہوئی۔ آپ کے پڑدادا حضرت سرکار سیّدنا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے بیعت تھے۔ اور سلسلہ عالیہ میں خلافت حاصل تھی۔ مرض الموت میں حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ ان کو میانی شریف لے آئے تھے۔ اور علاج معالجہ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آخر مشیت ایزدی سے ۱۹۴۹ء میں میانی میں وصال فرمایا۔ اور حسبِ وصیت قبرستان دوسوبہ ۲۴۲ رب میں مدفون ہوئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ عائشہ بی بی علیہ الرحمۃ ۱۹۵۱ء میں حج پر تشریف لے گئیں اور مکہ شریف میں وصال فرما کر وہیں مدفون ہوئیں۔

اولاد

سیّد عباس حیدر گیلانی — سید سجاد حیدر گیلانی — سیّد اعجاز حیدر گیلانی — سید نثار حیدر گیلانی

دو صاحبزادیاں سیدہ امتہ الحفیظ گیلانیؒ اور سیدہ امتہ الحبیب گیلانی ہیں۔ سیّدہ امتہ الحفیظ گیلانی کا نکاح سیّد الطاف حسن گیلانیؒ خلف حضرت مجمع البحرین سیّد فتح محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ سے ہوا تھا۔ آپ نے ۱۹۴۷ء میں وفات پائی اور قبرستان دوسوبہ ۲۴۲ رب میں مدفون ہوئیں۔

مزارِ مبارک



مجمع البحرین حضرت سیدنا فتح محمد شاہ گیلانی قادری نوشاہی چشتی
رحمۃ اللہ علیہ
میانی شریف۔ ضلع فیصل آباد

امام علی شاہ[1] گیلانی اس وقت کوئی چلّہ کاٹ رہے تھے۔ فوراً گھر کی طرف آئے اور بچّہ کو باہر منگوا کر کان میں اذان اور اقامت کہی اور دعاؤں سے نوازا۔

جب بار آباد ہوئی تو آپ اپنے والدِ ماجد حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ اور دیگر اہلِ خانہ کے ہمراہ ضلع فیصل آباد کے نواحی گاؤں میں آ کر آباد ہوئے۔ اس گاؤں کا نام آپ کے وطن کے گاؤں کے نام کی نسبت سے میانی شریف مشہور ہوا

حلیہ مبارک:۔ درمیانہ قد۔ سانولا رنگ۔ تنومند جسم۔ کُشادہ پیشانی۔ ریش مبارک گھنی۔ سر پر چھوٹے چھوٹے چمکیلے بال۔ آنکھوں پر دبیز شیشے کی عینک۔ سفید قمیص اور تہمند پہنتے۔ سر پر سفید کپڑے کی چہار ترکی نظامی ٹوپی ہر وقت پہنے رکھتے۔ جب کبھی آپ عمامہ باندھتے تھے۔ یہ ٹوپی اس وقت بھی سرِ اقدس پر ہوتی تھی۔ لباس۔ گفتگو اور اندازِ نشست و برخاست نہایت سادہ اور پُر وقار تھا۔ اس سادہ سی شخصیت کے باوجود ان میں بڑی کشش تھی۔ چہرے کا رُعب و جلال آپ کی مردانہ وجاہت کا سب سے اہم جزو تھا۔

آپ کردار و عمل کے لحاظ سے بلاشُبہ ایک بے مثل انسان تھے۔ وہ ایک ایسے پارس پتھر کی مانند تھے کہ جو اس سے چھُو جائے سونا بن جائے۔ جو کوئی ان کی صحبت میں بیٹھتا وہ علم، مسرّت، معاش۔ اصولِ زیست اور شرافت کے عجیب و غریب سبق لے کر اُٹھتا۔ آپ ایک اصول پرست انسان تھے۔ اسلام دوستی۔ انسانیت کی بہتری اور بھلائی، اخلاقی اقدار کا تحفّظ، دیانتداری اور فرض شناسی آپ کی زندگی کے اہم اصُول تھے۔ عقیدتمند احباب و اقربا سب جانتے ہیں کہ ان کی شخصیت،

---

[1] سرکار حضرت امام علی شاہ گیلانی مادر زاد ولی تھے۔ ان کا مزار مبارک میانی شریف قصبہ کے ملحقہ کھیتوں میں ہے

مذکورہ بالا خصوصیات کا مجموعہ تھی۔ انہوں نے زندگی کے متعلق جو لائحہ عمل مرتب کیا اُس پر عمل پیرا ہو کر ایک مثال قائم کی لاریب آپ اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بہترین یادگار تھے۔

اعلی النسبی کا تفاخر بعض اوقات انسان کی انفرادیت کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے لیکن آپ ایک ایسے شجر تھے کہ جسے جتنا زیادہ پھل لگتا ہے اُتنا ہی جُھکتا چلا جاتا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ انتہائی شفقت اور اخلاق سے پیش آتے۔ نہایت وسیع القلب عالی حوصلہ اور بُردبار انسان تھے۔ سینکڑوں عقید تمند آپ کی خدمت کے لیے بے تاب رہتے مگر آپ کی سادگی اور انکساری میں کوئی فرق نہ آتا۔ ہمیشہ اپنا کام خود کرنا پسند کرتے۔ دوسروں پر تو کیا کبھی اہلِ خانہ اور بچوں سے بھی اپنا ذاتی کام نہیں کروایا۔ اپنے کپڑے تک خود دھو لیتے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ اور والد ماجد سے حاصل کی کچھ عرصہ مولانا نظام الدین صاحب علیہ الرحمۃ خطیب مسجد تحصیل والی فیصل آباد سے بھی پڑھا۔ اس کے علاوہ بہت سے علماء کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔ اس کے بعد طبیہ کالج پٹیالہ میں طب کی تعلیم حاصل کی اور زبدۃ الحکماء کی سند امتیاز سے حاصل کی۔

بیعت و خلافت:۔ آپ نے جوانی ہی میں قطب الاقطاب پیر سیّد غلام حیدر علی شاہ بخاری چشتی نظامی سلیمانی جلالپوری[1] کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کا واقعہ یوں ہے کہ آپ بچپن ہی

---

[1] حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ بخاری چشتی نظامی سلیمانی جلالپوری علیہ الرحمۃ ۲ صفر ۱۲۵۴ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۸۳۸ء کو جلالپور شریف میں پیدا ہوئے (دریائے جہلم پار ہونے کے بعد ایک کوہستانی سلسلہ ہے۔ یہیں پہاڑوں کے دامن میں جلال پور شریف واقع ہے۔) آپ کی ابتدائی

سے محبت ایزدی سے معمور اور جامِ عشقِ محمدی سے مخمور تھے۔ طبیعت شروع ہی سے یادِ الٰہی کی طرف راغب تھی۔ لہٰذا اوائلِ عمر میں ہی کسی پیر کامل کی تلاش ہوئی۔ انہی دنوں آپ نے کسی سے حضرت قطب دوراں پیر سید غلام حیدر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا ذکر سُنا۔ سُنتے ہی ایک اُمنگ دل میں پیدا ہوئی۔ زیارت کا شوق موجزن ہوگیا۔ آپ نے اپنے والدِ ماجد حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ سے اجازت طلب فرمائی۔ باباجی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ چونکہ تمہیں آشوب چشم کا عارضہ ہے اس لیے آنکھیں ٹھیک ہونے پر چلے جانا۔ میں نیک کام میں کس طرح مانع

(بقیہ حاشیہ) تعلیم آپ کی والدہ نے فرمائی جو نہایت عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ سید غلام حیدر علی شاہ علیہ الرحمۃ خود فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی والدہ ماجدہ کی طرح تھیں۔ جنہوں نے بچپن ہی میں اپنے صاحبزادے کو نماز و روزہ کا پابند بنادیا تھا۔ سلسلہ طریقت میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ آپ حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کے حلقۂ ارادت میں، رجب ۱۲۷۱ھ کو داخل ہوئے۔ بیعت ہونے کے بعد آپ کا معمول تھا کہ آپ ہر آٹھویں روز پیر کے دن اپنے شیخ کی خدمت میں پابندی سے حاضر ہوتے۔ جب چھٹی مرتبہ آپ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے شیخ نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا اور بیعت لینے کی اجازت دے دی۔

ایک دفعہ پیر سید غلام حیدر علی شاہ علیہ الرحمۃ بیمار ہوئے جب یہ خبر خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کو ہوئی تو آپ سُن کر بے قرار ہوگئے۔ روتے جاتے تھے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دُعا کرتے جاتے تھے "یاارحم الراحمین میری ساری عمر دی ایہا کھٹی پوٹھی اے اسے برباد نہ کرنا" (میری ساری عمر کی یہی کمائی ہے اسے برباد نہ کرنا)

حضرت پیر سید غلام حیدر شاہ جلالپوری علیہ الرحمۃ کا ۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ کو وصال

ہو سکتا ہوں۔ مگر شوقِ دیدار اتنا زیادہ تھا کہ حضرت باباجی علیہ الرحمۃ کو اجازت دیتے ہی بن پڑی۔ آپ ہاتھوں کی مدد سے آنکھیں کھول کھول کر راستہ دیکھتے ہوئے نزدیکی ریلوے اسٹیشن رسالیوالہ جو گاؤں سے تین میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے آنکھوں کی سوزش ہوا لگنے سے شدّت اختیار کر گئی۔ دورانِ سفر رات کو کسی وقت آنکھ لگ گئی۔ صبح نماز کے لیے بیدار ہوئے تو آنکھیں تندرست اور صاف تھیں۔ مرضِ چشم کا نام و نشان تک نہ تھا۔ دراصل یہ پیر سید غلام حیدر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا تصرّف تھا۔ وہ اپنے عقیدتمند کی تکلیف اور شوق سے باخبر تھے۔ جب آپ جلالپور شریف آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تو حضور پیر غلام حیدر علی شاہ علیہ الرحمۃ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ اور تقریباً چار صد لوگ آپ کی زیارت سے مشرّف ہو رہے تھے۔ آپ نے جب چہرۂ اقدس کی زیارت کی تو جلالت کی تاب نہ لا کر سب سے آخر میں جوتیوں پر ہی بیٹھ گئے۔ یکایک حضور پیر غلام حیدر شاہ علیہ الرحمۃ نے نگاہ اوپر اٹھائی۔ حضور جلالپوریؒ کی نگاہ میں یہ تاثیر تھی کہ آپ سے کوئی نظر نہ ملا سکتا تھا۔ اور خود بخود سرِ تسلیم جھک جاتا تھا۔ آپ پر یہی کیفیت طاری ہوئی۔ اس اثنا میں ایک صاحب (غالباً بڑے صاحبزادے تھے) آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ سیّد زادے آپ کو حضور جلالپوریؒ نے

(بقیہ حاشیہ) ہوا ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے حسب ذیل تاریخ وصال کہی۔

ہر کہ بر خاکِ مزارِ پیر حیدر شاہ رفت
تربتِ او را ایمنِ جلوہ ہائے طور گفت
ہاتف از گردوں رسید و خاکِ او را بوسہ داد
گفتمش سالِ وفاتِ او بگو مغفور گفت
۱۳۲۶ھ

طلب فرمایا ہے۔ آپ نے اس شخص سے دریافت کیا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں سیّد زادہ ہوں اور یہاں بیٹھا ہوں کیونکہ میں یہاں نووارد ہوں اور کوئی بھی مجھے نہیں جانتا۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ مجھے حضور جلالپوریؒ نے حکم دیا ہے۔ کہ ایک سیّد زادہ جوتیوں پر بیٹھا ہے اُسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ آپ حضور جلالپوریؒ کے روبرو پیش ہوئے۔ حضرت پیر غلام حیدر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے فوراً بیعت فرما کر سینہ مبارک سے لگایا۔ آپ اُسی وقت بے ہوش ہو گئے اور اسی عالم میں تمام منازلِ حقیقت و طریقت طے ہو گئیں۔ صبح کا وقت تھا آپ کو ایک حجرہ میں لٹا دیا گیا۔ ظہر کی نماز کے وقت حضرت جلالپوری علیہ الرحمۃ نماز کے لیے اُٹھے تو دریافت فرمایا کہ جس سیّد زادے کو آج بیعت کیا ہے وہ کس حجرہ میں ہے عرض کیا گیا وہ اس وقت سے بے ہوش پڑے ہیں۔ حضرت قبلہ جلالپوریؒ اُسی وقت حجرہ میں تشریف لے گئے۔ حضور کے اندر قدم رکھتے ہی آپ ہوش میں آگئے اور دست بستہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تمام جسم پسینہ سے شرابور تھا۔ حالانکہ موسم سردی کا تھا۔ سرکار جلالپوریؒ نے اپنے ساتھ وضو کروایا اور نماز ظہر کے بعد اجازت عطا کر دی۔

مجمع البحرین آپ کے ماموں قطب عالم پیر غلام مرتضٰی گیلانی قادری نوشاہی علیہ الرحمۃ کو بذریعہ کشف حضرت پیر غلام حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو رائے پور ضلع ہوشیار پور (بھارت) میں طلب فرما کر بیعت سے مشرّف فرمایا۔ اور خرقہ خلافت قادریہ نوشاہیہ عطا کیا اور سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ میں تبلیغ کے لیے بھی ارشاد ہوا۔ اس طرح آپ چشتی قادری سلاسل میں فائز المرام ہو کر مجمع البحرین ہوئے۔

اس واقعہ کے بعد آپ کے والدِ ماجد حضرت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کے پاس جو کوئی اکتسابِ فیض کے لیے حاضر ہوتا وہ اسے آپ کے پاس بھیج دیتے اور فرماتے کہ میرا وارث فتح محمد شاہؒ ہے لہٰذا آپ باباجی علیہ الرحمۃ کی زندگی ہی میں ان کی جگہ لوگوں سے بیعت لیتے رہے۔

پیشہ اور مصروفیت کار:

اوائلِ عمر میں آپ کھیتی باڑی کے کام میں اپنے والد حضور قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ بعدازاں جب آپ نے زبدۃ الحکمار کی سند طبیہ کالج پٹیالہ سے امتیاز کے ساتھ حاصل کی تو طب کو ذریعۂ معاش بنایا۔ معاش کا ذریعہ عرصۂ دراز تک برقرار رہا۔ جب آپ اپنے چھوٹے بھائیوں اور بچوں کی تعلیم اور شادیوں سے فارغ ہوئے تو دُکانِ طب کو خیرباد کہہ دیا۔ بعد میں مریضوں کو دیکھ کر صرف نسخہ لکھ دیتے تھے لوگ بازار سے دوائیاں خرید لیتے اور آپ کے زیرِ نگرانی نسخہ تیار کر لیا جاتا تھا۔

حکمت و مسیحائی (جسمانی و رُوحانی)

آپ کا شمار اپنے وقت کے اجلّ حکیموں میں ہوتا تھا۔ مرض کی تشخیص میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ گورنمنٹ کالج لائلپور (حال فیصل آباد) کے انگریز پرنسپل آرمز سٹرونگ کی والدہ سخت بیمار ہوگئیں۔ کافی عرصہ وہ لاہور میو ہسپتال میں زیرِ علاج رہیں مگر مرض کی صحیح تشخیص نہ ہو سکی۔ لہٰذا مایوس ہو کر انہیں واپس لائلپور لے آئے۔ ان دنوں حضرت قبلہ مجمع البحرین کے چھوٹے بھائی شریف الحسن گیلانی گورنمنٹ کالج میں زیرِ تعلیم تھے۔ موصوف چونکہ فٹ بال کے شاندار کھلاڑی تھے اس لیے پرنسپل انہیں

بہت عزیز رکھتا تھا اور اکثر گھر پر بُلا لیتا تھا۔ ایک ملاقات میں پرنسپل صاحب نے اپنی والدہ کی بیماری اور اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ تو سید شریف الحسن گیلانی نے پرنسپل صاحب سے کہا کہ میرے بڑے بھائی طبیب ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کو دکھایا جائے۔ پرنسپل صاحب جو تقریباً مایوس ہو چکے تھے۔ فوراً تیار ہو گئے چنانچہ مریضہ کو حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ کو دکھایا گیا۔ آپ نے تشخیص کی۔ کہ مریضہ کی ناک میں نہایت باریک رسولیاں ہیں۔ پرنسپل صاحب اپنی والدہ کو دوبارہ میو ہسپتال لے گئے اور حضرت قبلہ کی تشخیص سے ان کو آگاہ کیا۔ جب ڈاکٹروں نے ناک کا معائنہ کیا تو اس میں واقعی رسولیاں موجود پائیں۔ اس تشخیص کے بعد پرنسپل صاحب اپنی والدہ کو ہسپتال سے واپس لے آئے کہ جو شخص بغیر آلات کے اتنی صحیح تشخیص کر سکتا ہے وہ یقیناً اس کا علاج بھی کر سکتا ہو گا۔ لہٰذا انہوں نے اپنی والدہ کا حضرت صاحبؒ سے باقاعدہ علاج کروایا۔ نتیجتاً ان کی والدہ جلد ہی رو بصحت ہو گئیں۔ پرنسپل آرمسٹرانگ آپ کے بہت مشکور ہوئے۔ اور اس کے بعد انہوں نے اپنے اہلِ خانہ کا علاج جب بھی ضرورت پڑی ہمیشہ آپ ہی سے کروایا۔

(۲) ایک مرتبہ آپ اپنے چھوٹے بھائی سید تصدق حسین گیلانی کو جو اس وقت اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں زیرِ تعلیم تھے خرچ وغیرہ دینے کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ شام کے وقت اپنے بھائی اور اُن کے دوست و ہم جماعت جناب ڈاکٹر محمد نواز خان ایم ڈی جرمنی مرحوم کے ہمراہ سیر کے لیے مال روڈ پر گئے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک خاکروب اور اس کی بیوی سائیکل پر سوار جا رہے ہیں۔ جھاڑو اور ٹوکری بھی ان کے پاس تھی۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ لاہور کے خاکروب بھی کیا شان رکھتے ہیں کہ سائیکلوں پر کام وغیرہ کے لیے جاتے تھے۔ ڈاکٹر محمد نواز مرحوم نے پوچھا کہ آپ کا دل بھی سائیکل خریدنے کو چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں دل تو چاہتا ہے مگر میرے

پاس سائیکل خریدنے کے لیے رقم نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں اس کا بندوبست ابھی کرتے ہیں۔ چنانچہ تینوں احباب اسی وقت ہمبر HUMBER سائیکل ایجنسی پر تشریف لے گئے اور ایک سائیکل آپ کے نام معرفت امپیریل بنک آف انڈیا ریل بازار لائل پور بک کروادی۔ کہ جب آپ کے پیسے ہوں بنک میں جمع کرواکے بلٹی چھڑوالیں۔

لاہور سے واپسی پر راستے میں آپ چک جھمرہ اسٹیشن پر اتر گئے۔ اور اپنے برادرِ نسبتی سید نور محمد شاہ گیلانی سے ملنے کے لیے چک جھنڈانوالہ تشریف لے گئے (اس گاؤں کے جاٹ بھی آپ کے بہت معتقد اور مرید تھے) جب آپ گاؤں میں داخل ہو رہے تھے تو آپ نے ایک گھر سے رونے کی صدائیں بلند ہوتے سُنیں۔ آپ نے گاؤں کے ایک شناسا شخص سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو اُس نے عرض کی حضرت ابھی ابھی اس گھر میں ایک نوجوان کی موت واقع ہوئی ہے۔ آپ بھی تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ نے مردہ کا چہرہ دیکھا تو آپ کو اس پر سکتہ کا شک گذرا۔ آپ نے اسی وقت غالباً کشتہ زہر مہرہ جو حسنِ اتفاق سے اس وقت آپ کے پاس موجود تھا پانی میں گھول کر مردہ کے منہ میں ڈالا۔ دوائی کچھ دیر تو منہ میں پڑی رہی پھر آہستہ آہستہ حلق میں اُترنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد مُردہ کے جسم میں حرکت ہوئی اور اُسے ہوش آنے لگا۔ آپ نے ایک خوراک اور پلائی تو مُردہ پوری طرح ہوش میں آگیا۔ گویا مُردہ زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ تمام گاؤں جو تھوڑی دیر پہلے ماتمکدہ بنا ہوا تھا مبارکباد کی صداؤں سے گونج اُٹھا۔ مریض کے گھر والوں نے خوش ہو کر ساڑھے تین سو روپے حضرت قبلہ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے دو تین روز اپنے برادرِ نسبتی سید نور محمد شاہ گیلانی کے ہاں قیام کیا اور پھر لائلپور کے لیے روانہ ہوئے جب آپ شہر پہنچے تو سیدھے امپیریل بنک آف انڈیا ریل بازار تشریف

لے گئے اور ڈھائی سو روپیہ ادا کر کے سائیکل حاصل کر لی۔ یوں ان کی اپنی ضرورت اور دیرینہ خواہش بھی پوری ہو گئی اور آپ کے اعجازِ مسیحائی نے ایک مردہ کو زندگی کی نعمت سے بھی نواز دیا۔ گاؤں میں یہ سب سے پہلا سائیکل تھا اور لوگ حیران ہو کر دیکھنے آتے تھے کہ پیر صاحب ایک ایسا گھوڑا لائے ہیں جو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور سواری کے کام آتا ہے۔

(۳) اسی طرح کا ایک واقعہ چک گر مولا نزد شاہ کوٹ میں پیش آیا۔ وہاں پر ایک قصاب جانوروں کا بیوپار کرتا تھا وہ کسی مرض میں مبتلا تھا۔ ایک دفعہ جو بیماری نے زور پکڑا تو وہ ایسا بیہوش ہوا کہ بچنے کی کوئی اُمید ہی نہ رہی۔ اس کے معالج نے بھی مایوسی کا اظہار کیا اور کہا کہ اب یہ مرض لاعلاج ہے اور مریض کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ گھر والے بہت متفکر ہوئے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ قصاب چونکہ بیوپاری تھا اور اس کا بہت سا روپیہ کاروبار میں لگا ہوا تھا جس کی گھر والوں کو کوئی خبر نہ تھی۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور رشتہ داروں کا خیال تھا کہ اگر وہ مرنے سے قبل اپنے کاروبار اور سرمایہ وغیرہ کے متعلق کچھ بتا دے تو اس کے بیوی اور بچّوں کی گذر اوقات کا سامان ہو جائے۔ لہٰذا وہ لوگ آپ کے پاس میانی شریف آئے اور سب احوال بیان کیا۔ آپ اُن کے ساتھ مریض کو دیکھنے کے لیے اُن کے گاؤں تشریف لے گئے۔ آپ نے مریض کو دیکھا اور فرمایا کہ کیا گاؤں میں تیس چالیس بکریاں تازہ دُودھ والی مل جائیں گی۔ ان لوگوں نے مطلوبہ بکریاں اسی وقت حاضر کر دیں۔ آپ نے حجام کو بلوا کر قصاب کے سر کے بال منڈھوائے اور کہا کہ ایک ایک بکری مریض کے قریب لا کر اس کے دُودھ کی دھاریں مریض کے سر پر ماری جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ابھی بیس پچیس بکریوں کے دُودھ کی دھاریں ہی ماری گئی تھیں کہ مریض کو ہوش آ گیا اور اُس نے اپنے کاروبار وغیرہ کا تمام حساب کتاب گھر والوں کو لکھوا دیا۔

آپ نے اُس کے گھر والوں کو اس بات سے بھی مطلع کر دیا کہ یہ مریض آج رات ایک بجے کے بعد مر جائیگا چنانچہ وہ مریض اسی رات ڈیڑھ بجے کے قریب فوت ہو گیا۔

آپ جامع کمالات، مخزن برکات اور مستجاب الدعوات تھے۔ سینکڑوں بے اولاد اور اولادِ نرینہ کے خواہش مندوں کو آپ کی دعاؤں سے اولاد نصیب ہوئی۔ نہ صرف مسلمان بلکہ سکھ اور عیسائی وغیرہ بھی آپ کے بہت معتقد تھے اور اکثر دُعا اور دوا کے لیے حاضر ہوتے رہتے تھے۔

(۴) قریبی گاؤں گُکھڑ کا ایک شخص خان نامی اپنی بیوی کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ دُعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ مجھے لڑکا عنایت فرمائیں کیونکہ میں اولادِ نرینہ سے محروم ہوں۔ آپ نے ان کے لیے دُعا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں لڑکا عطا کیا۔ عورت نے منت مانی تھی کہ خدا اسے بیٹا دیگا تو وہ ایک بھینس اپنے پیر کی خدمت میں پیش کرے گی۔ جب یہ دونوں میاں بیوی بیٹے کو لے کر سلام کروانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہوئے تو دونوں میں بھینس دینے پر تکرار ہو گیا۔ خان کہتا تھا کہ بھینس نہیں دیتے بلکہ ایک مُرغ اور کچھ سامان برائے لنگر لے جاتے ہیں مگر عورت بضد تھی کہ میں وہی چیز دُونگی جس کے لیے میں نے منّت مانی ہے۔ خان نے کہا کہ ہم نے کونسا پیر صاحب کو بتایا ہے کہ ہمارے ہاں لڑکا ہوگا تو ہم ان کو بھینس نذر کریں گے۔ آخر خاوند کی ضد کے آگے بیوی کو ہار ماننا پڑی اور وہ دونوں کچھ چیزیں بطور نذرانہ لے کر گھر سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہی تھے کہ بچے کو ایک دورہ سا پڑا اور اُس کا رنگ نیلا ہو گیا۔ آنکھیں اُلٹ گئیں اور بچہ گھڑی دو گھڑی کا مہمان نظر آنے لگا تو عورت نے واویلا مچایا اور اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میری بات نہیں مانی۔ اب بتاؤ کہ تمہیں بھینس پیاری ہے یا لڑکا۔ اگر لڑکے کی عافیت چاہتے ہو تو اب بھی وقت ہے۔ وہ شخص اسی وقت

بھاگا بھاگا واپس گاؤں پہنچا اور بھینس کھول کر لے آیا۔ جب وہ بھینس لے کر اپنی بیوی اور بچّے کے پاس پہنچا تو بچہ بالکل تندرست اور ہشاش بشاش نظر آیا۔ انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ بھینس اور دوسری چیزیں لے کر اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پہنچ کر ساری روئیداد سنائی۔ آپ مسکرائے اور ان کے لیئے دُعا فرمائی۔ اب ہر سال دونوں میاں بیوی، بچوں سمیت عُرس مبارک پر باقاعدہ حاضری دیتے ہیں۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ حق تعالیٰ یہ بزرگی کسی کسی کو عطا کرتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر وسیع الظرف بھی بنایا تھا کہ آپ نے اپنی اٹھاسی سالہ زندگی میں کبھی دوسروں پر یہ ظاہر نہ کیا کہ خدا کی طرف سے یہ مقام عنایت ہوا ہے یا ان پر خدا کی تجلّیات وارد ہوتی ہیں۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت تھے اور خود کو ایک عام اور معمولی آدمی کی طرح سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ کوئی شخص بھی آپ کے ظواہر سے آپ کی بزرگی کا اندازہ نہ کر سکتا تھا۔

(۵) ایک مرتبہ آپ کسی کام کے سلسلہ میں لاہور گئے ہوئے تھے اور وہاں ایک دوکان سے سودا خرید رہے تھے۔ دوکاندار آپ کو چیزیں دکھا رہا تھا کہ اچانک ایک مست بھاگتا ہوا آیا اور اس دوکاندار کے ایک تھپڑ مارتے ہوئے کہنے لگا: "او بے ادب تیرے رُوبرو ایک سیّد ولیٔ وقت کھڑا ہے اور تُو بیٹھا ہوا ہے۔" وہ دوکاندار فوراً پاسِ ادب سے کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ مجذوب آپ سے مصافحہ کرنے کے بعد چلا گیا۔ دوکاندار نے آپ کو نہایت ادب و احترام سے بٹھایا اور عرض کیا کہ آپ یقیناً بہت بزرگ ہستی ہیں۔ مجھے عرصہ تیس سال کا اس مجذوب کو دیکھتے گذر گیا ہے مگر میں نے آج تک اسے بات کرتے نہیں سُنا اور باقی سب لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ مست گونگا ہے۔ مگر آج اُس نے گونگا ہونے کے باوجود آپ کی بزرگی کا اقرار اپنی زبان سے کیا ہے۔

(۶) اسی طرح ایک اور مجذوب (فتّا مجذوب) کا واقعہ ہے جو ہر وقت آپ سے یہی کہتا رہتا تھا کہ مجھے بیعت کر لیں۔ موسم سرما کی ایک صبح جب آپ فجر کی نماز ادا کر کے مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے تو وہی مجذوب پھر آپ کی خدمت میں آیا اور بیعت کی درخواست کی۔ اس وقت قبلہ باباجی علیہ الرحمۃ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بھی بیعت کے لیے مجذوب کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا پہلے غسل کر لو پھر تمہیں بیعت کرونگا۔ یہ سننا تھا کہ مجذوب نے مسجد کے ملحقہ تالاب میں چھلانگ لگا دی جبکہ اس تالاب کا پانی سردی کی شدّت سے اس قدر ٹھٹھرا ہوا تھا کہ اس کی سطح پر برف جمی ہوئی تھی۔ وہ بار بار پانی میں ڈبکی لگاتا تھا اور پوچھتا تھا کہ میرا غسل ہو گیا ہے یا نہیں۔ نمازیوں نے بدقت تمام اس کو پانی سے نکالا تو اُس نے عرض کیا کہ اب میں نہا آیا ہوں لہٰذا آپ مجھے بیعت کر لیں۔ آپ نے اسی وقت اسے بیعت کر لیا۔ وہ مجذوب تمام عمر آپ کی خدمت کرتا رہا۔ آپ کے گھوڑے کا خاص طور پر خیال رکھتا تھا اور اُسے چارہ وغیرہ ڈالنے کا کام بھی خود ہی کرتا تھا۔ وہ گھوڑے کی کھُرلی میں لیٹ جاتا اور چارہ اپنے سینے پر ڈال کر اس کو کھلاتا تھا۔ اس مجذوب کے بارے میں مشہور تھا کہ رات کے وقت اس کے تمام اعضاء کٹے پڑے ہوتے تھے کہ گویا کسی نے اسے قتل کر کے اعضاء اِدھر اُدھر پھینک دئیے ہیں۔ مگر صبح کے وقت وہ صحیح سلامت حضرت قبلہ مجمع البحرین کی خدمت میں موجود ہوتا۔ یہ مجذوب باتیں بہت کرتا تھا۔ اور بعض اوقات اس قدر بولتا تھا کہ گراں گذرتا۔ ایک دن آپ نے غصہ میں آکر فرمایا خبردار جو آئندہ میں نے تمہارے منہ سے کوئی بات سُنی۔ وہ مجذوب اس حکم کے بعد بالکل خاموش ہو گیا۔ جب آپ کی طرف سے دوبارہ بولنے کا اِذن ہوا تو وہ بولنا بھول چکا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ بچوں کی طرح بولنا سیکھا۔

(۷) ایک دفعہ آپ اور آپ کے دو تین پیر بھائی حضرت قبلہ عالم جلالپوری علیہ الرحمۃ کی زیارت سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں دوستوں نے خیال ظاہر کیا کہ گجرات میں سائیں کرم الٰہی مجذوب المعروف بابا کانواں والی سرکار کی بھی زیارت کرتے جائیں۔ چنانچہ آپ بمعہ ساتھیوں کے گجرات اُتر گئے۔ جب آپ بابا کانواں والی سرکارؒ کے ڈیرے پر پہنچے تو وہاں پر لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ لوگ مٹھائیاں اور دوسری خورد و نوش کی اشیاء آپ کی نذر کر رہے تھے اور وہ ان چیزوں کو کوّوں کے آگے ڈال دیتے تھے۔ کائیں کائیں کی آواز کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اُس وقت ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی ہو رہی تھی۔ اور سائیں صاحب اپنی کُٹیا کے اندر دہلیز پر سر رکھے لیٹے تھے۔ آپ نے دو تین مرتبہ کوشش کی کہ ہجوم میں ذرا جگہ ملے تو سائیں صاحب کی زیارت ہو جائے مگر لوگ راستہ نہیں دیتے تھے اسی تگ و دو میں ایک شخص نے آپ کو اندر کی طرف دھکّا دیا اور کہا کہ پہلے یہ گالیاں کھالے۔ اس وقت سائیں صاحب لوگوں کو بہت گالیاں دے رہے تھے۔ آپ کے نزدیک پہنچنے پر سائیں صاحب سر کو دہلیز سے اٹھا کر آپ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے "سیّد زادے تمہارا سلام قبول ہو گیا فوراً اسٹیشن پر پہنچو گاڑی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

لوگوں نے آپ کی یہ تعظیم دیکھی تو بہت حیران ہوئے وہ شخص جس نے حقارت سے آپ کو دھکّا دیا تھا بہت نادم ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ اس کے بعد آپ سائیں صاحبؒ کے کہنے کے مطابق دوڑتے ہوئے اسٹیشن پر پہنچے تو گارڈ روانگی کی سیٹی بجا رہا تھا۔ آپ سوار ہوئے تو گاڑی اسی وقت چل پڑی۔

(۸) ایک مرتبہ آپ علیل ہو گئے۔ باہر کسی نے دستک دی۔ آپ نے پتہ کروایا کہ باہر کون ہے تو آپ کو بتایا گیا کہ حضرت سائیں محمد دیوان شاہ صاحب صابری

علیہ الرحمۃ دسوہہ والے تشریف لائے ہیں۔ آپ فوراً اسی حالت میں باہر تشریف لائے اور بغلگیر ہونے کے بعد دریافت فرمایا کہ حضرت آپ نے اپنے آنے کی اطلاع بھی نہ دی۔ انہوں نے فرمایا کہ آج دوسوہہ (بھارت) میں بیٹھا تھا کہ عالم کشف میں آپ کو دیکھا کہ آپ علیل ہیں اس لیے عیادت کو چلا آیا۔ آپ نے ان کو بیٹھنے کے لیے کہا مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تو صرف آپ کو دیکھنے چلا آیا تھا۔ اب دیکھ لیا ہے اس لیے واپس ہوتا ہوں۔ حضرت سائیں صاحبؒ چند قدم چلنے کے بعد نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

(۹) آپ کے داماد سیّد عابد حسین گیلانی خلف سیّد نور محمد شاہ گیلانی ایس ڈی او محکمہ انہار غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ کے ہاں ایک رات چوری ہو گئی۔ چور نقدی اور زیورات لے گئے۔ صبح جب نقصان کا علم ہوا تو ان کا بیٹا راقم کے پاس آیا اور پولیس میں رپورٹ درج کروانے کے لیے کہا۔ میں اُسی وقت غلام محمد آباد پہنچا تاکہ ہمشیرہ صاحبہ کو تسلّی دوں اور کہوں کہ پولیس رپورٹ درج کروانا فضول ہے کیونکہ ہم ملازم آدمی ہیں اور وقت بے وقت پولیس کے پیچھے نہیں پھر سکتے۔ لہٰذا صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ کو علم ہوا تو وہ بھی اپنی بیٹی کو تسلّی دینے کے لیے تشریف لائے اور فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں اللہ کے فضل سے سب کچھ مل جائیگا۔

چند روز بعد صبح کے وقت بیگم عابد حسین شاہ گیلانی نمازِ فجر کے لیے اُٹھیں تو انہوں نے دیکھا کہ گھر کے صحن میں درخت پر کپڑے میں لپٹی ہوئی کوئی چیز پڑی ہے

انہوں نے اپنے بڑے بیٹے کو اٹھایا اور صورتِ حال بیان کی۔ اس نے وہ کپڑا درخت سے اتارا۔ کھول کر دیکھا تو اس میں کچھ نقدی اور وہی طلائی چوڑیاں تھیں جو کچھ دن قبل چوری ہوئی تھیں۔ ساتھ ہی ایک رقعہ بھی تھا جس میں لکھا تھا "ہم نے جس دن سے چوری کی ہے سخت پریشان ہیں۔ دن کا چین اور راتوں کی نیند اڑ گئی ہے۔ ہمیں جلد ہی پتہ چل گیا کہ یہ گھر حضرت قبلہ مجمع البحرین کی بیٹی کا تھا جہاں سے ہم نے یہ چیزیں چوری کی تھیں۔ اپنے کیے پر سخت پشیمان ہیں اور سب چیزیں واپس کر رہے ہیں آپ ہمیں معاف فرما دیں اور حضرت قبلہ کی خدمت میں بھی ہماری معافی کے لیے سفارش پیش کریں۔"

یہ رقعہ اب بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

(۱۰) اسی طرح چوروں کا ایک اور واقعہ ہے جو خود حضرت قبلہ کے ساتھ پیش آیا۔ ہُوا یوں کہ ایک دفعہ آپ وطن میانی شریف افغاناں ضلع ہوشیار پور سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ گاڑی رات کے وقت کسی وقت رسالیوالا اسٹیشن پر پہنچی آپ گاڑی سے اُترے اور گاؤں کی طرف پیدل روانہ ہوئے جو اسٹیشن سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کے پاس ٹانڈے کی بنی ہوئی مٹی کی ہنڈیاں تھیں جو وطن کی عورتوں نے بطور تحفہ دی تھیں۔ (ٹانڈے کی مٹی کی ہنڈیاں بطور سوغات مشہور تھیں) آپ نے ہنڈیوں کو سر پہ اٹھا رکھا تھا اور دل ہی دل میں خواہش کر رہے تھے کہ کوئی واقف مل جائے تو اس بوجھ کے اٹھانے میں امداد کر دے۔ لیکن ہر طرف ہُو کا عالم تھا اور کسی ذی نفس کا دُور دُور تک نشان نہ تھا۔ ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ آپ کو کچھ آدمیوں کی آوازیں سُنائی دیں۔ اور دُور ٹِکے والا گاؤں میں چور چور کا شور برپا تھا۔ آپ راستہ کے راجباہ سے پار نکل رہے تھے کہ کچھ لوگ لاٹھیوں سے مسلح راجباہ کے کنارے پہنچ گئے اور آپ کے بالمقابل کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ جلدی

سے جو کچھ تمہارے پاس ہے ہمارے حوالے کر دو۔ اور لاٹھی کے سرے سے آپ کو دھکّا دیا جس کے نتیجہ کے طور پر سر پر رکھی ہوئی ہنڈیاں راجباہ میں جا گریں۔ آپ نے راجباہ سے نکلتے ہی لاٹھی والے شخص کے ایک تھپڑ مارا۔ وہ اور اس کے ساتھی ڈر اور خوف کے مارے کانپنے لگے اور فوراً پاؤں پر گر کر معافی کے خواستگار ہوئے اور آئندہ راہ گیروں کو تنگ نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ آپ نے انہیں راجباہ سے ہنڈیاں نکالنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اسی وقت پانی سے ہنڈیاں نکالیں اور انہیں اٹھا کر بصد احترام گھر چھوڑ آئے۔ یہ چور نزدیکی گاؤں ککڑ کے تھے اور چوری کی نیت سے ٹکے والے گاؤں میں کسی کے گھر داخل ہوئے اور اہل خانہ اور گاؤں والوں کے جاگنے پر بھاگ اُٹھے تھے۔

حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ صاحب فیوض و برکات انسان تھے۔ آپ کی ذات ہر چھوٹے بڑے کے لیے انتہائی منفعت بخش تھی۔ نہ صرف بنی نوع انسان بلکہ دین اسلام بھی آپ کی اس با فیض اور منفعت بخش ذات سے مستفیض ہوا۔ آپ کے دستِ اقدس پر چھ سو غیر مسلموں نے تائب ہو کر دینِ اسلام قبول کیا۔ اور یہ فیض اب بھی جاری ہے۔

۱۹۴۷ء میں جب ملک فسادات کی لپیٹ میں تھا اور ہندو مسلم ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے تو گاؤں کے چند افراد نے بھی جوش میں آکر گاؤں کے چند غیر مسلموں کو قتل کر دیا اور پھر گاؤں میں رہنے والے ایک ہندو میگھ خاندان کو بھی ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ آپ جو پہلے ہی غیر مسلموں کے بلاوجہ قتل سے ناخوش تھے اس پروگرام کا علم ہوتے ہی میگھوں کے گھر تشریف لے گئے۔ میگھ آپ کے بہت معتقد تھے۔ لہٰذا وہ آپ کی پناہ میں آکر مطمئن ہو گئے اور یوں گاؤں کے نوجوان افراد کا منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ وہ لوگ غیر مسلموں کے لیے آپ کی مدد پر

چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ مگر آپ کی خواہش سے سرتابی کی انہیں جرأت نہ تھی لہٰذا ادباً خاموش رہے۔

آخر تیس سال بعد ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو اس راز سے پردہ اُٹھا۔ جب امیر گھر خاندان کے چالیس افراد (مرد۔ عورتیں اور بچوں) نے حضرت قبلہ مجمع البحرین کے چھوٹے بھائی اعلیحضرت سیدنا تصدق حسین گیلانی دامت فیوضہم کے دستِ اقدس پر برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔ وہی لوگ جو کبھی ان لوگوں کی جان کے دشمن تھے۔ اب جلوس کی شکل میں ان پر پھول برساتے ہوئے انہیں ایوانِ اسلام کی طرف لائے۔ دربار عالیہ پر پہنچ کر سب نے اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلام لانے کی تقریب کا منظر بڑا دیدنی اور رُوح پرور تھا۔ لوگ نہایت گرمجوشی سے اپنے دینی بھائیوں کے گلے مل رہے تھے۔ سب کی آنکھیں دفورِ مسرت سے چمک رہی تھیں۔ ہر طرف مبارکباد کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ لوگ خوشی سے شیرینی بانٹ رہے تھے۔ غرض ہر سو خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے۔ تمام نومسلموں کو دربارِ عالیہ کی طرف سے کپڑے اور قرآنِ پاک کے نسخے ہدیہ کیے گئے۔ حضرت قبلہ پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی دامت اقبالہٗ بھی اس تقریب میں موجود تھے۔ خدا تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں دربارِ عالیہ سے چشمۂ فیض ہمیشہ جاری و ساری رکھے آمین

(۱۱) خان عبدالرحمٰن خان صاحب علیہ الرحمۃ نمبردارِ میانی شریف

افغاناں ضلع ہوشیارپور کی توبہ کا واقعہ :-

خانصاحب عالم جوانی میں آزاد خیالی کی طرف مائل تھے۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ مجمع البحرین "بار" سے میانی شریف افغاناں تشریف لے گئے تو قصبہ کے لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ خان عبدالرحمٰن پر خاص توجہ فرمائیں۔ کیونکہ خانصاحب کے

طور طریقوں کا اثر تمام گاؤں کے نوجوان قبول کریں گے اور اس طرح گاؤں میں بگاڑ کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ جوانی اور دولت کے نشہ میں وہ کسی کی نہیں سنتے۔ دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اور آپ اُسی وقت خانصاحب کے گھر پہنچے۔ اور دروازہ پر دستک دی۔ خانصاحب اس وقت کسی طوائف کے ساتھ تخلئیے میں تھے۔ اندر سے غصہ کی حالت میں پوچھا کہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں (فتح محمد شاہ) "بار" سے آیا ہوں۔ یہ سُننا تھا کہ خانصاحب نے تھوڑی دیر کے لیے مہلت مانگی۔ طوائف کو دوسرے راستے سے بھگا دیا اور خود غُسل کر کے حاضر ہو گئے۔ اور تائب ہو کر بیعت کے لیے درخواست کی۔ جو آپ نے قبول کر لی۔ بقیہ عمر خانصاحب شریعت کے سختی سے پابند رہے اور جو اوراد و وظائف حضرت قبلہ مجمع البحرین نے آپ کو بتلائے تھے ان پر مرتے دم تک قائم رہے۔

ایک مرتبہ خان صاحب بستر مرگ پر تھے اور اپنے داماد میجر ایوب خان صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل پوسٹ آفس فیصل آباد کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ فیصل آباد تشریف لائے اور راقم کو ساتھ لے کر خانصاحب کی عیادت کے لیے گئے۔ خان صاحب اس وقت درودِ مستغاث کا وظیفہ پڑھ رہے تھے۔ اتنی کمزوری اور بڑھاپے میں پابندیٔ اوقات کا اس قدر خیال (ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ)

حضرت قبلہ مجمع البحرین نے کمزوری اور بیماری کے پیشِ نظر اجازت عطا فرمائی کہ صرف فرائض کی ادائیگی کا خیال رکھیں۔ آپ کے حصہ کے اوراد و وظائف کا بوجھ اب میرے ذمہ ہے۔ حضرت قبلہ خانصاحب علیہ الرحمۃ سرکار حضرت مجمع البحرین کی توجہ اور نظر کیمیاءِ اثر سے مرتبۂ ولایت تک پہنچے اور دُنیا سے باایمان تشریف لے گئے۔

(۱۲) اسی طرح کا ایک اور واقعہ میانی شریف ۲۴۷-ر ب فیصل آباد کے چوہدری رحمت علی کا ہے جو کہ عورتوں کا شکاری مشہور تھا اور اس سے تمام گاؤں والے نالاں تھے۔ مگر کسی میں جرأت نہ تھی کہ اُسے ان لچھنوں سے منع کرتا۔ بُرائی اس کے ماتھے پر لکھی تھی کہ جس عورت پر نظر ڈال دیتا وہ اس کی اسیر ہو جاتی۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ مجمع البحرین کی بھینس بیمار ہو گئی۔ کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! چوہدری رحمت علی جانوروں کی بیماریوں کا ماہر ہے اور اسے کئی بہت اچھے نسخے یاد ہیں۔ اُسے بلا کر مشورہ کیا جائے۔ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے پسند نہ فرمایا کہ ایسے شخص کو ڈیرہ پر بلایا جائے۔ کسی نے چوہدری رحمت علی کو بھی بتا دیا کہ اس طرح سرکارؒ کے حضور تمہارا ذکر ہوا تھا مگر انہوں نے تمہارا آنا پسند نہ فرمایا۔ وُہ یہ سُنتے ہی خود حاضر ہو گیا اور بھینس کو کوئی دوائی وغیرہ بنا کر استعمال کرائی جس سے بھینس تندرست ہو گئی اور اس طرح چوہدری رحمت علی کا آنا جانا درِ اقدس پر ہو گیا۔ ایک دن کھیتوں میں آپ بھینس کے لیے چارہ کاٹ رہے تھے کہ چوہدری رحمت علی عمدہ لباس میں ملبوس آپ کے پاس پہنچ گیا۔ اور عرض کی آپ درانتی مجھے دے دیں، یہ کام میں کرونگا۔ آپ نے فرمایا چوہدری رحمت علی تم بڑے آدمی ہو اور میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ تم جیسے خوش پوش کو یہ کام زیب نہیں دیتا۔ اب آئندہ تم میرے پاس نہ آیا کرو۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ چوہدری رحمت علی اسی وقت پاؤں پر گر گیا۔ اور عرض کی کہ سرکار مجھے آپ نہ ٹھکرائیں۔ جس دن سے آپ کو دیکھا ہے میرا جی کہیں نہیں لگتا۔ جب سے آپ کے پاس آنے لگا ہوں گناہوں سے نفرت ہو گئی ہے۔ آپ میری توبہ قبول فرمائیں۔ اس طرح چوہدری رحمت علی نے تائب ہو کر بقیہ زندگی آپ کے درِ اقدس پر گزاری۔ چوہدری رحمت علی کی ڈیوٹی حضرت قبلہ کے مطب کے لیے عرق نکالنے پر تھی۔ چوہدری صاحب خود ہی لکڑیاں پھاڑتے

اور تمام دن گرمیوں سردیوں میں عرق نکالنے والی بھٹی میں لکڑیاں جھونکتے رہتے۔ آپ کی نگاہِ کرم کا یہ اثر تھا کہ اب تمام گاؤں والے چوہدری رحمت علی کے نیک مشوروں کے طالب ہوتے اور چوہدری صاحب کا اپنی گلی سے گزرنا سعادت سمجھتے (یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے)

چوہدری رحمت علی صاحبؒ نے آپ کے سامنے وفات پائی اور آپ ہی نے ان کا جنازہ پڑھایا اور بخشش کے لیے خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

(۱۳) آپ کے داماد سیّد عابد حسین گیلانی ایس ڈی او محکمہ انہار نے بتایا کہ جب میں سرکار مجمع البحرینؒ سے بیعت ہو کر واپس اپنے گھر پہنچا (اس وقت عابد حسین شاہ جسّووانہ بنگلہ میں مقیم تھے) تو رات کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہوُا۔ یہ سب سرکار مجمع البحرین کی نظرِ کرم تھی کہ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہُوئی۔

(۱۴) سیّد مقبول محسن گیلانی ریذیڈنٹ ڈائریکٹر علی ٹیکسٹائل ملز فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بہت عالی شان مسجد ہے جس کی کرسی بہت بلند ہے اور وہاں پر استنجا خانوں کے قریب پانی کا لوٹا لیے کھڑا ہوں اور مجھے مسجد کے اندر کھڑے سیّد محمد حسن شاہ گیلانی مرحوم بلاتے ہیں۔ میں اُنہیں کہتا ہوں کہ سرکار مجمع البحرین استنجا خانے میں گئے ہیں۔ اور میں اُن کے لیے پانی لیے کھڑا ہوں اس لیے نہیں آ سکتا۔ اس کے بعد سرکارؒ نے اور میں نے اکٹھے وضو بنایا اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ نماز کے بعد لوگ ایک طرف منہ کر کے دُعائیں مانگنے لگے۔ میں نے حیران ہو کر پُوچھا کہ اس طرف کیا ہے کہ لوگ اُدھر مُنہ کر کے دُعائیں مانگ رہے ہیں۔ ہجوم میں سے کسی نے کہا کہ ادھر داتا کا دربار ہے۔ میں نے اُدھر دیکھا تو مجھے دُھند میں سبز گُنبد نظر آیا۔ میں نے بھی ادھر مُنہ کر کے دُعا مانگی۔ اور اس کے بعد

میری آنکھ کھُل گئی۔

اس خواب کے کچھ عرصہ بعد جنابِ محسن صاحب ٹیکسٹائل مشنری کی خرید کے سلسلہ میں اگست ۱۹۷۱ء میں فرانس گئے ساتھ جنرل حبیب اللہ تھے۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد جنرل صاحب نے ساڑھے تین سو پونڈ دیئے کہ آپ دوسرے ملکوں کی سیر کر آئیں۔ آپ وہاں سے انگلینڈ آئے اور کچھ دن ٹھہرنے کے بعد وطن واپسی کا ارادہ کیا اور پاکستان آنے کے لیے ہوائی جہاز میں نشست بھی بُک کروا دی۔ روانگی سے ایک دن پہلے خیال آیا کہ کیوں نہ جاتے ہوئے عمرہ کی سعادت حاصل کر لوں۔ آپ فوراً پی آئی اے کے دفتر میں پہنچے۔ اور اپنی نشست منسوخ کروا کے براستہ جدہ نشست بُک کروالی۔ جو کہ اتنی ہی رقم میں ہو گئی۔ اس طرح آپ عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منوّرہ حاضری کے لیے پہنچ گئے۔ جب مدینہ منوّرہ مسجد نبوی پہنچے اور وضو کے لیے وضو والی جگہ پر پہنچے تو خواب والا سارا نقشہ سامنے آگیا۔ یہ جگہ بالکل وہی تھی جہاں پر آپ نے حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ کے ساتھ بیٹھ کر وضو کیا تھا۔ وضو سے فارغ ہو کر آپ روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور جالی کے بالکل ساتھ بیٹھ گئے۔ کسی نے منع نہ کیا۔ جبکہ وہاں موجود سپاہی دوسرے لوگوں کو جالی پاک کے نزدیک بھی نہ آنے دیتا تھا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہہ رہا تھا اور دل تجلّیات سے منوّر ہو رہا تھا۔ اس دوران میں ایک بزرگ تشریف لائے اور ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ برخوردار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّہ پر دو نفل ادا کر لو۔ آپ نے کہا مجھے تو پتہ نہیں وہ مصلہ کدھر ہے وُہ بزرگ ان کو خود ساتھ لے گئے اور مصلّہ پر کھڑا کر دیا۔ آپ نے دو نفل ادا کیئے اور اس دوران میں نمازِ ظہر کے لیے صفیں درُست ہونے لگیں اور آپ نے اسی مصلّہ پر نمازِ ظہر بھی ادا کی۔ یہ سب حضرت

قبلہ مجمع البحرینؒ کی توجہ اور نظر کا کرشمہ تھا۔ آپ وہاں سے فارغ ہوئے تو دل حضرت قبلہؒ کی زیارت کے لیے بے چین ہو گیا۔ جن کی توجہ سے یہ سعادت نصیب ہوئی تھی۔ اس لیے آپ فوراً پاکستان پہنچے اور سیدھے میانی شریف دربارِ عالیہ پر حاضری دی۔ یہ سالانہ عُرس مبارک کا دوسرا دن یعنی ۱۷ ستمبر ۱۹۷۱ء کا دن تھا۔

(۱۵) بابا شادی ولد کھتو اپنی بیعت کا واقعہ سناتے ہیں۔ کہ میں لڑکپن میں بہت شریر تھا۔ اور گاؤں والے (میانی شریف افغاناں ہوشیارپور) میری شرارتوں سے بہت نالاں تھے۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کھیل رہا ہوں کہ کسی نے میری کمر (پشت) پر لات ماری۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سرکار قطبِ عالم پیر غلام مرتضیٰ گیلانی قادری کھڑے تھے۔ میں نے ادب سے سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے لیے ریتا مچھلی لے کر آؤ۔ چنانچہ صبح جب میں بیدار ہوا تو یہ خواب اپنی والدہ سے بیان کیا۔ انہوں نے فوراً ریتا مچھلی لے کر بڑی محنت اور محبت سے تیار کر کے میرے حوالے کی۔ اور میں رائے پور مچھلی لے کر سرکار کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ اچھا مچھلی لے آئے ہو میں نے عرض کیا۔ حضور لے آیا ہوں۔ آپ نے مچھلی لے کر رکھ لی اور مجھے کہا کہ کبھی کبھی مچھلی دے جایا کرو۔ (سرکارؒ کو ریتا مچھلی بہت پسند تھی۔) چنانچہ میں اکثر ریتا مچھلی بڑے پیار سے تیار کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہوتا رہا کہ اس دوران میں سرکار قبلۂ عالمؒ کا وصال ہو گیا۔ حالانکہ دل چاہتا تھا کہ سرکار مجھے بیعت کر لیں مگر مدعا زبان پر نہ لا سکا۔ آپ کے وصال کے بعد میں پریشان رہنے لگا۔ کہ میں نے سرکار کی زندگی میں کیوں نہ مرید ہونے کی درخواست کی۔ اسی سوچ اور پریشانی میں دن گذرنے لگے۔ ایک رات سرکار قبلہ عالم خواب میں تشریف لائے اور پوچھا شادی تو پریشان کیوں ہے۔ میں نے عرض کیا سرکار آپ مجھے بیعت

کرلیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے ساتھ بار چلو، میں ان کے ساتھ "بار" پہنچا۔ آپ نے سرکار مجمع البحرینؒ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ میرے جانشین ہیں۔ اور پھر سرکار مجمع البحرینؒ کو فرمایا کہ شادی کو بیعت کرلیں۔ چنانچہ میں خواب میں حضرت مجمع البحرینؒ سے بیعت ہوگیا۔ میں نہایت مسرور تھا۔ صبح جب اُٹھا تو رات والا واقعہ یاد کرکے سوچنے لگا۔ کہ میں تو کبھی "بار" نہیں گیا اور نہ ہی مجھے راستہ کا پتہ ہے اور یہ بھی کیا معلوم کہ میں وہاں پہنچوں اور سرکار مجمع البحرین مجھے بیعت نہ کریں۔ اسی دوران میں ایک دِن پتہ چلا کہ حضرت قبلہ مجمع البحرین میانی شریف افغاناں تشریف لائے ہیں اور مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ میں یہ سنتے ہی فوراً مسجد میں پہنچا۔ اُس وقت کچھ لوگ آپ کے پاس بغرض زیارت بیٹھے تھے۔ میں بھی ان کے پیچھے جاکر بیٹھ گیا۔ اور چونکہ خواب میں آپ کی زیارت کرچکا تھا اس لیئے فوراً آپکو پہچان لیا۔ اسی اثنا میں کسی نے کہا کہ شادی آگے بڑھ کر مصافحہ کرلو۔ جب میں آپ کے نزدیک پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا تم شادی ہو اور خود دستِ حق پرست پر مجھے بیعت سے مشرّف فرمایا۔

(۱۶) ایک مرتبہ آپ علیل تھے تو آپ کے بھائی سیّد تصدّق حسین گیلانی انہیں دھوبی گھاٹ فیصل آباد اپنے مکان پر بغرض علاج لے آئے۔ وہ الیکشن کے دن تھے اس لیے جلسے جلوسوں کے شور سے گھبرا کر آپ نے فرمایا کہ مجھے واپس گاؤں لے چلیں مگر گاؤں میں علاج معالجہ کی سہولت نہ تھی اس لیے آپ کو آپ کے فرزند سیّد محمد انور شاہ گیلانی کی رہائش گاہ خیمہ سادات ۸،۷۔ اے غلام محمد آباد کالونی جانے پر راضی کرلیا گیا۔ اس طرح آپ نے کچھ عرصہ بسلسلہ علاج وہاں قیام فرمایا۔ ورنہ آپ اپنے بھائی سیّد تصدّق حسین گیلانی کے گھر کے علاوہ اور کہیں نہ ٹھہرتے تھے۔ حالانکہ آپ کے صاحبزادگان کے اپنے گھر بھی فیصل آباد شہر میں ہیں۔

ایک دن صبح آپ نے اپنی بہو کو کہا کہ یہ پیسے لو اور بازار سے پانچ سیر چاول منگوا کر گڑ والے میٹھے چاول پکاؤ۔ گڑ گھر سے ڈال لینا۔ آپ کی بہو نے عرض کیا کہ حضور آپ چاولوں کے پیسے کیوں دیتے ہیں۔ میں سب کچھ خود منگوالوں گی۔ اور ختم دلوا کر جہاں آپ فرمائیں گے تقسیم کروا دوں گی۔ آپ نے فرمایا۔ چاولوں کے پیسے ہمارے اور گڑ تمہارا۔ اور چاول کھانے والے خود تمہارے پاس آجائیں گے تمہیں کہیں بھیجنے نہ پڑیں گے۔ چنانچہ حسب منشاء چاول تیار کر لیے گئے۔ آپ نے اُن پر ختم شریف پڑھا۔ وہ غالباً جمعہ کا روز تھا۔ لوگ آپ کی بیمار پرسی کے لیے آنے لگے اُس دن اتنے مہمان آئے کہ پانچ سیر چاول جو پکے تھے سب ختم ہو گئے۔ بعد دوپہر آپ کی بہو نے کہا کہ حضور تمام چاول ختم ہو گئے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو میں اور چاول پکا لوں۔ شاید کوئی اور مہمان آجائے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ اب کوئی نہیں آئیگا۔ لہٰذا تم برتن وغیرہ سنبھال لو۔ چنانچہ اس کے بعد شام تک کوئی ملنے نہ آیا۔

(۱۷) ایک دن غلام محمد آباد میں آپ مکان کے صحن میں تشریف فرما تھے کہ آپ کا پوتا اور پوتی کسی بات پر جھگڑ کر ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے کہ ان کی امّی نے ان کو ڈانٹا کہ شور نہ کرو۔ تمہارے دادا جان علیل ہیں۔ آپ نے بچوں کو بلا کر پوچھا کہ کیوں جھگڑ رہے ہو وہ پاس ادب سے کچھ نہ بولے۔ تو ان کی امی نے بتایا کہ ایک خربوزہ پڑا تھا دونوں اس کے لیے جھگڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جھگڑو نہیں میں تمہیں ابھی بہت سے خربوزے لا دونگا۔ آپ کی بہو کہتی ہیں کہ میں نے سوچا آپ تو شدید علیل ہیں آپ کیسے خربوزے لا دیں گے آپ نے بچوں کو خوش کرنے کے لیے ایسے ہی کہہ دیا ہے۔ مگر اس اثناء میں دروازہ پر کسی نے دستک دی۔ پتہ چلا کہ آپ کے مرید عبدالحمید اور مستری محمد شریف مرحوم بغرض بیمار پرسی اور قدمبوسی کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ ان کو اندر بلایا گیا تو انہوں نے

بعداز قدمبوسی ایک گٹھڑی میں بندھے ہُوئے تقریباً بیس سیر خربوزے پیش خدمت کیئے۔ آپ نے بچوں کو بلاکر سب خربوزے ان کے حوالے فرمائے۔

(۱۸) اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ غلام محمد آباد والے گھر سے سائیکل چوری ہوگئی۔ صبح سب گھر والے پریشان تھے کہ اب بچے سکول کیسے جایا کریں گے۔ آپ نے سب کو تسلّی دی اور فرمایا کہ اللہ بندوبست کردے گا۔ اور بچوں کو سواری کے لیے سائیکل مِل جائیگا۔ تھوڑی دیر بعد راقم کے بڑے بھائی سیّد محمود محسن گیلانی آئے اور سائیکل کی گمشدگی کا سُن کر اپنا ریلے کا سائیکل بچّوں کو دے دیا۔

(۱۹) دیرینہ دلی خواہش پُوری کردی۔

۱۹۵۸ء کے عرس مبارک کی تقریبات ختم ہونے پر دوسرے دن یعنی ۹/۵۸/ ۱۹ کو صبح صبح حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ نے راقم الحروف کو بُلاکر حکم دیا کہ تمام اہلِ خاندان اور مریدین کو دربار شریف کے صحن میں جمع ہونے کے لیے کہوں اور کچھ شیرینی وغیرہ بھی لے کر وہاں حاضر ہوجاؤں۔ جب سب لوگ دربار شریف کے احاطہ میں اکٹھے ہوگئے تو حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ تشریف لائے اور اپنے بھائی سیّد تصدّق حسین گیلانی دامت فیوضہم کو اپنے دائیں طرف اپنے پاس بٹھایا اور خود دوزانو ہوکر بیٹھ گئے۔ سب لوگ منتظر تھے کہ کیا ارشاد ہوتا ہے۔ اور خلافِ معمول اس نشست کا کیوں بندوبست کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سیّد شریف الحسن گیلانی کو بُلایا۔ اور اپنے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھنے کو کہا۔ اور اُن سے بیعت لے لی۔ اسی طرح فرداً فرداً سیّد محمد شریف گیلانی چک ساہووالہ۔ سیّد محمد حسن گیلانی چک جنڈانوالہ۔ سیّد الطاف حسن گیلانی (صاحبزادہ کلاں) سیّد محمد انور شاہ گیلانی منجھلے صاحبزادے) سیّد مقبول محسن گیلانی۔ سیّد مسعود محسن گیلانی۔ سیّد محمود محسن گیلانی۔

ڈاکٹر سیّد منصور محسن گیلانی (بھتیجے) سیّد عابد حسین گیلانی (داماد) سیّد محمد شفیع شاہ (داماد) سب کو بلا کر بیعت لے لی۔ اس دوران میں حضرت سیّد تصدق حسین گیلانی نے فرمایا کہ کس قدر خوش نصیبی ہے کہ کنواں پیاسوں کے پاس آگیا۔ آپ کا اس قدر فرمانا تھا کہ تمام حاضرینِ محفل پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ گریۂ آہ و فغاں سے اشکوں کے دریا بہہ نکلے اور تمام گناہ آنسوؤں کے رستہ ڈھلتے محسوس ہوئے۔

بعد میں تمام اصحاب نے بتایا کہ ہماری دیرینہ خواہش تھی کہ سرکار ہمیں مُرید کرلیں مگر حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ کس طرح عرض کریں۔ اُس دن دریائے رحمت جوش میں آیا اور سب کی آرزو پوری ہو گئی۔

شجاعت اور مردانگی

سرکار مجمع البحرین بہت شجاع اور دلیر انسان تھے۔ سوائے خدا کی ذات سے کسی سے ڈرنا یا خوف کھانا ان کا شیوہ نہ تھا۔ مشکل سے مشکل حالات کا سامنا ہمیشہ مردانگی اور خندہ پیشانی سے کرتے تھے۔ مصائب میں کبھی ہمت نہ ہاری۔ زندگی کے آخری ایام میں مرض الموت کا مقابلہ اس قدر حوصلہ سے کیا کہ آپ کے معالج بھی حیران رہ گئے۔

آپ کو گھڑ سواری کا بہت شوق تھا۔ ہمیشہ بہت اچھا اور اعلیٰ نسل کا جانور سواری کے لیے استعمال کرتے تھے۔ گھوڑے سدھانے میں تو آپ کو کمال حاصل تھا اور اکثر آپ کے دوست احباب بھی اس سلسلہ میں آپ کے مشوروں کے طالب ہوتے۔ اپنے گھوڑے کی حفاظت اور اس کی خوراک وغیرہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جانور اسی صورت میں ہمارے حقوق پورے کرتا ہے جب ہم ان کے حقوق پورے کریں۔ لہٰذا آپ نے ان کے حقوق کے پورا کرنے میں بھی

کوتاہی نہیں کی تھی۔ جب کبھی کسی کے پاس کوئی اچھا گھوڑا دیکھ لیتے اس کی بہت تعریف و توصیف کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ ہوشیار پور (وطن) تشریف لے گئے۔ ان دنوں فاصلہ منزلوں میں طے کیا جاتا تھا مثلاً ہر دس میل کے فاصلہ پر تانگوں کا اڈا ہوتا تھا جہاں سے تانگے والے نیا اور تازہ دم گھوڑا پہلے گھوڑے سے تبدیل کر لیتے اور یوں منزل بہ منزل سفر کیا جاتا۔ آپ کے سفر کے دوران میں جو گھوڑا تبدیل کیا گیا وہ نہایت تنومند، مضبوط اور سُبک رفتار تھا۔ آپ نے اس گھوڑے کی بہت تعریف کی۔ منزل ختم ہوئی تو تانگے والے نے وہ گھوڑا بدلنا چاہا۔ مگر جب آپ نے اور دیگر سواریوں نے اس پر کسی قسم کے تھکاوٹ کے آثار نہ دیکھے تو انہوں نے اسی گھوڑے کو اگلی منزل تک لے جانے کی خواہش ظاہر کی تاکہ سواری کا بھی مزہ رہے اور سفر بھی جلدی کٹ جائے۔ مگر تانگے والا گھوڑا بدلنے پر بضد تھا۔ حضرت قبلہ نے بھی اُسے سمجھایا اور اصرار کیا کہ وہ یہی گھوڑا رہنے دے۔ اس پر تانگے والے نے حسبِ عادت آپ کو گالی دے دی اور کہا کہ گھوڑا ضرور بدلونگا آپ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے۔ اس پر آپ کو جو غصّہ آیا تو وہ لٹھ جو اکثر سفر کے دوران میں آپ کے پاس ہوتا تھا، تانگے والے کے سر پر دے مارا جس سے وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ چونکہ آپ اس وقت تانگوں کے اڈے پر تھے لہٰذا سب کوچوان اپنی اپنی لاٹھیاں لے کر آپ پر حملہ آور ہو گئے۔ آپ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ ایک جگہ پر کھڑے رہ کر دس بارہ آدمیوں کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ بھاگنا شروع کر دیا۔ لٹھ بردار بھی آپ کے پیچھے دوڑے۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد پیچھا کرنے والوں میں کوئی آگے اور کوئی پیچھے رہ گیا۔ چنانچہ جب کوئی تانگے والا اکیلا آپ تک پہنچتا آپ کھڑے ہو کر اسے گرا دیتے اور بھاگنا شروع کر دیتے۔ اس طرح

تمام آدمیوں کو آپ نے عاجز کر دیا۔ اتنے میں علاقے کا تھانیدار جو کہ سکھ تھا اور سائیکل پر سوار اسی طرف آرہا تھا اُس نے سارا منظر خود دیکھا تھا، آپ کو آواز دے کر رُکنے کے لیے کہا۔ آپ فوراً رُک گئے۔ اُس نے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ اور اتنے سارے آدمی اکیلے آدمی کے کیوں درپئے ہیں۔ آپ نے سارا واقعہ من وعن اسے کہہ سنایا۔ تھانیدار آپ کو اپنے سائیکل پر بٹھا کر پولیس چوکی لے آیا۔ اس نے اپنے گھر میں آپ کو بہت عزت سے ٹھہرایا۔ اور آپ کی بہادری کی بہت تعریف کی۔ حسب نسب پوچھا تو اور بھی گرویدہ ہو گیا۔ سب گھر والوں کو بلا کر آپ کی بہادری اور شجاعت کا واقعہ سنایا۔ دودھ میں گھی ڈال کر پلایا۔ اور دو روپے بطور نذر پیش کیے۔ پھر اڈے پر لا کر آپ کی حسب خواہش وہی گھوڑا تانگے میں جوتا گیا۔ اور آپ کو نہایت تکریم سے رخصت کیا گیا۔

اسی طرح آپ کی دلیری اور بہادری کا ایک اور واقعہ قابلِ ذکر ہے۔ جب ایک دیہاتی میلے کے موقع پر کبڈی کے میچ کے دوران میں سکھوں اور مسلمانوں میں لڑائی ہو گئی۔ مسلمان نوجوان کچھ دیر تو ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے لیکن سکھوں کی زیادہ تعداد کے پیشِ نظر ان کو پسپا ہونا پڑا۔ اور بھاگ کر گاؤں میں آگئے۔ سکھوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ وہ گاؤں میں بھی گھس آئے۔ گاؤں والوں پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دینے کی بجائے اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے اور اندر سے دروازے بند کر لیے۔ حضرت قبلہ کو خبر ہوئی تو آپ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلے ہی مقابلہ پر نکل آئے اور لٹھ بازی کا وہ مظاہرہ کیا کہ کچھ سکھ تو زخمی ہوئے اور باقی بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ نے ان کا پیچھا ان کے گاؤں تک کیا۔ مگر گاؤں والوں میں سے کسی کو مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔

شخصیت کا ایک پہلو ــــ گھریلو زندگی

سرکار مجمع البحرینؒ نے جہاں بیرونِ خانہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہمیشہ مستعدی سے کام لیا۔ وہاں وہ گھریلو ذمہ داریوں کو بھی نہایت حسن وخوبی کے ساتھ نبھاتے رہے والدین کو آپ پر مکمل اعتماد تھا اور بجا طور پر فخر بھی۔ بہن بھائیوں سے حددرجہ محبت تھی۔ بڑا بھائی ہونے کے ناطے سے ہمیشہ ان کے سروں پر دستِ شفقت رکھا۔ اور والدین کی وفات کے بعد آپ ہی ان کے لیے سب سے بڑا دلاسہ اور بھروسہ تھے۔ بہن بھائی بھی ان سے حددرجہ عقیدت رکھتے تھے۔ کیونکہ والدین کے بعد آپ ہی وہ بزرگ شخصیت تھے جنھوں نے بہن بھائیوں کو والدین کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ اور ہر طرح سے انکی ضرورت کا خاطرخواہ خیال رکھا۔ بہن بھائیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ ان کی شادیاں کیں اور بعدازاں ان کے بچوں کو بھی اپنے والدین سے بڑھ کر پیار دیا۔

آپ نے اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ اور انھیں دینی اور دنیوی تعلیم دلوائی۔ بچیوں کو تعلیم دلانا قابلِ ذکر ہے۔ کیونکہ آپ نے ان کے لیے اُس زمانہ میں تعلیم کو ضروری سمجھا جب بچیوں کو تعلیم دلانا غیرضروری سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے نہ صرف اپنی بچیوں ہی کو تعلیم دلوائی بلکہ دیہات کی دوسری بچیوں کے لیے بھی تعلیم کا بندوبست کیا۔ سرکاری طور پر سکول منظور کروایا۔ اور سکول کے لیے عمارت کا انتظام اپنے گھر میں علیحدہ کمرے بنواکر کردیا۔ فیصل آباد کے گردونواح میں آپ کا گاؤں ہی وہ پہلا گاؤں ہے جہاں سب سے پہلے بچیوں کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا۔ اس قابلِ فخر کارکردگی کا سہرا بجا طور پر آپ کے سر ہے۔

بحیثیت مجموعی حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ ایک عظیم انسان تھے۔ وہ پیکرِ خلوص

اور مجسمۂ عمل تھے۔ان کی محبت۔شرافت۔مردانگی۔انسان دوستی، اسلام پسندی، سادگی۔انکساری۔خدمتِ خلق۔حسنِ اخلاق اور دیانتداری جیسی قابلِ قدر صفات نے ان کی شخصیت کو دوسروں کے لیے ایک قابلِ قدر نمونہ بنا دیا تھا۔

دراصل وہ بیک وقت سبھی کچھ تھے ان کی زندگی نے ثابت کر دیا کہ اللہ مہربان ہو تو ایک آدمی بیک وقت بہت کچھ ہوتا ہے۔ وہ ایک سُورج کی طرح تھے جس کی رنگ برنگی کرنیں تمام سمتوں میں جاتی ہیں جن سے تمام ستارے اور سیّارے روشنی پاتے ہیں۔ وہ ایک ایسی دلپسند اور بافیض شخصیت کے مالک تھے کہ ان کی صحبت سے انسان ہمیشہ کسی نہ کسی عنوان سے بہرہ مند ہو کر اٹھتا تھا۔ان کے دم سے انسانیت پر اعتبار قائم ہوتا تھا۔ وہ زہد و تقویٰ کے دعویدار نہیں تھے۔ایک معتدل کردار کے انسان تھے اور اہلِ نظر جانتے ہیں کہ یہ اعتدال کیسی نایاب چیز ہے۔ ان کا کردار مُرشدِ کامل کی طرح بے داغ اور صحبت رندِ خوش باش کی طرح بامزہ تھی۔ وہ ایک ممتاز اور محبوب شخصیت تھے جس کی یاد حلقہ در حلقہ اور انجمن در انجمن کہاں کہاں نہیں اور کہاں کہاں نہ رہے گی۔

علالت و وِصال

مجموعی طور پر آپ کی صحت قابلِ رشک رہی۔ ساٹھ سال کی عمر میں سر کا پہلا بال سفید ہوا تھا۔ آخر عمر میں غدود ودول (PROSTRATE GLANDS) کا اپریشن ہوا جس کے بعد صحت گرنی شروع ہو گئی۔ آپ نے علالت میں بڑی پامردی سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ آپ کے بھائی سید تصدق حسین گیلانی دامت فیوضہم نے دل و جان سے آپ کا علاج کروایا۔ بڑے سے بڑے ڈاکٹروں کا علاج اور مشورہ لیا گیا۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ آپ سب کیوں

وقت اور روپیہ ضائع کرتے ہیں۔ راقم الحروف نے عرض کیا کہ "سرکار آپ ہمیں منع نہ فرمائیں۔ دوا اور دعا کیلئے تو حکم ہے"۔ آپ نے فرمایا۔ "تم تو محکمہ زراعت میں ملازم ہو اور جانتے ہو۔ جب فصل بوئی جاتی ہے تو اُس کے اُگنے پر کھاد پانی اور نلائی وغیرہ کا خوب خیال رکھا جاتا ہے۔ زمیندار اسکی ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے اگر کوئی ایک تنکا بھی توڑتا ہے تو اس سے لڑائی جھگڑا کرتا ہے۔ مگر جب فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ تو وہ زمیندار اُس فصل کو خود اپنے ہاتھ سے کاٹ لیتا ہے۔ میرے عزیز اب یہ فصل بھی پک کر تیار ہے کسی دن کٹ جائیگی"۔ ایک دن آپ نے راقم الحروف کی ہمشیرہ سیدہ امت الجیب سے فرمایا کہ میں تمہیں بتادوں کہ میں نے کس دن کوچ کرنا ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا۔ نہیں۔ تم تو رو رو کر مر جاؤ گی۔

آپ دن بدن کمزور ہوتے چلے گئے اس دوران میں راقم کی تبدیلی یوسف والا مکئی ریسرچ اسٹیشن ضلع ساہیوال ہوگئی۔ آپ کے وصال سے سات دن پہلے میں یوسف والا سے فیصل آباد آیا اور حضرت قبلہ والد صاحب دام اقبالہٗ کو ساتھ لیکر میانی شریف عیادت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے راقم کو اور اپنے بھائی سید تصدق حسین گیلانیؒ کو خوب بھینچ کر گلے لگایا اس دن آپکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے پھر فرمایا کہ میں تم سے راضی ہوں۔ راقم نے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک کا نسخہ دکھایا۔ آپ نے نہایت مسرت کا اظہار فرمایا اور بہت بہت دعاؤں سے نوازا۔

وصال :-

آپ نے ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۷۲ء بوقت افطاری داعیٔ اجل

کو لبیک کہا۔ —— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

آپ نے برضا و رغبت جان جانِ آفرین کے سپرد کی اور وقت رخصت چہرے پر شگفتگی اور مسکراہٹ عیاں تھی اور منہ سے کلمۂ پاک جاری تھا۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم ۔

چوں مرگ آید تبسم برلبِ اوست

آپ کی نماز جنازہ یکم نومبر ۱۹۷۲ء بوقت صبح میانی شریف کی عیدگاہ کے کھلے میدان میں پڑھائی گئی۔ جس میں سرکار کے رشتہ داروں، دوستوں، مریدوں عقیدت مندوں اور دیگر عمائدین فیصل آباد اور گردونواح کے دیہات کے کثیر لوگوں نے شرکت کی۔ سرکار باباجی علیہ الرحمہ کے جنازہ کے بعد گاؤں کی تاریخ میں اتنا بڑا ہجوم دیکھنے میں نہیں آیا۔

آپ کو درگاہِ عالیہ قادریہ نوشاہیہ غوثیہ گیلانیہ میں آپ کے والدِ بزرگوار حضرت باباجی علیہ الرحمۃ کے پہلو میں ہشت پہلو چبوترے پر دفن کیا گیا۔

آپ بلاشبہ خاندانِ گیلانیہ قادریہ کے روشن چراغ تھے۔ آپ کے وصال پر اظہارِ تعزیت کرنے کے لیے جذبات کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔

قطعۂ تاریخِ وصال

حضرت ابوالکمال برق قادری نوشاہی بحرالعلومی سجادہ نشین دربارِ قادریہ نوشاہیہ ڈوگہ شریف ضلع گجرات نے آپ کی تاریخ وصال کہی۔

سیدِ والا نسب روشن ضمیر

حضرتِ فتح محمد شاہ پیر

از میانی سُوئے فردوسِ بریں
شاد و خرم رفت آں روشن جبیں
سالِ وصلش گفت برقِ لوا الکمال
ہادئ دینِ متیں نیکو خصال

۱۳۹۲ھ

اولاد حضرت سرکار مجمع البحرینؒ کی شادی سیدہ عمر بی بی گیلانی بنت سید کامل شاہ[1] گیلانی سے ہوئی ۔ جن کے بطن سے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تولد ہوئیں ۔

۱۔ بڑے صاحبزادے سید الطاف حسن گیلانی مرحوم تھے ۔ آپ نے آخری عمر میں حضرتِ قبلہ مجمع البحرینؒ سے بیعت کی تھی ۔ موصوف اپنے وقت کے فٹ بال کے مشہور کھلاڑی تھے ۔ رزق معاش کے لیے کچہری بازار فیصل آباد میں گیلانی واچ کمپنی قائم کی ۔ میانی شریف گاؤں کے فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ۔ اور انجمنِ بہبودِ نو میانی شریف کے صدر رہے ۔

---

[1] سید کامل شاہ گیلانی کا مزار شاہ نور سیداں ضلع ہوشیار پور میں ہے ان کا سلسلۂ نسب سادات گیلانی اوچ شریف سے جاملتا ہے ۔ آپ جنڈانوالہ چک ۱۹۵ ر ب ضلع فیصل آباد میں مقیم رہے مگر وفات سے کچھ عرصہ پہلے اپنے وطن شاہ نور سیداں ضلع ہوشیار پور میں تشریف لے گئے اور وہیں مدفون ہوئے ۔ ان کے دو صاحبزادے سید نور محمد شاہ گیلانی اور سید حسن محمد شاہ گیلانی تھے ۔ سید حسن محمد شاہ گیلانی لاولد فوت ہوئے ۔ سید نور محمد شاہ گیلانی سے سلسلہ آگے چلا جن کے صاحبزادے سید عابد حسین گیلانی ہیں ۔ ان کی شادی حضرت قبلہ مجمع البحرینؒ کی چھوٹی صاحبزادی سیدہ امۃ السعید گیلانی سے ہوئی ہے جن کے بطن سے تین صاحبزادے سید احمد توصیف گیلانی سید احمد ندیم گیلانی اور سید احمد مبین گیلانی ہیں اور دو صاحبزادیاں سیدہ فرزانہ ناہید زوجہ ڈاکٹر سید تاثیر احمد گیلانی اور سیدہ رضوانہ سعید زوجہ سید خالد علی اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل پنجاب ہیں ۔

آپ کی شادی سیدہ امۃ الحفیظ گیلانی دختر سیّد محمد شفیع شاہ گیلانی ۲۴۲ ر۔ب دو سو بہ سے ہوئی تھی جن کے بطن سے سیّد اشفاق الحسن گیلانی اور سیدہ امۃ الوحید گیلانی تولّد ہوئیں۔ سیّد اشفاق الحسن گیلانی آج کل گیلانی واچ کمپنی کچہری بازار فیصل آباد کے مالک ہیں۔ سیدہ امۃ الحفیظ کی وفات کے بعد آپ نے دوسری شادی لاہور میں سید سردار علی شاہ کی دختر سیدہ سلیم صغرا سے کی جن کے بطن سے تین صاحبزادیاں ہیں۔

۲۔ دوسرے صاحبزادے سیّد مہدی حسن گیلانی ہیں۔ آپ بچپن ہی سے نہایت سادہ اور پرہیزگار ہیں۔ نماز باجماعت کے اوائل ہی سے عادی ہیں۔ بھوانہ بازار فیصل آباد میں ایک شو کمپنی کے مالک ہیں۔ آج کل دربار شریف کی دیکھ بھال اور مسجد الفتح کی امامت آپ کے ذمہ ہے۔

آپ کی پہلی شادی سیدہ امۃ الرشید بنت سید ڈاکٹر محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ سے ہوئی۔ جن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس لیے دوسری شادی سیدہ گلزار بیگم بنت سید صادق علی شاہ سے ہوئی۔ جن کے بطن سے ایک صاحبزادہ سیّد محسن علی گیلانی اور دو صاحبزادیاں سیّدہ صباحت گیلانی اور سیّدہ سعدیہ گیلانی ہیں۔ سب بچّے زیرِ تعلیم ہیں۔

۳۔ تیسرے صاحبزادے سیّد محمد انور شاہ گیلانی حال مقیم ۸۷ اے خیمۂ سادات غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد ہیں۔ آپ نے فوج سے بطور نائب صوبیدار ریٹائر ہونے کے بعد محکمۂ مال میں بطور قانونگو ملازمت اختیار کی۔ آجکل ریٹائرمنٹ کی زندگی گذار رہے ہیں۔ آپ حضرت قبلہ مجمع البحرین سے بیعت ہیں۔ شروع ہی سے دربار شریف کے کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ عُرس مبارک کی تقریبات آپ کی کوششوں سے دن رات ترقی پذیر ہیں۔

آپ کی شادی سیّدہ امۃ المجیب بنت سیّد تصدّق حسین گیلانی دامت اقبالہٗ سے ہوئی ہے۔ جن کے بطن سے تین صاحبزادے اور ۲ دو صاحبزادیاں سیدہ طاہرہ منیب گیلانی اور سیدہ طیبہ گیلانی ہیں۔

بڑے صاحبزادے سید توقیر احمد گیلانی ٹیکسٹائل کے شعبہ سے منسلک ہیں۔ اور بطور اسسٹنٹ سپننگ ماسٹر کام کر رہے ہیں۔

دوسرے صاحبزادے ڈاکٹر سیّد تاثیر احمد گیلانی ہیں۔ جنہوں نے ویٹرنری کالج لاہور سے گریجوایشن کیا اور آجکل پولٹری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راولپنڈی میں بطور ریسرچ آفیسر کام کر رہے ہیں۔

تیسرے صاحبزادے سیّد تسخیر احمد گیلانی ہیں جن کی فوٹوسٹیٹ کی دوکان گیلانی فوٹوسٹیٹ ضلع کچہری میں ہے۔

۴۔ حضرت مجمع البحرینؒ کے چوتھے صاحبزادے سیّد ابن الحسن گیلانی ہیں جو کہ رزق معاش کے سلسلہ میں انگلینڈ میں مقیم ہیں۔

حضرت مجمع البحرینؒ کی صاحبزادیاں

۱۔ سیّدہ امۃ الحکیم گیلانی زوجہ سید عباس حیدر گیلانی عبداللہ پور۔ فیصل آباد

۲۔ سیّدہ امۃ اللطیف گیلانی زوجہ سیّد محمد شفیع شاہ ۱۹۲ ر ب فیصل آباد۔

۳۔ سیدہ امۃ الحمید گیلانی ۔ میانی شریف۔ فیصل آباد

۴۔ سیّدہ امۃ السعید گیلانی زوجہ سیّد عابد حسین گیلانی ایس ڈی او۔ محکمہ انہار ۵۹۶ اے غلام محمد آباد کالونی۔ فیصل آباد

فقر نامہ

شیخ المشائخ قطبِ عالم حضرت سیدنا غلام مرتضیٰ گیلانیؒ کے دستِ مبارک کا تحریر کردہ قلمی نسخہ شیخ المشائخ مجمع البحرین حضرت سیدنا فتح محمد شاہ گیلانیؒ کی وساطت سے اس عاجز تک پہنچا۔ اس کی فوٹو کاپی برکت و ہدایت کے لیے شاملِ کتاب ہے

(مرتّب)

فقرنامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ ۵

قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم الفقر کنز من کنز اللہ وفضل من فضل اللہ تعالی لا یؤتیہ الا باھلہ یعنی پیغمبر علیہ السلام فرمود فقر گنجیست از گنجہا خدائتعالی اور فقر بزرگ ہے اور بزرگیدن حدائتعالی اور دیا فقر اللہ جل شانہ نے اپنی اہل کو وہ اہل حضرت جناب رسول اللہ اور حضرت علي مرتضی کرم اللہ وجہہ ہیں جنکو عطا ہوا پہر انکی سبب اور عین عنایت انکی سے اولیاء اللہ پر عنایت ہوا اور کل قطب دعوت پر حضرت پیران پیر محی الدین عبد القادر جیلانی قدس منہ وعقدس اللہ سرہ جنکا قدم مبارک کل گردن اولیاء اللہ پر ہے یہہ چشمہ فیض اقدس فقر کا عام جاري ہوا اور دل اہل اللہ کنجي اس خزانے کی ہے فقط سوال اگر پوچہیں کہ اول فقر و آخر فقر و خانہ فقر و اصل فقر و لقمہ فقر و تاج فقر و گنج فقر و کلید فقر و مرکب فقر

وراہ فقر و کمربند فقر و دین فقر و میوہ فقر کیا ہے جواب ہے
کہ اول فقر فنا و آخر فقر بقا ہے اور خانہ فقر کا رحمت اور اصل
فقر کا علم ہے اور لقمہ فقر کا صبر اور تاج فقر کا توکل اور گنج
فقر کا قناعت ہے اور کمربند فقر کا خدمت اور دین فقر کا مسکینی
اور کنجی فقر کی بیداری در عبادت حق تعالیٰ اور مرکب فقر عشق ہے
اور راہ فقر کا شکر بر مصیبت اور میوہ فقر تواضع درویشان راہ حق
سوال اگر پوچھیں کہ خرقہ فقر کیا ہے اور نماز خرقہ کی کیا ہے اور قبلہ
خرقہ کیا اور غسل خرقہ کیا ہے اور باہر خرقہ کے کیا اور اندر
خرقہ کے کیا اور دین خرقہ کیا اور فرض خرقہ کا کیا اور واجب
خرقہ کا کیا اور سنت خرقہ کی کیا اور مستحب خرقہ کا کیا جواب
کہہ کہ خرقہ آراستہ کرنا بدن کا اپنی بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شرع ظاہر پرست یعنی جو کہ امر شرعی ہے اپنی پر لازم سمجھے
جیسا کہ حضرت رسول مقبول نے معہ اصحاب کبار اپنی پر لازم سمجھا اور
اور تابعدار حضرت کے اماماں دین و مجتہدان ان راہ میں بننے
مقدم جانا اور ہر ایک افراد کو بہت کوشش سے مطلع کیا

کہ سب انہی پر فرض عین سمجھکر بجا لاتے رہے کہ جو فقیر کہلاوے اور طریقت
شرعی سے باہر رہے وہ لعین بدبخت اور بے یقین ہے کہ کبھی منزل
مقصود کو نہ پہونچیگا اور بالکل بے بہرہ رہیگا جیسے کہ قول حضرت سعدی
شیرازی رحمتہ علیہ کا ہے بیت خلاف پیغمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ؛ اور نماز خرقہ کی ہمیشہ اپنی تئیں عاجز
ور ناچیز سمجھنا اور ہونا ذات کا اور صفات اپنی کا دور کرنا بلکہ
قرب نوافل اور فرائض کیطرف متوجہ رہنا اور قبلہ خرقہ کا
فرمان برداری پیر کامل کی کرنی کہ خلاف شرع نہو اور ایمان
خرقہ کا یہہ کہ پوشش شرعی بدن پر آراستہ کرنا اور غسل
خرقہ کا ترک تعلقات نفسانی ہے اور باہر خرقہ کا کمال قال علیہ
السلام یعنی وہ حدیث شریف ہے اس پر عمل کرنا اور اندر
خرقہ کا شوق اور درد محبت الٰہی ہے اور خوف الٰہی یعنی وہ
بھی اطاعت رسول اللہ علیہ السلام کے ہے اور دین خرقہ کا خدمت
گذاری و غمخواری خلق خدا تعالیٰ کی اور فرض خرقہ خوف
اور فکر ذکر الٰہی کا اور واجب خرقہ کا خلق محمدی ہے اور سنت

خرقہ ہمیشہ با وضو رہنا اور اطاعت رسول اللہ میں کوشش کرنا
و مستحب خرقہ شب بیدار رہے کرے ذکر مشغول میں مراقبہ دلی کرنا ٭٭
نقل ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ السلام با صحاب رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے ساتھہ مجلس نشین تھے،
حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور خرقہ مبارک لائے عرض کی کہ یا رسول اللہ
خدا تعالے نے سلام بہیجا اور یہہ تحفہ خرقہ کا عنایت فرمایا واسطے آپکی
اور واسطے مسندان آپکی حضرت نے خوش ہو کر پہلے منہہ مبارک
طرف ابا بکر صدیق کیا اور فرمایا کہ اگر خرقہ آپکو دون تو آپ
کیا کام کرینگے حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہ جو مال
اور اسباب ہے مین وہ سب کچھہ راہ خدا تعالے مین خرچ کر دون
پہر حضرت علیہ السلام نے منہہ مبارک طرف عمر رضی اللہ عنہ کی کیا
اور فرمایا کہ اگر یہہ خرقہ تمکو دون پہر تو کیا کام کرے حضرت عمر نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہ مجکو خدا تعالے نے عادل کیا عدل کرون
اور جو کچھہ مال اور گنج میرے پاس ہے وہ سب راہ خدا تعالے مین
تصدق کرونگا حضرت علیہ السلام نے طرف عثمان رضی اللہ عنہ

کیطرف خیال فرمایا اور کہاکہ اگر مجکو ملی تو کیا کام کرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالے نے عرض کیاکہ آنحضرت مجکو خداوند تعالے توفیق سخاوت کی بخشی تو کچھہ دینار درم اور مال میرے قبضہ مین ہو وہ سب خداکے راہ مین تصرف کرون اور حضرت علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یا علی مرتضیٰ اگر آپکو یہہ خرقہ مبارک ملی تو آپ کیا کام کیا کرین حضرت علی کرم وجہہ نے عرض کیاکہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ حق سبحانہ تعالے بطفیل آنحضرت کے مجکو علم بخشے اور جو کچھہ میری ملک اور قبضہ مین ہو بلکہ جان تک راہ خدائے تعالے مین تصرف کرون اور عیب مخلوقات کا اگرچہ بعینہ ملاحظہ کرون کبھی ظاہر نکرون جہانتک ہو پردہ پوشی کرون اور علم باطنی کو جو لایق ہوگا اوس پر واضح کرون تو پہر حضرت نے عین خوشی سے وہ خرقہ مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا اور حضرت علیہ السلام نے بعد خوشی پہنا دیا فقط پس بر درویشان واضح باد کہ جو شخص درویش ہو خرقہ پوشی کرے سے لازم ہے کہ ان چند چیز انکا خیال رکھی تو خرقہ پوشی اوسکو حلال ہے

اوّل صادق حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوم عدل حضرت
عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوم سخاوت و فراخ دلی حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہارم حلم و پردہ پوشی حضرت علی
کرم اللہ وجہ پنجم شرم و حیا از کار بد ششم پرہیزگاری
ہفتم صابری و نفس کشی ہشتم اطاعت شرعی چنانچہ اطیعوا اللہ و
واطیعوا الرسول اور امر و نہی نہم عمل ظاہر چنانچہ نماز اور روزہ
حج و زکوۃ دبجا لانا امر طریقت اور حقیقت اطاعت کاملان معرفت
دہم ریاضت دستی کرنا اور حلال کہانا اور کم سوال ہونا بلکہ سوال
ذلت سمجنا کہ سوال دشمن شرم اور ایمان کا ہے جب کہ قول
السوال ذل ولو کان من لابوین تو خرقہ پوشی اُس پر
حلال ہے ورنہ حرام سوال اگر پوچہیں کہ چند چیزیں فقر کو
کیا ضروری ہے جواب کہہ کہ تعداد اس کا بہت مگر جزوی کہا جاتا ہے
اوّل آنکہہ اپنی اندہی کرے کہ جو نادیدنی ہو وہ ہرگز نہ دیکہی
دوم کان بہرے کرے کہی کہ بیہودہ نہ سنی سوم زبان گنگی
کرے کہ گفتگو بیہودہ سے باز رہے چہارم پانوں

لنگر طے کرے کہ جگہ نالائق بخلے پنجم بدست ہو رہے
کہ جو چیز حرام اور موانع شرعی ہو ہاتھ سے نہ پکڑے ششم
کہ وہ پادانستی کو نجانے یعنی کہ اندیشہ بد کو خاطر مین راہ ندے
چنانکہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ظن المومنین بخیر او
ہفتم شکم کو کہا حرام سے پاک رکھی چنانچہ کہانا اُن چیزون کا
مانع شرعی ہے وہ ہرگز نہ کہاے اگر کہایگا تو تاثیر زبان اور
عمل صالحہ سب بے اثر ہوگا کوئی عمل ظاہر اور باطنی فائدہ نہ کریگا
وہ چیزین کہ جو حرام ہین یہہ ہین مثل حق بیگانہ و گوشت مردگان
و شراب و بہنگ و پوست و افیون اور کل مسکرات یعنی جیسا کہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ معنی حدیث کے
یہہ ہین کہ نشہ کی چیزین ہین وہ سب حرام ہے اور غصہ اور
چغلی وغیرہ ہرایک سے پرہیز کرے اگر عیاذاً باللہ حرام کو
اپنی دلی عقل یا کسی بعلیم بیوقوف کے صحبت سے حلال جانے تو وہ
شخص بیدین اور بے ایمان اور کافر اللہ مطلق ہوتا ہے
نعوذ باللہ منہا ہشتم اطاعت اور خدمت بیدینونکی نکرے

اور یہہ بھی نفس نالائق کے نہ جائے کہ حرص نفسی خراب کرتی ہے
دہم دل اپنی کو رجوع طرف علم دینی اور تصوف کی رکہی اور ہمیشہ
مطالعہ رکہی تا جہل جہالت جاہلونکی سے بچا رہا ہے سوال اگر پوچہین کہ
فقر کے کیا مرتبہ ہین جواب کہہ کہ سات مرتبہ اول مرتبہ
جوانمردی دوم مرتبہ رضا و راضی بودن بر قضا سوم مرتبہ
سیاحی چہارم خرقہ پوشی پنجم مرتبہ صبر نوشی ششم مرتبہ
غربت ہفتم مرتبہ قناعت ؛ سوال اگر پوچہین کہ یہہ سات مرتبہ
کی اصل کیا ہے جواب کہہ کہ اول مرتبہ جوانمردی کا حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے ہوا دوم مرتبہ رضا کا حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ سے
ہوا سوم سیاحی کا حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہوا چہارم
مرتبہ خرقہ پوشی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا پنجم مرتبہ
صبر نوشی حضرت ایوب علیہ السلام ششم مرتبہ غربت حضرت یحییٰ
پیغمبر علیہ السلام سے ہوا ہفتم مرتبہ قناعت از حضرت محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا سوال اگر پوچہین کہ
فقر کے کتنی مقام ہین جواب کہہ کہ ہفت مقام ہین چنانچہ اول:

مقام توبہ دوم عبادت سوم زہد چہارم صبر صابران پنجم
مقام شکر شاکران ششم مقام عارفان معرفت ہفتم مقام محبان
محبوب شوق الٰہی سوال اگر پوچھیں کہ یہہ سات مرتبہ مقام
کس کس شخص سے اول واقعہ ہوئے ہیں جواب کہہ کہ توبہ کا درجہ
حضرت آدم علیہ السلام پہ نازل ہوا مقام عابدوں کا حضرت
ایوب پیغمبر علیہ السلام پر وارد ہوا مقام زاہدوں کا حضرت
اسمعیل علیہ السلام کو ملا مقام شاکروں کا حضرت سلیمان
علیہ السلام کو ملا مقام عارفوں کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پہ وارد ہوا مقام محبوں کا حضرت ابراہیم
علیہ السلام پہ نازل ہوا مقام صبر کا حضرت حسنین علیہ
الرحمتہ اللہ علیہ کو ملا مقام عبادت کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو ملا سوال اگر پوچھیں کہ حکم طریقت کا کتنی وجہ پر ہے
جواب کہہ کہ چھہ وجہ پر ہے اول رفاقت دوم سخاوت
سوم یقین کامل چہارم صدق صفا پنجم توکل بخدا ششم
تفکر بذکر اللہ سوال اگر پوچھیں کہ ارکان طریقت کے

کتنی ہین جواب کہ چھہ ہین اول علم دوم حلم سوم صبر چہارم
رضا پنجم اخلاص ششم اخلاق سوال اگر پوچھین کہ واجبات
طریقت کے کتنی ہین جواب کہ چھہ چیزین ہین اول خلق محمدی
دوم احسان بر عاجزان سوم ترک خواب چہارم ترک دُنیا
پنجم شوق ششم ذوق واضح ہو کہ اگر کوئی یہ مسئلہ بجانے
مقراض چلانا اور مرید کرنا اور تبرک دینا روا نہین ہے
اور جس پیر کو یہہ خبر نہ ہو اور ماہیت علم کی واقفیت نہ رکھتا
ہو ایسے بیوقوف کو پیر بنانا ہرگز بجا نہی کیونکہ کلمہ کفر اور شرک
کی واقفی نہین رکھتا ایمان کا خوف ہے جیسے حضرت سعدی
شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے مصرعہ کہ بیعلم نتوان خدا را
شناخت ۔ اس پر دعوی پیر اور فقیری کذب لاف ہے چنانچہ حدیث
شریف مین آیا ہے طلب علم فریضة علی کل مسلم و
مسلمة ۔ چنانچہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
ہر ورویش کو چاہئے کہ یہہ چار کلمہ اور چار مقام نہ جانے وہ بمنا فق

لقمہ فقری کا اس پر حرام ہے اور دور ہو گا وہ اب شخص رحمت سے
اور نا امید ہو گا اور محروم رہیگا شفاعت پیغمبری رسول اللہ صلعم سے سوال
اگر پوچھیں کہ درویشی کیا چیزیں ہیں جواب کہہ چار چیزیں ہیں
چنانچہ اول مقام جبروت دوم مقام ملکوت سوم مقام ناسوت
چہارم مقام لاہوت سوال اگر پوچھیں کہ یہہ چہار مقام کس کس کے
ہین جواب کہہ کہ اول مقام جبروت حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ؛
دوسرا مقام ملکوت حضرت میکائیل علیہ السلام کا تیسرا مقام ناسوت
حضرت اسرافیل علیہ السلام کا چوتہا مقام لاہوت حضرت عزرائیل
علیہ السلام کا سوال اگر پوچھیں کہ چار کلمہ کیا ہیں جواب کہہ کہ اول
کلمہ شریعت دوم کلمہ طریقت سوم کلمہ حقیقت چہارم کلمہ معرفت کا
سوال اگر پوچھیں کہ یہہ کلمہ کیونکر پڑہتی ہیں اور کس کی زبان الہام
بیان سے نکلی ہیں جواب کہہ کہ اول کلمہ شریعت کا حضرت جبرائیل علیہ السلام
کی زبان الہام بیان سے ظاہر ہوا وہ یہہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوسرا کلمہ طریقت کا حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا وہ
یہہ ہے لا الہ الا اللہ عظمتہ محمد رسول اللہ خلیفتہ

تیسرا کلمہ حقیقت کا حضرت اسرافیل علیہ السلام نے کہا وہ یہہ ہے

لا الہ الا اللہ بید فد یقہ محمد رسول اللہ و رہنا اللہ

چوتہا کلمہ معرفت کا حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا وہ یہہ ہے

لَآ الہ الا اللہ حقًّا حقًّا محمد رسول اللہ صَفًّا صفًّا

تنبیہ یعنی آگاہی فقیرونکو کہ جو فقیر ہو کر یہہ چار کلمہ اور چار مقام نجانے اس کا نماز اور روزہ اور عبادۃ اور ذکر شغل بلکہ نکاح جائز نہین اور علاوہ اسکی اور مسلمانونکو بہی ضرور سیکہہ لینا بجائے فرض ہے جو کہ شک لاوے وہ منافق ہے اور خوف کفر کا ہے نعوذ باللہ منہا ؛ سوال اگر پوچہین کہ شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کی کیا مثال ہے جواب کہہ کہ شریعت وجود ہے اور طریقت دم ہے اور حقیقت عقل ہے اور معرفت روح ہے مثال دیگر شریعت مثل خاک ہے اور طریقت مثل آب اور حقیقت مثل باد اور معرفت مثل آتش کی ہے ؛ مثال دیگر یہہ شریعت مانند شیر اور طریقت مانند جغرات اور حقیقت مانند ماکہن اور معرفت مانند روغن

خالص کیہی شال اگر یہہ شریعت کی اور طریقت مانند شاخ اور حقیقت مانند درخت
مانند برگ اور معرفت مانند میوہ پختہ کیہی سوآل اگر پوچہین کہ
تیرے وجود مین جبرائیل علیہ اور میکائیل اور اسرافیل علیہ اور عزرائیل علیہ
کون کون جگہ ہین جواب کہہ کہ جبرآئیل زبان اور میکائیل
دم اور اسرافیل عقل اور عزرائیل چشم ہین کہ ہرایک چیز کو
دیکہہ رہا ہے اور پہچان رہا ہے سوآل اگر پوچہین کہ خداتعالی نے شریعت
کسکی لئی پیدا کیہی اور طریقت کسکے لئی اور حقیقت کسکے لئی اور
معرفت کس کے لئی جوآب کہہ یہہ چارہی منازل حضرت محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر عنایت ہوئے چنانچہ حضرت
صلی اللہ علیہ السلام فرماتی ہین کہ الشریعة اقوالی والطریقة
افعالی والحقیقة احوالی والمعرفة رئیت لبی
سوآل اگر پوچہین کہ پیدائیش شریعت اور طریقت او حقیقت
او معرفت کیونکر ہے جواب کہ اول شریعت ہر ایک کا مبدا ہے
جیسا کہ شریعت مانند استخوان اور طریقت مانند گوشت اور
حقیقت مانند پوست اور معرفت مانند مغز کیہی

سوال اگر پوچھیں کہ معنی شریعت اور معنی طریقت اور معنی حقیقت اور معنی معرفت کے کیا ہیں جواب کہہ کہ معنی شریعت کے شرط اسلام کی بجالانا اور معنی طریقت طوق بندگی کا گل میں ڈالنا اور معنی حقیقت تسلیم اور توکل بخدا کرنا اور معنی معرفت کے کسی وقت خدا سے غافل نہ ہونا اس منزل میں قول عارفونکا یہہ ہے کہ ایک دم غافل وہ دم کافر ہوتا ہے اور کفر لازم ہوجاتا ہے سوال اگر پوچھیں کہ چار فقر کیا نام رکھتی ہیں جواب کہہ کہ اول فقر صبر دوم فقر تفکر سوم فقر قناعت چہارم فقر جاننا ذات خدا کا سوال اگر پوچھیں کہ پیر تیرا کون اور مرید تیرا کون اور مرشد تیرا کون اور طالب تیرا کون اور تو کون ہے جواب کہہ کہ روح میرا پیر اور عقل مرید اور اعتقاد میرا مرشد اور طالب میرا فہم اور وجود میرا خاک فایدہ درویشونکو لازم ہے کہ پہلی علم شریعت کا سیکھیں پہر بعد اس علم کے باقی منازل کی واقفیت واضح ہوجاے ای درویش بخوبی جان لے یہہ چار منازل بال کی مانند باریک ہیں چون از علم شریعت سے واقف نہ ہوگا تو طریقت حقیقت معرفت کا محال ہے کیونکہ بعیہ رسول اللہ علیہ السلام

ابتداء ہی ہر ایک منازل کا چنانچہ قول حضرت شمش تبریز صاحب کا
بیت شریعت را مقدم دار اکنون ؛ طریقت از شریعت نیست بیرون ؛
سوال اگر پوچھیں کہ پیشوائے فقر کے کتنی ہیں جواب کہہ کہ
مشایخ راسخ الاعتقاد کا یہہ قول ہی اول پیشوائے صدق یعنی حضرت
خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ صدق راست اور
یقین ہر ایک درویش اور دوسرے مسلمانوں کو لازم ہے کہ یہہ
پنج شکرانہ یاد کر لے اول کہ الحمد للہ کہ خداوند تعالے مجکو پیدا کیا دوئم
یہہ کہ اگر پیدا کیا تو انسان کے شکل کیا سوئم یہہ کہ اگر انسان شکل کیا
تو مسلمان کیا چہارم یہہ کہ مسلمان کیا تو اہل اسلام کیا پنجم یہہ کہ اگر
مسلمان کیا تو امت رسول اللہ علیہ السلام مین کیا ؛ قال النبی
صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ طالب الدنیا مخنث وطالب
العقبی مونث وطالب المولے مذکر ؛ ازان جملہ
بعضی طالب دنیا ہین اور بعضی طالب عقبی اور بعضی طالب مولے
کم ہین ؛ سوال اگر پوچھین کہ تیرے وجود مین کون جگہ مصحف ہے
اور کون جگہ مومن اور کون جگہ مسلمان اور کون جگہ مسافر

اور کون جگہ کافر ہے جواب کہہ کہ سر آدمی کا مصحف اور
دل مومن اور زبان مسلمان اور نفس امّارہ کافر اور بانو
مسافر ہے سوال اگر پوچھیں کہ تیرے وجود مین کون بادشاہ
اور کون وزیر ہین جواب کہہ تین بادشاہ اور تین وزیر ہین
اول بادشاہ روح وزیر او عقل دوم بادشاہ دل وزیر او زبان
سوم نفس وزیر او شیطان ہے سوال اگر پوچھین کہ یہہ وزیر
بادشاہونکو کیا صلاح دیتی ہین جواب کہہ کہ بادشاہ روح کو
وزیر عقل یہہ کہتا ہے کہ ای بادشاہ نیکی کر تاکہ دیدار خدا تعالی
تیری قسمت ہوگا اور خداوند کریم خوش ہونگی کہ تو نجات پائیگا
اگر یہہ کام کریگا تو عذاب دوزخ مین گرفتار ہوگا اور سزا پائیگا
دوم بادشاہ دل کو وزیر اس کا زبان یہہ کہتا ہے کہ ای بادشاہ
ہر طرف غالب ہو اور خوش رہا کر سوم بادشاہ نفس وزیر
اس کا شیطان یہہ کہہ رہا ہے کہ ای بادشاہ زنا کر اور حرام کہا
اور شراب اور بہنگ پوست چرس اڑا اور جو تیرا جی چاہے
کیا کر عاقبت کو کس نے دیکھا ہے لعنۃ اللہ ایسے شخصون پر کہ جو

اطاعت نفسانی مین گرفتار ہین اور قال الله قال علیه السلام کا اثر نہین مانتی دلی خیال وآہیات اونہونی بنا رکہے ہین بلکہ اور بہیلون بہولون کو خراب کرتے ہین فقط ٭ سوال اگر پوچہین کہ چار یار حضرت ذات مبارک رسول الله علیه السلام کے کون ہین جواب کہہ کہ اول یار حضرت ابابکر صدیق رضی الله تعالی عنه دوم حضرت عمر خطاب رضی الله تعالی عنه سوم حضرت عثمان رضی الله تعالی عنه چہارم حضرت علی کرم الله وجہہ ہے چنانچہ ذات مبارک رسول الله علیه السلام نے ان اصحاب کبار کے حق مین ماسوا اور اصحاب کے حدیثین فرمائی ہین وہ بڑے کتابون مین ظاہر ہے جیسا کہ سر الاسرار وغیرہ مین مسطور ہے سوال اگر پوچہین کہ مجتہد ان دین رسول الله علیه السلام کے کتنے امام ہین جواب کہہ اول امام حضرت اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی الله عنه دوم امام شافعی رضی الله عنه سوم امام مالک رضی الله عنه چہارم امام احمد حنبل رضی الله عنه سوال اگر پوچہین کہ چار کتابین کیا ہین اور کس کس پر نازل ہوئین جواب کہہ اول کتاب توریت حضرت موسی پیغمبر علیه السلام پر

دوم کتاب انجیل حضرت عیسے پیغمبر علیہ السلام سوم کتاب زبور
حضرت داؤد پیغمبر علیہ السلام پر چہارم کتاب فرقان المجید حضرت
محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ السلام پر ٭ سوال اگر پوچہیں کہ
سر مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام پر کتنی بال تہے
جواب کہہ کہ بارہ لاکہہ اور تیرہ ہزار اور تین سو بال تہے ۱۲۱۳۳۰۰
سوال اگر پوچہیں کہ سینہ مبارک حضرت پر کتنے بال تہی جواب
کہہ کہ چہہ لاکہہ اور بیس ہزار دو سو اور ستر اور چار بال
مبارک تہی سوال اگر پوچہیں کہ کتنے بال سفید تہی جواب کہہ
کہ سات سو بال سفید اور باقی سب سیاہ تہی سوال اگر پوچہیں
کہ تمام عمر شریف میں حضرت علیہ السلام نے کس قدر کہایا جواب
کہہ کہ ایک من اور دس سیر اور دو سیر سے روایت میں
تیس اور دو درم کہایا سوال اگر پوچہیں کہ عمر مبارک حضرت
محمد رسول اللہ کی کتنے سال کی تہی جواب کہہ کہ ساٹہہ ۶۰

سوآل اگر پوچھیں کہ تراشی مطالب کے لئی کون ائیت ہے، جوآب کہہ کہ
کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک
صفا صفا۔ سوآل اگر پوچھیں کہ کمر باہندی کیوقت کون آئیت
پڑھا کرتا ہے جوآب کہہ کہ افمن یمشی مکبا علی وجهه
اهدی سوآل اگر پوچھیں مختول اندازیکی کیا آئت ہے، جوآب کہہ
کہ ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق وانتم
تعلمون۔ سوآل اگر پوچھیں جھرتے پگڑی کیوقت کون آئیت ہے
جوآب کہہ کہ وعصی ادم ربه فغوی سوال اگر پوچھیں کہ
رومال پکڑنے کی کیا آئیت ہے جوآب کہہ کہ اللهم افطانا

بالقضر کے باب السعادة و باب الرحمة اللهم
والمفتوح والسبب الجنة هي المأوى سوال اگر پوچھیں
کہ شربت نوشی کی کیا آیت ہے جواب کہہ کہ الله لا اله
الا هو وانتوجب وشربة النظامة ولا يملكون
لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا يملكون موتا ولا
حيوة ولا نشورا سوال اگر سجدہ کرنی کی کیا آیت ہے جواب
کہہ کہ سجدة العبادة توجهات الى الكعبة الشريفة
الله اكبر سجدة الرحمن وامنه بالقرآن فغفر لي
يا رحمن الله اكبر سوال اگر پوچھیں کہ الفی ڈالنی کی کیا آیت ہے
جواب کہہ کہ ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولا
كن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل
شئ عليما سوال اگر پوچھیں کہ تاج پوشی کی کیا آیت ہے جواب
کہہ کہ اللهم انت الملك الحق لا اله الا انت
تاجا تمجيدا واذا عليك نضرة مسرورا
ونفعهم نضرة وسرورا سوال بستر کرنیکی کیا آیت ہے

جواب کہہ کہ رب المشرقین ورب المغربین فبای
الاء ربکما تکذبن. سوال اگر پوچھیں کہ بستر کہولنی کے
کیا آیت ہے جواب کہہ کہ یا ایھا الذین امنوا وعملوا
الصلحت منہم مغفرۃ واجرا عظیما. سوال اگر پوچھیں کہ
بستر پر بیٹھنی کی کیا آیت ہے جواب کہہ کہ یا ایھا الذین
اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم
تفلحون. سوال اگر پوچھیں کہ خرقہ پہرنیکی کیا آیت ہے
جواب کہہ کہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول
لہ کن فیکون. سوال اگر پوچھیں کہ کمر باہندلی کی کیا آیت
جواب کہہ کہ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ
صبغۃ ونحن لہ عبدون ان لا الہ اٰئینہ
سید محمد رسول اللہ. سوال اگر پوچھیں کہ چراغ
روشن کرنیکی کیا آیت جواب کہہ کہ اللہ نور السموات
والارض ایمسک من فیہا لما سمعون ٥
سوال اگر پوچھیں کہ سفر کرنیکی کیا آیت ہے جواب کہہ کہ

قل سیروا فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبة

المنظرین. سوال اگر پوچھیں کہ صدا ار کریگی کیا آیت ہے

جواب کہہ کہ سراج البدن لا امر الله تعالی ان

الله غفور رحیم. سوال اگر پوچھیں کہ برگ کہانیکی

کیا آیت ہے جواب کہہ کہ بسم الله الرحمن الرحیم

سوال اگر پوچھیں کہ کدا اگر نیکی کیا آیت ہے جواب کہہ کہ

بسم الله مجریها و مرسها ان ربی لغفور

رحیم. سوال اگر پوچھیں کہ نام چوب دستی اور رمال

کا کیا ہے جواب کہہ کہ نام چوب دستی عین البقاء اور نام

رمال کا عین الصفا. سوال اگر پوچھیں کہ کہانا کہانیکی کیا آیت ہے

جواب کہہ کہ لقمہ نقصہ. سوال اگر پوچھیں کہ دوازدہ

حسنی اور دوازدہ امام حسینی کا کیا اسم شریف ہے جواب

حسنی امام یہہ ہیں. اول امام حضرت علی کرم الله وجہہ دوم امام

حسن رضی الله تعالی عنہ سوم امام حضرت حسن مثنی رضی الله عنہ

چہارم امام سید عبد الله محض پنجم امام سید موسی ثالث ششم امام

سید عبد اللہ ثانی ہفتم امام سید موسیٰ ثانی ہشتم امام سید داؤد جیلی نہم امام سید محمد روحی دہم امام سید عمر زاہد یازدہم امام سید عبد اللہ دوازدہم امام سید موسیٰ سیزدہم امام سید ابو صالح چہاردہم امام حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ اللہ سرہ العزیز باصرہ حسنین پیشوائے حسینی اور حسنی اماموں کی جنکی عنایت اور کوشش کاملہ سے دین شرع متین محمدی کا رونق افزا ہوا مکمل درجہ خداوند کریم انپر عنایت فرمائے اور ہر ایک درجہ کا مرتبہ ملا کہ ایسا کبھی کسیکو نہ ملا ہوگا بلکہ یہانتک کہ اولو العزمی درجہ پایا اور کل اولیاء اللہ کے گردنہی بر قدم مبارک رکہا اور درجہ علمی آنحضرت کو ایسا تہا کہ ابتداء سے آخر تک کوئی ایسا نہ ہوگا اور کرامات آنذات والا کی بی اندازہ ہیں محسوب نہیں ہوسکتے اور کوئی ولی اللہ سوائے اطاعت حضرت کے منزل مقصود کو نہیں پہونچتا چنانچہ شیخ صنعان وغیرہ کی مثالیں مشہور ہیں اور فقر مبارک کا طریق جیسا کہ حضرت پیر سے ہوا ہی ایسا کسے ظہور میں نہ آیا ہوگا اب اس زمانہ میں جو لوگ روافض وہ شیعہ کہلاتے ہیں کہ

وہ کہتی ہین ہمی مذہب اماسونکی مذہب بر ہے اور مذہب سنت جماعت ہین اختلاف ہے اور حضرت اصحاب وکبار کے حق ہین بہت یاوہ گوئی ناحق کرتے ہین اور متہم لگاتے ہین اور حضرت جناب والاشان غوث اعظم میر محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے نسبت بہت سی باتین ناشائستہ کرتے ہین یہہ امر اونکی نادانی ہے معاذ اللہ مہاگہ حضرت ایسے تہی وہ بیوقوف یہہ نہین خیال کرتے کہ جیسے کرامات بلکہ معجزات آنحضرت والاشان سے ظہور مین آئے کسی امام بلکہ پیغمبرون سے بہی ایسا معجزات ظہور مین کم آیا ہوگا ہر ایک اولیاء اللہ پر اور اماموں پر پیش دستی لیگئی کسی امام کا ایسا کرامات مشہور نہین جیسا کہ آنجناب والاشان کا ہے دیکہو ایسے کرامات بلکہ معجزات مردہ کو زندہ کردیا اور جو کچہہ زبان مبارک الہام بیان سے نکلا وہی فوراً اوسی وقت جلد تر ایسا ہی ہوگیا واسطی تشفی خاطر اپنی کے غور کرو اور دیکہو کشف کرامات حضرت کی جیسا کہ گلدستہ کرامت وغیرہ کتابہین مین معلوم ہو جائیگا اور جو لوگ شیعہ مذہب کے باک مذہب کہلاتے ہین اور

اصحاب وکبار وغیرہ کے حق مین گالی گلوچ اور تبرہ نکالتی ہین اور
حضرت خواجہ حسن بصری صاحب کے بہت مذمت کرتے ہین کہ
جنکا فیض اقدس حضرت جناب غوث الثقلین تک پہونچتا یہانتک
آیا اور بڑے بڑے اولیاء اللہ صاحب کرامت اور کشف ابتک مشہور
ہین آب خیال فرماؤ کہ یہہ جو مذمت اصحاب وکبارونکی ہے
وہ صرف ذات مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق
مین ہے اس مذمت کی وجہ یہہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ السلام ایسی ولائیت ہند ہین اور اکثر ولائیتین اونکو ان
مین تشریف فرما نہین ہوے سب لوگ اہل ہند کے کفار تہے
وہ سب سنکر ایمان لائے بلکہ آپ ایسے کفار اہل اسلام ہوئے
کہ جنکا کفر بہت سخت تہا کہ کبی اہل اسلام ہونیکی امید ہی نہین تہی
وہ اہل اسلام ہوگئے انکا نام اہل سنت جماعت رکہا گیا وہ جو
اصحاب وکبار یا کہ صغار تہے ہمیشہ حضرت کی ہمنشین مین
رہا کرتے تہی اور معجزات بی انداز دیکھتے تہے انکو حضرت سے
حسد ہی رہا یہہ بڑا تعجب اور جائے افسوس ہے اور دوسرا

یہہ کہ حضرت علیہ السلام نے اصحاب وکبار کے حقمین حدیثین فرمائین
ہین چنانچہ کتاب مستطاب مین تکرار اسرار یہ ہین اظہر ہین اور یہہ شیعہ لوگ
انکو تہمت ناحق لگاتے ہین یہہ بڑا گناہ کبیرہ ہے جیسے کہ زناء اور شراب
اور گوشت خنزیر اور چغلی اور چوری اور رشوۃ وغیرہ گناہ کبیرہ ہے
ویسی ہی دشنام کا گناہ کبیرہ خیال غور سے فرماؤ جب ایسا عمل انکی
ظہور مین آیا تو وہ شیعہ کیا ہے خاک ایسی ہی تو انکو رافضی
کہا گیا نعوذ باللہ منہا اور ظہور حضرت امام مہدی صاحب کا حضرت
امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ کی پشت مبارک سے ہوگا وہ اس سے بھی منکر
ہین یہہ بھی سراسر انکی غلطی ہے اور رفض مین داخل ہے خداوند
کریم اپنی حفظ مین ہر ایک دیندار بندیکو ایسی واہیات تباہی فسادون
مین نڈالے بمنہ وکرمہ فقط * سوال اگر پوچھین کہ پیر شریعت
و پیر طریقت اور پیر حقیقت اور پیر معرفت حضرت والا شان
جناب غوث الثقلین حضرت میر محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ
سرہ العزیز کے کون شخص ہین اور کیا نام رکھتے ہین جواب
کہہ کہ پیر شریعت کے یہہ ہین اول حضرت امام عبد اللہ یافعی

دوم حضرت عبد اللطیف بغدادی سوم حضرت امام علی بن حسینی
چہارم حضرت کبیر الدین رفاعی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور یار طریقت
کے یہہ ہین اول حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی دوم
حضرت خواجہ معین دین چشتی سوم حضرت خواجہ شہاب الدین
سہروردی چہارم حضرت خواجہ بدیع الدین مدار حلبی رحمتہ اللہ علیہ اور
یار حقیقت کے یہہ ہین اول حضرت شیخ رشید بغدادی
دوم حضرت شیخ محمد سہروردی سوم حضرت قاسم سلیمانی
چہارم شیخ دقایق مغربی رحمتہ اللہ علیہ اور یار معرفت کے
یہہ ہین اول حضرت خواجہ اویس قرنی دوم حضرت شمس الدین
تبریزی سوم جلال دین رومی چہارم حضرت محی الدین عربی
مشہور بہ مسمی شیخ اکبر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ؛ فایدہ جلیلہ
کہ جو شخص نام ان سب دوستون رحم اللہ علیہم کے کہتا ہو
ختم پڑہنا اُس کا اوپر نیاز و نذر و یازدہم کے درست نہین یہہ مسئلہ
کتابون مین مشہور ہے ؛ سوال اگر پوچہین کہ چودہ معصوم
کا اسم مبارک کیا ہے اور کس کس شخص نے شہید کیا اور کہان

کہاں مزارین شریفین ہیں جو آپ کہہ کہ اول معصوم حضرت
علی اکبر بن حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہ کہ فاطمہ خیرالنساء سے بن
عمر دو سال کہمین حرب نے شہید کیئی قبر انکی قبرستان جنت البقیع
مین ہے دوسرے معصوم حضرت عبداللہ بن حضرت امام حسین
عمر دو سال کہمین طلحہ بن عامر نے شہید کیئی قبر انکی قبرستان
جنت بقیہ مین ہے سوم معصوم حضرت عبداللہ بن امام
حسن عمر دو سال کہمین عبدالرزاق دمشقی لعین نے انکو شہید کئے
قبر انکی کربلا مین ہے چہارم معصوم حضرت حسین بن امام
زین العابدین عمر چھ سال کہمین منصور بن یزید علیہ لعنت نے
شہید کیئی قبر انکی شہر بصرہ مین ہے پنجم معصوم حضرت سید
قاسم بن امام زین العابدین عمر چار سال کہمین عدو بن یزید
علیہ لعنت نے شہید کیئی قبر انکی شہر بصرہ مین ہے ششم معصوم
حضرت احمد بن امام محمد باقر چار سال کے عمر مین عبداللہ کوفی نے
انکو شہید کئے قبر انکی مشہد مقدس مین ہے ہفتم معصوم حضرت
علی اصغر بن امام محمد باقر عمر چھ سال کہمین احمد نے انکو شہید کیا

قبر انکی مدینہ شریف مین ہے ہشتم معصوم حضرت بن امام
جعفر صادق تین سالکی عمر مین عریان نے انکو شہید کیا قبر انکی
شہر بسطام مین ہے نہم معصوم یحیی ابن ہادی بن حضرت امام
جعفر صادق چار سالکی عمر مین ہارون رشید نے انکو شہید کیا
قبر شریف انکی بغداد شریف مین ہے دہم معصوم حضرت محمد صالح
ابن محمود بن حضرت امام موسی کاظم سات سال کی عمر مین یوسف
بن ابراہیم نے انکو شہید کیا قبر انکی شیراز مین ہے یازدہم معصوم
حضرت طیب بن امام موسی علی رضا سات سال کی عمر مین
ابو الفضل بن اماموں نے انکو شہید کیا قبر انکی جگہ قوام مین ہے
دوازدہم معصوم حضرت طاہر بن حضرت امام تقی بن امام موسی
علی رضا چار سالکی عمر مین رحمان دمشقی نے انکو شہید کیا قبر انکی
سمرقند مین ہے سیزدہم معصوم حضرت جعفر بن امام حضرت حسن
اصغری ایک سالکی عمر مین ناصر دمشقی نے انکو شہید کیا قبر انکی
شہر رے مین ہے چہاردہم معصوم حضرت قاسم بن امام محمد
مہدی بن علی ہادی دو سالکی عمر مین متوکل نے انکو شہید کیا

قبر شریف انکی کربلا مین ہے سوال اگر پوچہین کہ چودہ خاندان
کیا ہین اور انمین نہ قادریا اور پنج چشتیا کون کون ہین جواب
کہہ کہ اول خنوادہ حبیبان حضرت خواجہ حبیب عجمی صاحب رحمتہ اللہ علیہ
دوم خنوادہ طیفوریان حضرت خواجہ بایزید طیفوری رحمتہ اللہ علیہ
سوم خنوادہ کرخیان حضرت خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
چہارم خنوادہ سقطیان حضرت خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
پنجم خنوادہ جنیدیان حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
یہہ خنوادے پنج چشتی ہین سوال اگر پوچہین کہ نہ خنوادے قادریا
کون ہین جواب کہہ کہ اول خنوادہ قادریان حضرت ابو شاہ
قادری رحمتہ اللہ علیہ دوم خنوادہ طرطوسیان حضرت خواجہ
حیات طرطوسی قادری رحمتہ اللہ علیہ سوم خنوادہ فردوسیان
حضرت خواجہ احمد کبیر فردوسی رحمتہ اللہ علیہ چہارم خنوادہ
سہروردیان حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ
اللہ علیہ پنجم خنوادہ زیدیان حضرت خواجہ عبدالواحد
بن زید رحمتہ اللہ علیہ قادری ششم خنوادہ عباسیان

حضرت خواجہ سلطان عباسی رحمتہ اللہ علیہ ہفتم خواجہ ہبیریان

حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری رحمتہ اللہ علیہ ہشتم خوادہ ادہمیان

حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادہمی رحمتہ اللہ علیہ نہم خوادہ

چشتیان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

سوال اگر پوچھیں کہ حضرت شاہ مدار صاحب کے کتنے اسماء ہیں

اور والدین شریفہ انکی کا کیا نام اور قومیت کیا تھی اور کس جگہ پیدا

ہوئے اور وطن انکا کہاں تھا اور عمر کتنی تھی اور مزار شریف

والدین کی کہاں تھی اور سر پہ جڑاؤ بھیکی کس واسطے رکھہ چھوڑے

تھی جواب کہہ کہ تولد حضرت بدیع الدین شاہ مدار کا حضرت امیر

شریف جہانگیر دالیا فرماتے ہیں کہ آسمان ہفت ہیں اور سات نام

ہیں۔ ہر ایک آسمان پر حضرت ممدوح کا جدا جدا اسم شریف ہے

چنانچہ آسمان اول میں حضرت زین اللہ کہتے ہیں دوسرے

میں نجم الدین تیسرے میں مجمع اللہ کہتے ہیں چوتھے میں فتح اللہ

کہتے ہیں پانچویں میں ضیاء اللہ کہتے ہیں چھٹویں میں بدیع اللہ

کہتے ہیں ساتویں میں مدار اللہ کہتے ہیں۔ اور حضرت شاہ مدار

عرف بدیع الدین صاحب سراج الآخرت اور شیخ محمد یکی ہین
اور بڑے فضلا زمانہ اور اہل شرع اور پرہیزگار ہے یہانتک کہ تمام
عمر مین کسی عورت کا انہونے منہہ بہی نہین دیکہا اور بے بڑ جڑا بہکبی
اسواسطی رکہہ چہوڑے تہے کہ شب بیدار رہا کرتے تہی اور ان
جڑاؤنکو رشا باندہ کر اور بہت خانہ کے یا کسی رخت پر باندہ
رکہا کرتی جب کبہی نیند آ او نکہہ پڑے تو بال ٹوٹ پڑے اور جاگ
پڑے تو انہین خون نکل پڑا تو انپر خاکستر لگا لیا کرتے تہے قول
بعضی جاہلو نکا یہہ ہے کہ وہ کہتی ہین کہ حضرت شاہ مدار کا والدین
نہین کہ وہ نور ہین یہہ انکی محض غلطی ہے اور بےعلمی کہ علم نہین ہے
نام والد شریف شیخ علی حنبلی ہے نام والدہ شریفہ کا ملک بی بی
حاجراں ہے اور ذات انکی اہل قریش ہے اور لائیت انکی حلب ہے
اور عمر مبارک حضرت مدار صاحب کی دوسو پچاس ۲۵۰ برس کے تہی اور
قبر شریف الصاحب رحمتہ اللہ کے موضع جمانہ مین ہے فقط تنبیہ یعنی
آگاہی یہ ہے فقرا مداریون کے لئی کہ حضرت شاہ مدار صاحب نے
جڑا و بہیکہی اسواسطی رکہی تہے کہ جیسا بیان ہوا اب جو بہیکہہ رکہتے ہین

ہین اور خاکستر گرم کر کر اوس پہ مالتی رہتی ہین اور در بدر دریوزہ گری
کرتی پہرتی اور سنگیہ بجاتی ہین پہر عورتونکو ڈراتی ہین اگر خیرات
نہ ملی تو جھٹ محول بناتی ہین گالیان کہاتی ہین برا بہلا کہلاتی ہین مگر یہ
بیوقوف نہین سمجہتی کہ مانگنا اور سوال کرنا سراسر حرام ہے ہان
ایک طریق پر یون ہے کہ درویش آٹہہ پہر عبادت خدا مین مشغول رہا
پہر جب کبہی نفس نے چاہا اور بہوکہہ غالب ہوئے اتفاق نہ ہوا بہت تنگ
ہوا تو ایک یا دو دروازے پر سوال کیا قوۃ نفسی مانگیا تو اوسی پر قناعت
کر کی واپس ہوا پہر عبادت مین لگ رہے یون تو جایز ہے یا کہ کسب ہال
بچون کیواسطی مقرر کرنا اور دستکاری سے محنت دستی سے محروم
رہنا اور دریوزہ گری کو ہی اپنا معاش سمجہنا بالکل کسی درویش اہل
اللہ نے جائز نہین رکہا اور صوم صلوۃ کا بہی نام نہ لینا ہمیشہ تارک الصلوہ رہنا
بہنگ بوزہ دلی مسئلہ بنا بنا کر اڑاتی رہنا کہ اصل حدیث رسول اللہ علیہ
السلام کیہی اور آیت تفسیر قرآن کی اسکو برخلاف جاننا نعوذ باللہ منہا خداوند
تعالی پناہ دے ایسے گمرگشتو نکو اپنی ہدایت بخشی اور اطاعت رسول اللہ
علیہ السلام کی توفیق دے اور شرع متین حضرت کی پہ قایم رکہی بہمنہ وکرمہ

سوال اگر پوچھیں کہ کتنے قبلے اور کتنے امام ہیں جواب کہے کہ
پنج قبلے اور پنج امام ہیں اول قبلہ عرش اللہ تعالے دوم قبلہ کرسی
سوم قبلہ بیت المعمور چہارم قبلہ بیت المقدس پنجم قبلہ خانہ کعبہ
سوال اگر پوچھیں کہ یہہ قبلہ کس کس چیز کے بنے ہوے ہیں جواب کہے
کہ قبلہ عرش نور کا ہے۔ اور قبلہ کرسی زرد کا۔ اور قبلہ بیت المعمور
یاقوت کا۔ اور قبلہ بیت المقدس چاندی خالص کا۔ اور قبلہ
کعبہ سنگ کا سوال اگر پوچھیں کہ یہہ قبلے کون کون کے ہیں
جواب کہے کہ قبلہ عرش حاملونکا۔ اور قبلہ کرسی کروبیان کا۔ اور قبلہ
بیت المقدس پیغمبرونکا۔ اور بیت المعمور قبلہ فرشتونکا۔ اور قبلہ
کعبہ مومنون کا۔ اب واضح ہے کہ جو شخص یہ مسئلہ نجانے اوسکی
امامت درست نہیں۔ سوال اگر پوچھیں کہ اول پانچ پیر معرفت کے
کون کون ہیں جواب کہے کہ اول پیر شمس الدین تبریزی دوم پیر
مولانا روم صاحب سوم پیر فرید قطب العالم صاحب چہارم پیر خواجہ حافظ
صاحب پنجم پیر شیخ سعدی شیرازی صاحب بتمہ و آیت دیگر اول
جملہ پیران حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام دوم پیر اولیا دان حضرت

ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ سوم پیر جملہ پیران حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ چہارم پیر جملہ پیران و اولیاؤں و بادشاہان وزیران حضرت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پنجم پیر جملہ علماؤں و فاضلان و عارفان و صوفیان حضرت امام اعظم عرف ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ بروایت دیگر پنج پیر معرفت اول پیر حضرت خواجہ حسن بصری صاحب رحمتہ علیہ دوم پیر حضرت خواجہ محمد اویس قرنی سوم پیر حضرت عبد اللہ خطا صاحب رحمتہ اللہ علیہ چہارم پیر حضرت محمد بیر فندی صاحب رحمتہ اللہ علیہ پنجم پیر حضرت محمد عثمان ہاروی صاحب رحمتہ اللہ علیہ: سوال اگر پوچھیں کہ وارث زمین اور طرف کے کون کون پیر ہیں جواب کہے کہ اول حضرت عبد الرحیم مشرق میں دوم پیر حضرت عبد الکریم مغرب میں سوم پیر حضرت عبد الرشید جنوب میں چہارم پیر حضرت عبد الجلیل شمال میں پنجم پیر حضرت عبد الستار درمیان میں: سوال اگر پوچھیں کہ فعلی پیر کون ہیں جواب کہے کہ اول پیر توجہ دل دوم پیر ترتیب سوم پیر تذلیل چہارم پیر خدمت گذاری سوال اگر پوچھیں کہ چار روح

نون کون ہین جواب کہہ کہ اول روح نفسانی دوم روح
حیوانی سوم طبعی چہارم روح قل الروح من امر ربی ہے
سوال اگر پوچھین کہ یہہ کس جگہ رہا کرتے ہین جواب کہہ کہ
اول روح نفسانی محل اس کا جگر ہے دوم روح حیوانی محل
اس کا دل ہے سوم روح طبعی وہ ہر ایک جگہ جسم کے مین موجود
یعنی رگون پٹھونمین موجود رہا کرتی ہے اور سوا بدن انسان
کے نباتات اور منجمدات مین وہ ہے جسکے سبب سبزی گھاس اور
نشو نما درخت اور شگوفہ پہل پہول اور میوجات تر و تازہ
رہا کرتے ہین بامر اللہ تعالے و بحکمتہ ہے چہارم روح امر ربی سے
جسکو نفس ناطقہ بہی کہتے وہ ایک غیر خدا تعالی جل شانہ کا ہے اسکی حقیقت
کا واقف ہونا سوائے اہل اللہ کے محال ہے اور صوفی با صفاء
متوجہ ہیستوائے کامل اس کے ماہیت کو سمجہتی ہین اور منزل مقصود
کو پہنچتی ہین یہانتک کے درجہ قرب نوافل اور فرائیض کا حاصل
ہوجاتا ہے اس درجہ مین موتو قبل انت موتو ہوکر فنا فی اللہ
بقا باللہ ہوجاتے ہین انہی کی شان مین یہہ آیت نازل ہے الا

عہ اللّٰہ لا یموت انقل دار باالدام یعنی یہ ہیں کہ اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ وہ نقل کرتے ہیں اس گھر سے اس گھر دوسرے کیطرف اور دوسرے ایت شریفہ یہ ہے کہ الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون فقط اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمصنفہ ولقاریہ تمت تمام شد یہ چند تحفجات من برا خاطر عزیز

بیت

فتح محمد شاہ گیلانی کہ حق جل واعلیٰ بطفیل جود وجہ برکت اہل

راہ دین متین شریعت محمدی نصیب کند و براہ راست قائم دارد و نصیبہ عقبیٰ بسمت نماید و عادات غیر شرعی باز دارد و ذوق شوق بزرگانہ بردل محکم کند بمنہ و بکرمہ کاتب ہیچدان احقر العباد خدا تعالیٰ مرتضیٰ علی کہ بعد از وفات والد بزرگوار این مجموعہ تحریر یافت و انتقال والد بزرگوار صاحب فی التاریخ بستم ۲۰ شہر وفات شریف در سنہ ہجری مقدس صلعم و تحریر این این کتاب بتاریخ شہر تیرہان پانزدہم ۱۵ اختتام ساخت سنہ ۱۱۳۰ صلی اللہ علیہ وسلم

نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

تم تم تم تم
تم

کتابیات

فہرست کتب جن سے لفظاً و معناً مدد لی گئی

۱۔ بیان المطلوب (اردو ترجمہ کشف المحجوب) مترجم مولوی فیروزالدین صاحب
۲۔ تذکرہ غوثِ اعظمؒ (اردو ترجمہ بہجۃ الاسرار)
مترجم حافظ احمد علی شاہ صاحب
۳۔ حیاتِ جاودانی (اردو ترجمہ قلائد الجواہر)
مترجم محمد عبدالستار صاحب
۴۔ سیرتِ غوثِ اعظمؒ — مولانا زاہد القادری
۵۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ — حکیم غلام حیدر سہیل
۶۔ تذکرہ سیدنا غوثِ اعظمؒ — طالب ہاشمی
۷۔ سوانح غوثِ اعظمؒ — پرویز افضل
۸۔ تذکرہ صوفیائے پنجاب — اعجاز الحق قدوسی
۹۔ خزینۃ الاصفیاء — مفتی غلام سرور لاہوری
۱۰۔ تحقیقاتِ چشتی — مولوی نور احمد چشتی
۱۱۔ تذکرۂ قادریہ — پیر سیّد طاہر علاؤالدین گیلانی
۱۲۔ محبوبِ سبحانیؒ — پیر سیّد طاہر علاؤالدین گیلانی
۱۳۔ سفینۃ الاولیاء — شہزادہ داراشکوہ
۱۴۔ اذکار الابرار — حاجی پیر سلطان علی صاحب
۱۵۔ نوشہ پیرؒ — پیر ابوالکمال برق قادری نوشاہی

۱۶۔ شجرہ شریف نوشاہی — پیر ابو الکمال برق قادری نوشاہی

۱۷۔ شہنشاہ بغداد — صوفی القادری مبارک علی

۱۸۔ خطۂ پاک اوچ — مسعود حسن شہاب

۱۹۔ غوث اعظمؓ — قاضی برخوردار ۱۹۱۵ء

۲۰۔ امروز اخبار — ۲۵۔اکتوبر ۱۹۷۰ء

۲۱۔ مشرق اخبار — ۹۔اکتوبر ۱۹۷۵ء

۲۲۔ روزنامہ عوام فیصل آباد — ۶۔جنوری ۱۹۷۷ء

۲۳۔ شجرۂ طریقت — مطبوعہ منگرانواں ضلع اعظم گڑھ۔ یو۔ پی (بھارت)